بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلی عبدہ المسیح الموعود

وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

جلد 54

ایڈیٹر

منیر احمد خادم

نائبین

قریشی محمد فضل اللہ

منصور احمد

ہفت روزہ

بدر

قادیان

The Weekly **BADR** Qadian

شمارہ 6-7

شرح چندہ

سالانہ 200روپے

بیرونی ممالک

بذریعہ ہوائی ڈاک

20پونڈ یا40ڈالر

امریکن۔بذریعہ

بحری ڈاک10پونڈ

یا20ڈالرامریکن

28ذوالحجہ 1425ھ 5محرم 1426ھ 8/15 تبلیغ 1383ہش 8/15فروری 2004

Postal Reg.No:PB/0154/2003 to 2005

اخبار احمدیہ

قادیان۱۲فروری(ایم ٹی اے انٹرنیشنل)سیدنا حضرت امیرالمؤمنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بفضلہٖ تعالیٰ بخیر و عافیت ہیں۔حضور پُرنور نے کل مسجد بیت الفتوح لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔پیارے آقا کی صحت وتندرستی درازیٔ عمر مقاصد عالیہ میں فائز المرامی کے لئے احباب دعائیں کرتے رہیں۔

اللھم اید امامنا بروح القدس وبارك لنا فی عمرہ و امرہ۔

پیشگوئی مصلح موعود رضی اللہ عنہ

وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا

وہ دنیا میں آئے گا اور مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کریگا

وہ سخت ذہین وفہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا

سیدنا حضرت مسیح موعود ومہدیٔ معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۲۰فروری ۱۸۸۶ء کو ایک اشتہار شائع کیا اور اس میں مصلح موعودؓ کے بارہ میں ایک عظیم الشان پیشگوئی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:''بالہام اللہ تعالیٰ واعلامہ عزّ وجلّ خدائے رحیم وکریم بزرگ وبرتر نے جو ہر چیز پر قادر ہے (جل شانہ وعزاسمہ) مجھ کو اپنے الہام سے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔سو میں نے تیری تضرعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایہ قبولیت جگہ دی اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لدھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔اے مظفر! تجھ پر سلام۔خدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجہ سے نجات پاویں اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں اور تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں جو چاہتا ہوں سو کرتا ہوں اور تا وہ یقین لائیں کہ میں تیرے ساتھ ہوں اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفیٰ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت ونسل ہوگا۔خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے اس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔اس کو مقدس روح دی گئی ہے اور وہ رجس سے پاک ہے وہ نور اللہ ہے۔مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔وہ صاحبِ شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت وغیوری نے اسے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے وہ سخت ذہین وفہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے گا اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا (اس کے معنی سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔فرزند دلبند گرامی ارجمند، مظہر الاول والاخر مظہر الحق والعلاء کان اللہ نزل من السماء جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔وکان امرا مقضیا''

(مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ ۱۰۰تا۱۰۱)

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

حضرت اقدس المصلح الموعودؓ
اور
وقف جدید کی عالمی برکت

سیدنا حضرت اقدس المصلح الموعود رضی اللہ عنہ نے جب الٰہی اذن سے وقف جدید کی تحریک جماعت کے سامنے رکھی تھی اس کا مقصد یہ تھا کہ پاکستان کے دیہاتوں کو احمدیت کے نور سے منور کیا جائے پاکستان میں ۱۹۵۳ء میں جماعت کے خلاف جنونی ملاؤں نے ایک خونی ایجی ٹیشن کا آغاز کیا تھا جو سلسلہ ایک دو سال تک چلتا رہا جنونی ملاؤں نے تحفظ ختم نبوت کے نام سے پاکستان میں جو پہلی مرتبہ اپنے شیطانی فتنہ کو ہوا دی تھی اس کی چنگاریاں انہوں نے نہ صرف پاکستان کے شہروں میں پھیلا دیں بلکہ اس فتنہ انگیزی کی مسموم ہوا کو جلد ہی پاکستان کے دیہاتوں میں بھی پھیلا دیا گیا جہاں جاہل اور احمدیت سے ناواقف لوگ صرف فتنہ پرور علماء کے بہکاوے میں آکر جماعت احمدیہ کے شدید مخالف ہو گئے۔

اس بات کو سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے اچھی طرح بھانپ لیا اور آپ نے پاکستان کے دیہاتوں کو احمدیت کی تعلیم سے روشناس کرانے کیلئے ۱۹۵۷ء میں وقف جدید کی تحریک کا آغاز کیا چونکہ ان دنوں بنگلہ دیش پاکستان کا حصہ تھا اس لئے پاکستان کے ساتھ یہ تحریک بنگلہ دیش میں بھی ساتھ ہی جاری ہوئی اور پھر کچھ عرصہ کے بعد ساتھ ہی اس مبارک تحریک کو ہندوستان میں بھی شروع کر دیا گیا۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس تحریک کو جماعت کے بچوں کے ساتھ خاص کر کے بالغان کے ساتھ ساتھ ۱۹۶۶ میں وقف جدید کے دفتر اطفال کا اجرا فرمایا اور اطفال الاحمدیہ کو بھی تحریک فرمائی کہ وہ اس خدائی تحریک کے روحانی بوجھ کو اپنے کندھوں پر اُٹھالیں چنانچہ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کے دور سے ہی پاکستان و ہندوستان میں چندہ اطفال بھی جاری ہے۔

سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے مبارک دور میں آپ کے خاص ارشاد کی روشنی میں ۱۹۸۵ میں یہ تحریک پاکستان بنگلہ دیش اور ہندوستان کے باہر پھیل گئی اور اب جبکہ وقف جدید کا ۴۸واں سال شروع ہو چکا ہے اس وقت تک یہ تحریک دنیا بھر کے ایک سو سے زائد ممالک میں پھیل چکی ہے اور چار لاکھ سے زائد افراد اس میں شامل ہو چکے ہیں سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین مرزا مسرور احمد ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آئندہ کم از کم دس لاکھ افراد کو تحریک جدید میں شامل کرنے کی پرزور تحریک فرمائی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے وقف جدید کے چندہ کو جہاں عظیم الشان برکت عطا فرمائی ہے اور سالہا سال اس میں لاکھوں روپے کا اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے وہیں اس تحریک نے پیاسی روحوں کو آب بقا پلانے میں ایک عظیم کردار ادا کیا ہے۔ پاکستان بنگلہ دیش۔ بھارت اور افریقہ کے درجنوں ممالک کی لاکھوں مردہ روحوں نے اس سے زندگی حاصل کی ہے اور یہ سلسلہ سال بسال تیزی سے بڑھتا چلا جا رہا ہے خاص طور پر غریب ممالک میں وقف جدید نے ایک مثالی کام کیا ہے۔ ان پڑھ لوگوں کی تعلیم اور معلمین کرام کے ذریعہ سے خاندانی تربیت کا بیش قیمت فریضہ اس کے ذریعہ سرانجام دیا گیا ہے۔ یہ ایک زندہ حقیقت ہے کہ وقف جدید نے جہالت اور ناخواندگی کی تاریکیوں کو روشنیوں سے منور کیا۔

راقم الحروف کو بھی بفضلہ تعالیٰ ایسے علاقوں میں کام کرنے کا موقع ملا ہے جہاں خاندانوں کا یہ حال تھا کہ وقف جدید کے چھینٹے ان تک پہنچنے سے قبل وہ خاندان احمدیت کے روح بخش پیغام سے تو عاری تھے ہی علاوہ اس کے زندگی کی خوشیوں سے بھی محروم تھے ان پڑھ اور جاہل خاندان جن کے مرد اپنی کمائی اور جائیدادوں کو شراب کی نذر کر رہے تھے جن کے نوجوان نشوں میں مست تھے اور گھر والوں کیلئے بدقسمتی کا پیغام تھے جن کی عورتیں روزانہ اپنے مردوں سے اپنی بدقسمتی کے حوالے سے لڑتی جھگڑتی تھیں گالی گلوچ اور فتنہ و فساد جن گھروں کا معمول بن چکا تھا وقف جدید کے معلمین کرام جی ہاں قابل احترام معلمین کرام جب ایسے دیہاتوں تک پہنچے تو پہلے تو بیمار روحوں نے شربت آب بقا پینے سے انکار کر دیا اور شیطانوں نے اس کے اس کام میں مدد بھی کی لیکن جب آہستہ آہستہ پیار سے ان کو اس محبت کا احساس ہوا جو ان سے کی جا رہی تھی تو انہوں نے احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی طرف توجہ کی گھروں میں علم کی روشنی جگ مگائی ان کے بچوں کے ہاتھوں میں نماز کی کتابیں یسرنا القرآن کے قاعدے نظر آنے لگے انکے غریب بچوں کو زبردستی سکولوں میں بھجوایا گیا کتابوں کاپیوں اور فیس سے ان کی مدد کی گئی ان کے بڑوں کو شراب پینے سے روکا گیا عورتوں کو صفائی اور نماز کا پابند کرنے کی کوشش کی گئی انہیں گھروں کے سلیقے سکھلائے گئے نتیجہ اس کا یہ نکلا کہ آج سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں گھرانے اطمینان قلب کی دولت سے مالا مال ہیں۔

یہ کامیابی اور یہ عظیم کامیابی جب وقف جدید کے چندہ دہندگان دیکھتے ہیں تو انکو احساس ہوتا ہے کہ جو چندہ اس غرض کیلئے وہ دے رہے ہیں یقیناً باعث برکت ہے بعض تو ایسے ہیں کہ ان برکات کو دیکھ کر اپنی حیثیتوں سے بڑھ کر چندہ پیش کرتے ہیں۔ غریب لوگ اگر کسی وجہ سے چندہ میں شامل نہ ہو سکیں تو دل کا چین اور اطمینان کھویا ہوا محسوس کرتے ہیں۔

پس قابل مبارکباد ہیں چندہ دہندگان! اور قابل مبارکباد ہیں معلمین کرام! جن کی محنتوں اور کاوشوں کے نتیجہ میں آج غریب ممالک گل و گلزار ہو رہے ہیں جہاں اخلاقی و روحانی قدریں زندہ ہو رہی ہیں۔ اور جہاں انسانیت اپنے مقصد کے حصول کی طرف رواں دواں ہے سبحان اللہ وہ بھی کیا دن تھے جب سیدنا حضرت اقدس المصلح الموعود رضی اللہ عنہ نے وقف جدید کی شروعات کی تو فرمایا تھا کہ اگر اس تحریک کو کامیاب کرنے کیلئے آپ کو اپنے کپڑے بیچنے پڑیں تو آپ انہیں بیچ کر بھی اس کو زندہ رکھیں گے اور خدا نے اپنے اس محبوب بندے کی اس ادا کو اتنا پسند فرمایا کہ وقف جدید آج لاکھوں لوگوں کو روحانی و جسمانی کپڑے پہنا رہی ہے الحمد للہ۔

الحمد للہ کہ بھارت اس وقت دنیا بھر کے احمدی ممالک میں وقف جدید کے چندہ کے لحاظ سے چھٹے نمبر پر ہے اس سے پہلے پانچ ممالک میں امریکہ پاکستان برطانیہ جرمنی اور کینیڈا ہیں لیکن یہ ایک حقیقت ہے اور سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے وقف جدید کے ۴۸ ویں سال کا اعلان فرماتے ہوئے اپنے خطبہ فرمودہ ۷ جنوری میں فرمایا ہے کہ اگر بھارت کی جماعتیں توجہ کریں تو یہاں کے کثیر تعداد میں موجود نو مبائعین کو اس مبارک تحریک میں شامل کر کے قطرے قطرے سے سمندر بنایا جا سکتا ہے۔ اور بعید نہیں کہ ایسا وقت بھی آجائے کہ ہم وقف جدید کے اعتبار سے دنیا میں پہلے نمبر پر آجائیں اور یہ ہمارا حق بھی ہے لیکن اس کیلئے کڑی محنت اور دعاؤں کی ضرورت ہے و باللہ التوفیق۔

(منیر احمد خادم)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے چند دعائیہ اشعار

بڑھتی رہے خدا کی محبت خدا کرے
حاصل ہو تم کو دید کی لذّت خدا کرے

توحید کی ہو لب پہ شہادت خدا کرے
ایمان کی ہو دل میں حلاوت خدا کرے

پڑ جائے ایسی نیکی کی عادت خدا کرے
سرزد نہ ہو کوئی بھی شرارت خدا کرے

حاکم رہے دلوں پہ شریعت خدا کرے
حاصل ہو مصطفیٰ کی رفاقت خدا کرے

مٹ جائے دل سے زنگِ رذالت خدا کرے
آجائے پھر سے دورِ شرافت خدا کرے

مل جائیں تم کو زُہد و امانت خدا کرے
مشہور ہو تمہاری دیانت خدا کرے

بڑھتی رہے ہمیشہ ہی طاقت خدا کرے
جسموں کو چھو نہ جائے نقاہت خدا کرے

مل جائے تم کو دین کی دولت خدا کرے
چمکے فلک پہ تارہٴ قسمت خدا کرے

ٹل جائے جو بھی آئے مصیبت خدا کرے
پہنچے نہ تم کو کوئی اذیت خدا کرے

منظور ہو تمہاری اطاعت خدا کرے
مقبول ہو تمہاری عبادت خدا کرے

سن لے ندائے حق کو یہ اُمّت خدا کرے
پکڑے بزور دامنِ مِلّت خدا کرے

چھوٹے کبھی نہ جامِ سخاوت خدا کرے
ٹوٹے کبھی نہ پائے صداقت خدا کرے

راضی رہو خدا کی قضا پر ہمیش تم
لب پر نہ آئے حرف شکایت خدا کرے

احسان و لطف عام رہے سب جہان پر
کرتے رہو ہر اک سے مروت خدا کرے

گہوارہ علوم تمہارے بنیں قلوب
پھٹکے نہ پاس تک بھی جہالت خدا کرے

بدیوں سے پہلو اپنا بچاتے رہو مدام
تقوی کی راہیں طے ہوں بعجلت خدا کرے

سننے لگے وہ بات تمہاری بذوق و شوق
دنیا کے دل سے دور ہو نفرت خدا کرے

اخلاص کا درخت بڑھے آسمان تک
بڑھتی رہے تمہاری ارادت خدا کرے

پھیلاؤ سب جہان میں قول رسولؐ کو
حاصل ہو شرق و غرب میں سطوت خدا کرے

پایاب ہو تمہارے لئے بحر معرفت
کھل جائے تم پہ راز حقیقت خدا کرے

اٹھتا رہے ترقی کی جانب قدم ہمیش
ٹوٹے کبھی تمہاری نہ ہمت خدا کرے

تبلیغ دین و نشر و ہدایت کے کام پر
مائل رہے تمہاری طبیعت خدا کرے

سایہ فگن رہے وہ تمہارے وجود پر
شامل رہے خدا کی عنایت خدا کرے

اک وقت آئیگا کہ کہیں گے تمام لوگ
ملت کے اس فدائی پہ رحمت خدا کرے

درس القرآن

تمام دینوں پر اسلام کا غلبہ مسیح موعود کے زمانہ میں ہوگا!

از علامہ زمخشری رحمہ اللہ تعالیٰ

هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَكَفٰی بِاللّٰهِ شَهِیْدًا (الفتح:۲۹)

ترجمہ: وہ خدا ہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا ہے تاکہ تمام دینوں پر اس کو غالب کر دے اور اللہ ہی کافی گواہ ہے۔

تفسیر: امام محمود بن عمر الزمخشری (وفات ۵۲۸ھ) اپنی تفسیر ''الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل'' میں آیت مندرجہ بالا کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ تمام دینوں پر اسلام کا غلبہ مسیح موعودؑ کے زمانہ میں ہوگا۔ اور یہ غلبہ دلائل و براہین اور آیات ربانیہ کے ذریعہ سے ہوگا۔ (تفسیر الکشاف الجزء الثالث صفحہ ۴۲۸ مطبوعہ مصر)

درس الحدیث

اسلام کے غلبہ کیلئے اللہ تعالیٰ مسیح موعود کو صالح بیٹا عطا کرے گا!

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْزِلُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ اِلَى الْاَرْضِ يَتَزَوَّجُ وَيُوْلَدُ لَهٗ (مشکوٰۃ باب نزول عیسیٰ علیہ السلام)

ترجمہ:۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسیح موعود علیہ السلام مبعوث ہوں گے آپ شادی کریں گے اور آپ کی اولاد ہوگی۔

حدیث کی تشریح میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

قَدْ اَخْبَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ الْمَسِيْحَ الْمَوْعُوْدَ يَتَزَوَّجُ وَيُوْلَدُ لَهٗ فَفِيْ هٰذَا اِشَارَةٌ اِلٰى اَنَّ اللّٰهَ يُعْطِيْهِ وَلَدًا صَالِحًا يُشَابِهُ اَبَاهُ وَلَا يَاْبَاهُ وَيَكُوْنُ مِنْ عِبَادِهِ الْمُكْرَمِيْنَ وَالسِّرُّ فِيْ ذٰلِكَ اَنَّ اللّٰهَ لَا يُبَشِّرُ الْاَنْبِيَاءَ وَالْاَوْلِيَاءَ بِذُرِّيَّةٍ اِلَّا اِذَا قَدَّرَ تَوْلِيْدَ الصَّالِحِيْنَ (آئینہ کمالات اسلام حاشیہ صفحہ ۵۷۸)

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی کہ مسیح موعود شادی کرے گا اور اس کے ہاں اولاد ہوگی۔ اس میں اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ وہ مسیح موعود کو صالح بیٹا عطا کرے گا جو اپنے باپ کے مشابہ ہوگا اس کے برعکس نہ ہوگا اور وہ اللہ کے برگزیدہ بندوں میں سے ہوگا۔ اور اولاد کی بشارت عطا ہونے میں راز کی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ انبیاء اور اولیاء کو جب اولاد کی بشارت دیتا ہے تو اس اولاد کا صالح ہونا لازماً مقدر ہوتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پیشگوئی کے مطابق اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو فرزند موعود کی درج ذیل الفاظ میں بشارت دی:۔

اِنَّ نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ اسْمُهٗ عَنْمُوَائِيْل وَبَشِيْر اَنِيْقُ الشَّكْلِ دَقِيْقُ الْعَقْلِ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ يَاْتِيْ مِنَ السَّمَآءِ وَالْفَضْلُ يَنْزِلُ بِنُزُوْلِهٖ وَهُوَ نُوْرٌ مُبَارَكٌ وَطَيِّبٌ مِنَ الْمُطَهَّرِيْنَ يُفْشِي الْبَرَكَاتِ وَيُغَذِّي الْخَلْقَ مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَيَنْصُرُ الدِّيْنَ (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۷۷)

یعنی ہم تجھے ایک لڑکے کی بشارت دیتے ہیں اس کا نام عنموائیل اور بشیر ہوگا وہ خوش شکل اور وجیہہ ہوگا وہ صاحب عقل وفہم ہوگا وہ آسمان سے آئے گا اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا اور وہ نور ہوگا اور برکت دیا جائے گا۔ اور مطہر لوگوں میں سے ہوگا اس کی برکتیں پھیلیں گی وہ مخلوق کو پاکیزہ (یعنی روحانی) غذا دے گا اور دین کا مددگار ہوگا۔

کبھی بھی کسی قسم کا تکبر، غرور یا دکھاوا ہم میں ظاہر نہیں ہونا چاہئے بلکہ عاجزی سے ہر وقت اللہ تعالیٰ کے آگے جھکے رہیں

ارشاداتِ عالیہ حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

معاشرہ کا کام ہے کہ شادی کے قابل بیواؤں اور لڑکوں اور لڑکیوں کی شادیاں کروانے کی طرف توجہ دے۔

احمدی لڑکوں اور لڑکیوں کی شادیاں آپس میں کی جائیں تاکہ آئندہ نسلیں دین پر قائم رہنے والی نسلیں ہوں۔

(بیواؤں اور شادی کے قابل لڑکے ، لڑکیوں کی شادیاں کروانے سے متعلق قرآن مجید، احادیث نبویہ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے حوالہ سے نہایت اہم تاکیدی نصائح)

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز-فرمودہ 24 دسمبر 2004ء بمطابق 24 دسمبر 1383 ہجری شمسی بمقام بیت السلام- پیرس (فرانس)

خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريک له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –

الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلک يوم الدين – إياک نعبد و إياک نستعين –

اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

﴿وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ۔اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ۔ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ﴾۔ (سورة النور آیت 33)

آجکل شادی بیاہ کے بہت سے مسائل سامنے آتے ہیں۔ روزانہ خطوں میں ان کا ذکر ہوتا ہے۔ لڑکیوں کی طرف سے عورتوں کی طرف سے بچیوں کے رشتوں کے مسائل ہیں۔ جو کم مالی حیثیت رکھنے والے ہیں ان کے رشتوں کے مسائل ہیں لڑکا ہو یا لڑکی۔ بیواؤں کے رشتوں کے مسائل ہیں۔ ایسی بعض بیوائیں ہوتی ہیں جو شادی کی عمر کے قابل ہوتی ہیں یا بعض ایسی جو اپنے تحفظ کے لئے شادی کروانا چاہتی ہیں ان کے رشتوں کے مسائل ہیں۔ لیکن ایسی بیوائیں بعض دفعہ معاشرے کی نظروں کی وجہ سے ڈر جاتی ہیں اور باوجود یہ سمجھنے کے کہ ہمیں شادی کی ضرورت ہے، وہ شادی نہیں کرواتیں۔ تو بہر حال مختلف طبقوں کے اپنے اپنے مسائل ہیں ہمارے بعض مشرقی ممالک میں، بیواؤں کے ضمن میں بات کروں گا، اس بات کو بہت برا سمجھا جاتا ہے بلکہ گناہ سمجھا جاتا ہے کہ عورت اگر بیوہ ہو جائے تو دوسری شادی کرے۔ اور بعض بیچاری عورتیں جو اپنے حالات کی وجہ سے شادی کرنا چاہتی ہیں ان کے بعض دفعہ رشتے بھی طے ہو جاتے ہیں لیکن ان کے عزیز رشتہ دار اس بات کو گناہ کبیرہ سمجھتے ہیں جیسا کہ میں نے کہا۔ اور اس طرح ان کے بارے میں طرح طرح کی باتیں کرتے ہیں اور بیچاری عورت کو اتنا عاجز کر دیتے ہیں کہ وہ اپنی زندگی سے ہی بیزار ہو جاتی ہے۔ اور حیرت اس بات کی ہے کہ یہاں یورپ میں آکر جہاں اور دوسرے معاملات میں روشن خیالی کا نام دے کر بہت سارے معاملات میں ملوث ہو جاتے ہیں جن میں سے بعض کی اسلام اجازت بھی نہیں دیتا لیکن یہ جو اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ بیواؤں کی شادی کرو اس بارے میں بڑی غیرت دکھا رہے ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ یہ جو میں نے آیت تلاوت کی ہے کہ تمہارے درمیان جو بیوائیں ہیں ان کی بھی شادیاں کراؤ۔ اور اسی طرح تمہارے درمیان جو تمہارے غلاموں اور لونڈیوں میں سے نیک چلن ہوں ان کی بھی شادیاں کراؤ۔ اگر وہ غریب ہوں تو اللہ اپنے فضل سے انہیں غنی بنا دے گا۔ اور اللہ بہت وسعت عطا کرنے والا اور دائمی علم رکھنے والا ہے۔

یہ ہے اللہ تعالیٰ کا حکم جس پر ہر ایک کو عمل کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ تو بڑا واضح طور پر کھل کر فرماتا ہے کہ معاشرے میں اگر نیکیوں کو فروغ دینا ہے تو معاشرے میں جو شادیوں کے قابل بیوائیں ہیں ان کی بھی شادیاں کرانے کی کوشش کرو بلکہ یہاں تک کہ اُس زمانے میں جو غلام تھے اور لونڈیاں تھیں ان میں سے بھی جو نیک فطرت ہیں ان کی بھی شادیاں کروادو تاکہ برائی نہ پھیلے۔ یہ قوم بھی جو غریب لوگ ہیں یہ بھی مایوسی کا شکار نہ ہوں۔ تو یہ حکم شادی کی پابندی کا ہے۔ اس زمانے میں غلام تو نہیں ہیں لیکن بہت سے ممالک میں غربت ہے اور غربت کی وجہ سے شادی نہیں ہوتی تو جماعت ان لوگوں کی مدد بھی کرتی ہے۔ اس لئے انفرادی طور پر بعض لوگ مدد کرتے ہیں اور کرنی بھی چاہئے۔ تو فرمایا یہ نہ سمجھو کہ ان کی غربت ہے اس لئے شادی نہ کراؤ۔ اگر مرد کام نہیں کرتا یا ملازمت اس کے پاس نہیں ہے یا کوئی کمائی کا ایسا بڑا ذریعہ نہیں ہے تو ان کی شادیاں بھی کرواؤ اور پھر جماعت میں جو ایک نظام رائج ہے ایسے لوگوں کی ملازمت یا کاروبار کی کوشش بھی کی جاتی ہے اور کرنی بھی چاہئے۔ تو الاّ ماشاء اللہ جب ایسی کوشش ہوتی ہے تو سوائے چند ایک کے شادی کے بعد احساس بھی پیدا ہو جاتا ہے کہ انہوں نے اپنے بیوی بچوں کو سنبھالنا ہے اس لئے کوئی کام کریں، کوئی کاروبار کریں، کوئی نوکری کریں، کوئی ملازمت کریں۔ پھر اکثر بیوی بھی اپنے خاوند کے لئے کوئی کام کرنے کے لئے یا ملازمت حاصل کرنے کے لئے ترغیب دلانے کا باعث بن جاتی ہے۔ بیوی بھی اس پر دباؤ ڈالتی ہے تو اس سے بھی توجہ پیدا ہوتی ہے۔ اور کئی مثالیں ایسی ہیں کہ شادی کے بعد ایسے غریبوں کے حالات بہتر ہو گئے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ وہ علم رکھتا ہے کہ کس کے کیا حالات ہونے ہیں۔ معاشرے کا یہ کام ہے کہ چاہے وہ بیوائیں ہوں، چاہے وہ غریب لوگ ہوں ان کی شادیاں کروانے کی کوشش کرو۔ اس طرح معاشرہ بہت سی قباحتوں سے پاک ہو جائے گا، محفوظ ہو جائے گا۔ بیواؤں میں سے بھی اکثر جو ایسی ہیں جیسا کہ میں نے کہا تھا کہ شادی کرانے کی خواہش رکھتی ہوں، ضرورت مند ہوں اور ان میں سے ایسی بھی بہت ساری تعداد ہوتی ہے جو خاوند کی وفات کے بعد معاشی مسائل سے دوچار ہو جاتی ہے۔ معاشرے کے بعض مسائل ہیں جن سے دوچار ہوتی ہے تو ان کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ ان کو کوئی ٹھکانہ ملے۔ ان کو تحفظ ملے بجائے اس کے کہ وہ مستقل تکلیف اٹھاتی رہے۔ اس لئے فرمایا کہ پاک معاشرہ کے لئے بھی اور ان کے ذاتی مسائل کے حل کے لئے بھی پوری کوشش کرو کہ ان کی شادیاں کروادو۔ تو یہ ہے حکم اللہ تعالیٰ کا جبکہ جیسا کہ میں نے کہا بعض معاشرے اس کو ناپسند کرتے ہیں۔ اسلامی اور احمدی معاشرہ کہلاتے ہوئے بعض لوگ ناپسند کرتے ہیں۔ تو ہر احمدی کو یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کے مقابلے میں ہماری روایات یعنی وہ جھوٹی روایات جو دوسرے مذاہب یا غیر مسلموں کے بگڑے ہوئے مذہب کا حصہ بن کر ہمارے اندر جڑ پکڑ رہی ہیں، ہمارے اندر داخل ہو رہی ہیں ان کو نکالنا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ تو بیوگان کو یہ اجازت دیتا ہے کہ بیوہ ہونے کے بعد اگر کسی کا خاوند فوت ہو جائے تو اس کے بعد جو عدت کا عرصہ ہے، چار مہینے دس دن کا، وہ پورا کر کے اگر تم اپنی مرضی سے کوئی رشتہ کر لو اور شادی کر لو تو کوئی حرج نہیں ہے۔ کوئی ضرورت نہیں ہے کسی سے فیصلہ لینے کی یا کسی بڑے سے پوچھنے کی۔ لیکن شرط یہ ہے کہ معروف کے مطابق رشتے طے کرو۔ معاشرے کو پتہ ہو کہ یہ شادی ہو رہی ہے تو پھر کوئی حرج نہیں۔ تو بیواؤں کو تو اپنے متعلق اپنے مستقبل کے متعلق فیصلہ کرنے کا خود اختیار دے دیا گیا ہے یا اجازت ہے اور لوگوں کو یہ کہا ہے کہ تم بلاوجہ اس میں روکیں ڈالنے کی کوشش نہ کرو اور اپنے رشتوں کا حوالہ دینے کی کوشش نہ کرو۔ اگر یہ بیواؤں کے رشتے جائز اور معروف طور پر ہو رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کی اجازت دیتا ہے۔ تم پر اس کا کوئی گناہ نہیں ہے۔ تم اپنے آپ کو خاندان کا بڑا سمجھ کر یا بڑے رشتے کا حوالہ دے کر روک نہ ڈالو کہ یہ رشتہ ٹھیک نہیں ہے، نہیں ہونا چاہئے یا مناسب نہیں ہے۔ بیوہ کو خود فیصلہ کرنے کا اختیار ہے۔ تم کسی

بھی قسم کی ذمہ داری سے آزاد ہو۔ اللہ تمہارے دل کا بھی حال جانتا ہے۔ اگر تم کسی وجہ سے نیک نیتی سے یہ روک ڈالنے یا سمجھانے کی کوشش کر رہے ہو کہ یہ رشتہ نہ ہو تو زیادہ سے زیادہ جو تمہارے دل میں ہے ظاہر کردو اس کو بتا دو اور اس کے بعد پیچھے ہٹ جاؤ اور فیصلے کا اختیار اس بیوہ کے پاس رہنے دو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے دل کا حال جانتا ہے اس کو تمہاری نیت کا پتہ ہے تمہارے سے بہر حال باز پرس نہیں ہوگی۔ اگر نیک نیت ہے تو نیک نیتی کا ثواب مل جائے گا۔

اس بارے میں فرماتا ہے ﴿وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا۔ فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ۔ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ۔﴾ (البقرة: 235) یعنی تم میں سے وہ لوگ جو وفات دیئے جائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں تو وہ بیویاں چار مہینے اور دس دن تک اپنے آپ کو روکے رکھیں۔ پس جب وہ اپنی مقررہ مدت کو پہنچ جائیں تو پھر وہ عورتیں اپنے متعلق معروف کے مطابق جو بھی کریں اس بارے میں تم پر کوئی گناہ نہیں اور اللہ اس سے جو تم کرتے ہو ہمیشہ باخبر رہتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بارے میں فرماتے ہیں کہ: ”بیوہ کے نکاح کا حکم اسی طرح ہے جس طرح کہ باکرہ کے نکاح کا حکم ہے۔ چونکہ بعض قومیں بیوہ عورت کا نکاح خلاف عزت خیال کرتے ہیں اور یہ بدرسم بہت پھیلی ہوئی ہے۔ اس واسطے بیوہ کے نکاح کے واسطے حکم ہوا ہے۔ لیکن اس کے یہ معنے نہیں کہ ہر بیوہ کا نکاح کیا جائے۔ نکاح تو اسی کا ہوگا جو نکاح کے لائق ہے اور جس کے واسطے نکاح ضروری ہے۔ بعض عورتیں بوڑھی ہو کر بیوہ ہوتی ہیں۔ بعض کے متعلق دوسرے حالات ایسے ہوتے ہیں کہ وہ نکاح کے لائق نہیں ہوتیں۔ مثلاً کسی کو ایسا مرض لاحق ہے کہ وہ قابل نکاح ہی نہیں یا ایک کافی اولاد اور تعلقات کی وجہ سے ایسی حالت میں ہے کہ اس کا دل پسند ہی نہیں کرسکتا کہ وہ اب دوسرا خاوند کرے۔ ایسی صورتوں میں مجبوری نہیں کہ عورت کو خواہ مخواہ جکڑ کر خاوند کرایا جائے۔ ہاں اس بدرسم کو مٹا دینا چاہئے کہ بیوہ عورت کو ساری عمر بغیر خاوند کے جبراً رکھا جاتا ہے۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 320 جدید ایڈیشن)

آپؑ نے اس کی وضاحت فرمادی، مزید کھول کر بیان فرمادیا کہ پہلی بات تو معاشرے اور عزیز رشتے داروں کو یہ حکم ہے کہ اگر کوئی شادی کی عمر میں بیوہ ہو جاتی ہے تو تم لوگ اس کے رشتے کی بھی اسی طرح کوشش کرو جیسے باکرہ یا کنواری لڑکی نوجوان لڑکی کے رشتے کے لئے کوشش کرتے ہو۔ یہ تمہاری بے عزتی نہیں ہے بلکہ تمہاری عزت اسی میں ہے۔ دوسری بات کہ اگر کوئی عمر کی زیادتی کی وجہ سے یا بچوں کی زیادہ تعداد کی وجہ سے یا اپنے بعض اور حالات کی وجہ سے یا کسی بیماری کی وجہ سے شادی نہ کرنا چاہے تو یہ فیصلہ کرنا بھی اس کا اپنا کام ہے۔ تم ایک تجویز دے کے اس کے بعد پیچھے ہٹ جاؤ۔ رشتہ کروانے کے لئے، نہ کہ رشتہ روکنے کے لئے۔ رشتہ کرنا یا نہ کرنا یہ اس کا اپنا فیصلہ ہوگا۔ اس کا اپنا حق ہے اس کو بہر حال مجبور نہ کیا جائے۔ پھر یہ کہ معاشرے کو رشتہ داروں کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ وہ زبردستی کسی بیوہ کو ساری عمر بیوہ ہی رکھیں یا اس کو کہیں کہ تم ساری عمر بیوہ رہو۔ اگر خود اپنی مرضی سے کوئی شادی کرنا چاہتی ہے تو قرآنی حکم کے مطابق اسے شادی کرنے دو۔ کسی بیوہ کو شادی سے روکنا بھی بڑی بیہودہ اور گندی رسم ہے اور اس کو اپنے اندر سے ختم کرو۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ حضرت علیؓ بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو تین مرتبہ فرمایا۔ اے علی! جب نماز کا وقت ہو جائے تو دیر نہ کرو۔ اور اسی طرح جب جنازہ حاضر ہو یا عورت بیوہ ہو اور اس کا ہم کفو مل جائے تو اس میں بھی دیر نہ کرو۔

(ترمذی۔ کتاب الصلوٰۃ۔ باب فی الوقت الاوّل)

تو اس میں آپؐ نے دو باتوں کو جو انسانوں سے تعلق رکھتی ہیں عبادت کے ساتھ رکھا ہے۔ نماز جو اللہ تعالیٰ کے آگے جھکنا ہے اس کی عبادت کرنا ایک فرض ہے اور عبادت کی غرض سے ہی انسان کو پیدا کیا گیا ہے اس کو وقت پہ ادا کرنے کا حکم ہے اور جب وقت آجائے تو اس میں دیر نہیں ہونی چاہئے اسی میں ہماری بھلائی ہے۔ اور پاک معاشرے کے قیام کی ضمانت بھی اس میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو عبادت کے وقت مقرر کئے ہیں اس وقت میں ادائیگی کی جائے۔ تو اس کے بعد فرمایا کہ جنازہ ہے اگر کوئی فوت ہو جائے تو اس کو دفنانے میں بھی جلدی کرنی چاہئے۔ وفات شدہ کی عزت بھی اسی میں ہے۔ پھر بعض خاندانوں میں دیر تک جنازہ رکھنے سے بعض مسائل بھی پیدا ہوتے ہیں اس لئے جلدی دفنا دو۔ پھر فرمایا کہ عورت اگر بیوہ ہو جائے اور شادی کے قابل ہو اور اس کا ہم کفو مل جائے، مناسب رشتہ مل جائے، معاشرے میں جو اس عورت کا مقام ہے اس کے مطابق ہو خاندانی لحاظ سے اپنے رہن سہن کے لحاظ سے ہم مزاج ہو عورت کو پسند بھی ہو تو پھر رشتہ دار اس سلسلہ میں روکیں نہ ڈالیں بلکہ مناسب یہ ہے کہ اس کو جلد از جلد بیاہ دو۔ اس سے بھی پاک معاشرے کا قیام ہوگا۔ اور عورت بھی بہت سی باتوں سے جو بیوہ ہونے کی وجہ سے اس کو معاشرے کی سہنی پڑتی ہیں بچ جائے گی۔ پھر بیوہ کو خود بھی اختیار دیا گیا ہے کہ خود بھی وہ جائز طور پر رشتہ کر سکتی ہے جیسا کہ قرآن کریم سے ثابت ہے۔ یہ بھی اس لئے ہے کہ وہ اپنے آپ کو تحفظ دے سکے۔

اس اختیار کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح وضاحت فرمائی ہے کہ ایک روایت میں آتا ہے۔ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شادی کے معاملہ میں بیوہ اپنے بارے میں فیصلہ کرنے میں اپنے ولی سے زیادہ حق رکھتی ہے۔ اور کنواری سے اجازت لی جائے گی اور اس کا خاموش رہنا اجازت تصور کیا جائے گا۔

(سنن الدارمی۔ کتاب النکاح۔ باب استئمار البکر والثیب)

تو وضاحت ہوگئی کہ بیوہ کا حق بہر حال فائق ہے لیکن کنواری لڑکی کے بارے میں یہ شرط ہے کہ اس کا ولی اس کے بارے میں فیصلہ کرے اور وہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے احکامات تو اصل میں معاشرے میں بھلائی اور امن پیدا کرنے کے لئے ہیں۔ تو بیوہ کیونکہ دنیا کے تجربے سے گزر چکی ہوتی ہے دنیا کی اونچ نیچ دیکھ چکی ہوتی ہے اور الا ماشاء اللہ سوچ سمجھ کر فیصلہ کر سکتی ہے اس لئے اس کو یہ اختیار دے دیا۔ لیکن کنواری لڑکی بعض دفعہ بھول پنے میں غلط فیصلے بھی کر لیتی ہے اس لئے اس کے رشتے کا اختیار اس کے ولی کو دیا گیا ہے۔ لیکن پھر بھی اس کو یہ حق دیا گیا کہ اگر وہ اپنے ولی یا باپ کے فیصلے سے اختلاف رکھتی ہو، اس پر راضی نہ ہو تو نظام جماعت کو بتائے اور فیصلے کروالے لیکن خود عملی قدم اٹھانے کی اجازت نہیں ہے۔ اس سے بھی معاشرے میں نیکی اور بھلائی کی بجائے فتنہ اور فساد پیدا ہونے کا خطرہ ہوتا ہے۔ چنانچہ کئی دفعہ ایسا ہوا کہ بعض لڑکیوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عرض کی کہ باپ فلاں رشتہ کرنا چاہتا ہے اور آپؐ نے لڑکیوں کے حق میں فیصلہ دیا۔ بعض دفعہ یہ ہوا کہ لڑکی نے کہا میں نہیں چاہتی۔ چنانچہ ایک دفعہ اسی طرح ایک لڑکی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی کہ ہم عورتوں کو رشتوں کے معاملہ میں کوئی حق نہیں ہے؟ آپؐ نے فرمایا بالکل ہے۔ تو اس نے کہا کہ میرا باپ میرا رشتہ فلاں بوڑھے شخص سے کرنا چاہتا ہے، یا کر رہا ہے یا کر دیا ہے۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ تمہیں اجازت ہے۔ لیکن اس نیک فطرت بچی نے کہا کہ میں صرف عورت کا حق قائم کرنا چاہتی تھی اپنے باپ کا دل توڑنا نہیں چاہتی۔ مجھے اپنے باپ سے بہت پیار ہے۔ میں اس رشتے پر بھی راضی ہوں لیکن حق بہر حال عورت کا قائم ہونا چاہئے اس کے لئے میں حاضر ہوئی تھی۔

پھر ایک دفعہ آپؐ نے ایک لڑکی کے باپ کا طے کیا ہوا رشتہ (جو لڑکی کی مرضی کے خلاف تھا) تڑوا دیا۔ چنانچہ روایت میں آتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت کا خاوند فوت ہوگیا۔ اس کا اس سے ایک بچہ بھی تھا۔ بچے کے چچا نے عورت کے والد سے اس بیوہ کا رشتہ مانگا۔ عورت نے بھی رضامندی کا اظہار کیا۔ لیکن لڑکی کے والد نے اس کا رشتہ اس کی رضامندی کے بغیر کسی اور جگہ کر دیا۔ اس پر وہ لڑکی حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور شکایت کی۔ حضور نے اس کے والد کو بلا کر دریافت کیا۔ اس کے والد نے کہا اس کے دیور سے بہتر آدمی کے ساتھ مَیں نے اس کا رشتہ کیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے باپ کے کئے ہوئے رشتے کو توڑ کر بچے کے چچا یعنی عورت کے دیور سے اس کا رشتہ کر دیا۔

(مسند الامام الاعظم۔ کتاب النکاح)

اب یہاں بیوہ کا حق فائق تھا اور دوسرے عورت (لڑکی) کی مرضی بھی دیکھنی تھی۔ لیکن یہ جماعت احمدیہ میں بہر حال دیکھا جائے گا کہ لڑکی جہاں رشتہ کر رہی ہے یا جہاں رشتے کی خواہش رکھتی ہے وہ لڑکا بہر حال احمدی ہو۔ کیونکہ ان تمام باتوں کا مقصد پاک معاشرے کا قیام ہے۔ نیکیوں کو قائم کرنا ہے اور نیک اولاد کا حصول ہے۔ اگر احمدی لڑکے احمدی لڑکیوں کو چھوڑ کر اور احمدی لڑکیاں احمدی لڑکوں کو چھوڑ کر دوسروں سے شادی کریں گے تو معاشرے میں، خاندان میں فساد پیدا ہونے کا خطرہ ہوگا۔ نئی نسل کے دین سے ہٹنے کا خطرہ پیدا ہو جائے گا۔ اس لئے دین کا کفو دیکھنا بھی اس طرح ضروری ہے جس طرح دنیا کا۔ ہمارے لڑکوں اور لڑکیوں کو بعضوں کو بڑا رجحان ہوتا ہے غیروں میں رشتے کرنے کا۔ اس طرف توجہ دینے کی بہت ضرورت ہے۔ خاص طور پر اس آزاد معاشرے میں۔ نظام کی بھی فکر اس لئے بڑھ گئی ہے کہ ایسے معاملات اب کافی زیادہ ہونے لگ گئے ہیں کہ اپنی مرضی سے غیروں میں، دوسرے مذاہب میں رشتے کرنے لگ جاتے ہیں۔

ایک روایت میں آتا ہے، حضرت ابو حاتم سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تمہارے پاس کوئی ایسا شخص کوئی رشتہ لے کر آئے جس کی دینداری اور اخلاق تمہیں پسند ہوں تو اسے رشتہ دے دیا کرو۔ اگر ایسا نہ کرو گے تو زمین میں فتنہ و فساد پیدا ہوگا۔ سوال کرنے والے نے سوال کرنا چاہا لیکن آپؐ نے تین دفعہ یہی فرمایا کہ اگر تمہارے پاس کوئی شخص رشتہ لے کر آئے جس کی دینداری اور اخلاق تمہیں پسند ہوں تو اسے رشتہ دے دیا کرو۔ (ترمذی۔ کتاب النکاح)

تو آپؐ نے اس طرف توجہ دلائی کہ دیندار لڑکے سے رشتہ کرلیا کرو۔ مالی کمزوری بھی اگر ہو تو یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ دین پر قائم ہے تو اللہ تعالیٰ مالی حالات بھی درست فرمادے گا۔ اس لئے جب بچیوں کے رشتے آتے ہیں تو زیادہ لٹکانا نہیں چاہئے بلکہ اگر دینداری کی تسلی ہوگئی ہے تو رشتہ کردینا چاہئے۔ اس طرح لڑکوں کو بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے کہ رشتے کرتے وقت لڑکی کی ظاہری اور دنیاوی حالت کو نہ دیکھو۔ اس حیثیت کو نہ دیکھا کرو بلکہ یہ دیکھو کہ اس میں نیکی کتنی ہے۔

چنانچہ حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کسی عورت سے نکاح کرنے کی چار ہی بنیادیں ہوسکتی ہیں۔ یا تو اس کے مال کی وجہ سے یا اس کے خاندان کی وجہ سے یا اس کے حسن و جمال کی وجہ سے یا اس کی دینداری کی وجہ سے۔ لیکن تُو دیندار عورت کو ترجیح دے۔ اللہ تیرا بھلا کرے اور تجھے دیندار عورت حاصل ہو۔

(بخاری ۔ کتاب النکاح باب الاکفاء فی الدین)

تو اس طرف توجہ دلاکر آئندہ نسلوں کے دیندار ہونے کے ظاہری سامان کی طرف اصل میں توجہ دلائی ہے۔ اپنے گھریلو ماحول کو پرسکون بنانے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ کیونکہ اگر ماں نیک اور دیندار ہوگی تو عموماً اولاد بھی دیندار ہوتی ہے۔ اور نیک اور دیندار اولاد سے بڑھ کر کوئی دولت نہیں ہے جو انسان کو سکون پہنچا سکے۔ ایک مومن کے لئے معاشرے میں عزت کا باعث نیک اور دیندار اولاد ہی بن سکتی ہے۔ تو اس طرف ہر احمدی کو توجہ دینی چاہئے۔ یہ شکایتیں اب بڑی عام ہونے لگ گئی ہیں کہ بچی نیک ہے، شریف ہے، بااخلاق ہے، پڑھی لکھی ہے، جماعتی کاموں میں حصہ بھی لیتی ہے، لیکن شکل ذرا کم ہے یا قد اس کا دیکھنے والوں کے معیار کے مطابق نہیں ہے۔ تو لوگ آتے ہیں دیکھتے ہیں اور چلے جاتے ہیں۔ اس بارے میں پہلے بھی ایک دفعہ توجہ دلا چکا ہوں کہ شکل اور قد کاٹھ تو تصویر اور معلومات کے ذریعہ سے بھی پتہ لگ سکتا ہے۔ پھر گھر جاکر بچیوں کو دیکھنا اور ان کو تنگ کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ اس لئے یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ ان چیزوں کو نہ دیکھو، دینداری کو دیکھو۔ اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اپنی نسلوں کو سنبھالنا ہے تو دینداری دیکھا کرو۔ اگر بچیوں کی دینداری دیکھیں گے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں کے وارث بھی بنیں گے اور اپنی نسل کو بھی دین پر چلتا ہوا دیکھنے والے ہوں گے۔

بعض لوگ تو رشتے کے وقت لڑکیوں کو اس طرح ٹٹول کر دیکھ رہے ہوتے ہیں جس طرح قربانی کے بکرے کو ٹٹولا جاتا ہے۔ شادی تو ایک معاہدہ ہے۔ ایک فریق کی قربانی کا نام نہیں ہے۔ بلکہ دونوں فریقوں کی ایک دوسرے کی خاطر قربانی کا نام ہے۔ یہ ایسا بندھن ہے۔

حضرت عبداللہؓ بن عمرو بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا تو سامان زیست ہے اور نیک عورت سے بڑھ کر اور کوئی سامان زیست نہیں ہے۔

(ابن ماجہ ابواب النکاح ۔باب افضل النساء)

پس ان لوگوں کے لئے جو ہر چیز کو دنیا کے پیمانے سے ناپتے ہیں۔ ان کو بھی یہ حدیث ذہن میں رکھنی چاہئے کہ نیک عورت سے بڑھ کر تمہارے لئے کوئی زندگی کا اور دنیاوی سامان نہیں ہے۔ نیک عورت تمہارے گھر کو بھی سنبھال کے رکھے گی اور تمہاری اولاد کی بھی اعلیٰ تربیت کرے گی۔ نتیجتاً تم دین و دنیا کی بھلائیاں حاصل کرنے والے ہوگے۔

پھر ایک روایت میں آتا ہے۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ صالح مرد اور صالح عورتوں کی شادی کروایا کرو۔

(سنن الدارمی ۔ کتاب النکاح ۔باب فی النکاح الصالحین)

تو اس میں بھی نیک لڑکوں اور لڑکیوں کی شادی کی طرف اشارہ ہے۔ اور یہ نیک کام معاشرے کو فساد سے بچانے کا ذریعہ ہے۔ اس لئے اس میں جلدی بھی کرنی چاہئے۔ لیکن آج کل تو بعض دفعہ دیکھا ہے ایسے لوگ کافی تعداد میں ہیں ماں باپ کے ساتھ لڑکے آتے ہیں 34-35 سال کی عمر ہوتی ہے لیکن ان کو اپنے ساتھ چمٹائے رکھا ہوا ہے۔ ان کی ابھی تک شادیاں نہیں کروائیں۔ شادی کی طرف توجہ نہیں دیتے۔

بعض لوگ ایسے ہیں جو بیٹیوں کی کمائی کھانے کے لئے اس طرح کر رہے ہوتے ہیں۔ بعض بیٹوں کی کمائی کھانے کے لئے اس طرح کر رہے ہوتے ہیں۔ اور جو بیٹیوں کی کمائی کھانے والے ہیں وہ صرف اس لئے کہ گھر کے جو لڑکے ہیں وہ نکمے ہیں، کوئی کام نہیں کر رہے پڑھے لکھے نہیں اس لئے گھر بیٹیوں کی کمائی پر چل رہا ہے اور اگر شادی کر بھی دی تو کوشش یہ ہوتی ہے کہ داماد، گھر داماد بن کر رہے، گھر میں ہی موجود رہے جو اکثر ناممکن ہوتا ہے۔ جس سے جھگڑے پیدا ہوتے ہیں۔ اس لئے شادی کرنے کے بعد اگر میاں بیوی علیحدہ رہنا چاہتے ہیں اور ان کو توفیق ہے اور والدین عمر کے اس آخری حصے میں نہیں پہنچے ہوتے جہاں ان کو کسی کی مدد کی ضرورت ہو اور کوئی بچہ ان کے پاس نہ ہو، پھر تو ایک اور بات ہے قربانی کرنی پڑتی ہے۔ وہ بھی لڑکوں کا کام ہے۔ اگر کسی کے لڑکا نہ ہو تو پھر لڑکی کی مجبوری ہے۔ لیکن عموماً لڑکی بیاہ کر جب دوسرے گھر میں بھیج دی تو اس کو اپنا گھر بسانے دینا چاہئے۔ اور اس طرف جماعتی نظام کے ساتھ ہماری تینوں ذیلی تنظیمیں لجنہ، خدام، انصار، ان کو بھی توجہ دینی چاہئے۔ ان کو بھی اپنے طور پر تربیت کے تحت سمجھاتے رہنا چاہئے۔ انصار والدین کو سمجھائیں، لجنہ والدین کو، لڑکیوں کو اور خدام لڑکوں کو سمجھائیں۔

پھر ایک روایت میں آتا ہے حضرت مغیرہؓ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک جگہ منگنی کا پیغام دیا تو آپؐ نے فرمایا کہ اس لڑکی کو دیکھ لو کیونکہ اس طرح دیکھنے سے تمہارے اور اس کے درمیان موافقت اور الفت کا امکان زیادہ ہے۔ (ترمذی کتاب النکاح ۔باب فی النظر الی المخطوبة)

اس اجازت کو بھی آج کل کے معاشرے میں بعض لوگوں نے غلط سمجھ لیا ہے۔ اور یہ مطلب لے لیا ہے کہ ایک دوسرے کو سمجھنے کے لئے ہر وقت علیحدہ بیٹھے رہیں، علیحدہ سیریں کرتے رہیں۔ دوسرے شہروں میں چلے جائیں تو کوئی حرج نہیں، گھروں میں بھی گھنٹوں علیحدہ بیٹھے رہیں تو یہ چیز بھی غلط ہے۔ مطلب یہ ہے کہ آمنے سامنے آکر شکل دیکھ کر ایک دوسرے کو سمجھنے میں آسانی ہوتی ہے۔ بعض حرکات کا باتیں کرتے ہوئے پتہ لگ جاتا ہے۔ پھر آجکل کے زمانے میں گھر والوں کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھانے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ کھانا کھاتے ہوئے بھی ایک دوسرے کی بہت سی حرکات وعادات ظاہر ہو جاتی ہیں۔ اور اگر کوئی بات ناپسندیدہ لگے تو بہتر ہے کہ پہلے پتہ لگ جائے اور بعد میں جھگڑے نہ ہوں۔ اور اگر اچھی باتیں ہیں تو موافقت اور الفت اس رشتے کے ساتھ اور بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ یا رشتے کے پیغام کے ساتھ۔ تو ایک تعلق شادی سے پہلے ہو جائے گا۔ دوسرے لوگ بعض دفعہ ان کا کردار یہ ہوتا ہے کہ اگر کسی کا رشتہ ہو گیا ہے تو اس کو تڑوانے کی کوشش کریں۔ ان کو آمنے سامنے ملنے سے موقع نہیں ملے گا۔ ایک دوسرے کی حرکات دیکھنے سے کیونکہ ایک دوسرے کو جانتے ہوں گے۔ لیکن بعض لوگ دوسری طرف بھی انتہا کو چلے گئے ہیں ان کو یہ بھی برداشت نہیں کہ لڑکا لڑکی شادی سے پہلے یا پیغام کے وقت ایک دوسرے کے آمنے سامنے بیٹھ بھی سکیں اس کو غیرت کا نام دیا جاتا ہے۔ تو اسلام کی تعلیم ایک سموئی ہوئی تعلیم ہے۔ نہ افراط نہ تفریط ۔ نہ ایک انتہا نہ دوسری انتہا۔ اور اسی پر عمل ہونا چاہئے۔ اسی سے معاشرہ امن میں رہے گا اور معاشرے سے فساد دور ہوگا۔

پھر ایک روایت ہے حضرت معقلؓ بن یسار بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ایسی عورتوں سے شادی کرو جو محبت کرنا جانتی ہوں اور جن سے زیادہ اولاد پیدا ہو تا کہ میں کثرت افراد کی وجہ سے سابقہ امتوں پر فخر کرسکوں۔ (ابو داؤد ۔کتاب النکاح ۔باب تزویج الابکار)

تو زیادہ بچوں والی عورت کو آپ نے یہ بھی مقام دیا کہ ان کا بچوں کی کثرت کی وجہ سے ایک مقام ہے۔ کیونکہ یہ میری امت میں اضافے کا سبب بن سکتی ہیں۔ یہاں آپ کی مراد صرف یہ نہیں ہے کہ گنتی بڑھا لو، افراد زیادہ ہو جائیں۔ بلکہ ایسی اولاد ہو جو نیکیوں میں بڑھنے والی بھی ہو۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے والی بھی ہو تبھی وہ آپ کے لئے باعث فخر ہے۔ پس اس میں عورتوں پر یہ ذمہ داری بھی ڈالی ہے کہ صرف اولاد پر فخر نہ کریں بلکہ نیکیوں پر چلنے والی اولاد بنانے کی کوشش کریں۔ جو آپ کی امت کہلانے میں فخر محسوس کرے اور آپؐ جس طرح فرما رہے ہیں کہ مجھے بھی ان عورتوں پر فخر ہوگا جن کی اولادیں زیادہ ہوں گی اور نیکیوں پر قائم بھی ہوں گی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی صحابہ کو شادی کی اکثر تلقین فرماتے رہتے تھے بلکہ بار بار توجہ دلاتے رہتے تھے۔ اور بعض دفعہ جب کسی کا رشتہ طے کرواتے تو خود بھی بڑی دلچسپی لے کر ذاتی طور پر انتظامات فرماتے۔ اسی طرح کی ایک روایت حضرت ربیعہ اسلمی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے۔ (لمبی روایت ہے) مسند احمد بن حنبل میں آئی ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ (حضرت ربیعہ) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتے تھے ایک دفعہ رسول کریمؐ نے فرمایا ربیعہ! شادی نہیں کرو گے۔ تو انہوں نے عرض کی نہیں پھر کچھ عرصے بعد آپؐ نے فرمایا ربیعہ! شادی نہیں کرو گے تو انہوں نے کہا نہیں۔ ربیعہ نے خود ہی سوچا کہ میرا برا بھلا چاہنے والے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپؐ جانتے ہیں کہ کیا بھلا ہے کیا برا ہے۔ اگر اب مجھ سے پوچھا تو مَیں ہاں میں جواب دوں گا۔ جب رسول کریم ﷺ نے

خالص
اور
معیاری
زیورات
کا مرکز

الرحیم جیولرز
پروپرائٹر۔ سید شوکت علی اینڈ سنز
پتہ :۔ خورشید کلاتھ مارکیٹ
حیدری نارتھ ناظم آباد۔ کراچی۔ فون 629443

تیسری دفعہ پوچھا تو انہوں نے ہاں میں جواب دیا کہ جی ہاں یا رسول اللہ! اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انصار کے فلاں خاندان کی طرف جاؤ اور ان کو میرا پیغام دو کہ فلاں لڑکی سے تمہاری شادی کر دیں۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام پر اس نے فوراً تسلیم کر لیا اور ان کی شادی اس لڑکی سے ہوگئی۔ اس پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ولیمہ کا انتظام بھی سارا خود فرمایا اور خود ولیمے میں شامل بھی ہوئے اور دعا بھی کروائی۔(مسند احمد بن حنبل ۔مسند المدینین)

ایک روایت میں آتا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ زمانہ جاہلیت میں یہ رواج تھا کہ جب کسی شخص کے پاس کوئی یتیم لڑکی ہوتی تو وہ اس پر ایک کپڑا ڈال دیتا تھا۔ جب وہ کپڑا ڈال دیتا تھا تو کسی کی مجال نہیں ہوتی تھی کہ کوئی اس لڑکی سے نکاح کر سکے۔ اگر تو وہ خوبصورت اور صاحب مال ہوتی تو وہ خود اس سے نکاح کر لیتا اور اس کا مال کھا جاتا۔ اور شکل وصورت زیادہ اچھی نہ ہوتی اور مالدار ہوتی تو وہ شخص اس کو ساری عمر اپنے پاس روک لیتا یہاں تک کہ وہ مر جاتی۔ جب وہ مر جاتی تو اس کے مال و متاع کا وہ مالک بن جاتا۔

تو عرب کے یہ حالات تھے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں بیواؤں اور یتیموں کی شادیوں کی طرف توجہ دلائی۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی خاص دلچسپی لے کر اپنے صحابہ اور صحابیات کی شادیاں کروائیں اور اس حکم پر عمل کروایا اور تلقین فرمائی کہ بلوغت کی عمر کو پہنچنے پر عورت ومرد کی شادی کر دو۔ بیوائیں بھی اگر جوانی کی عمر میں ہیں یا شادی کی خواہش مند ہیں تو ان کی شادیاں کرو۔ اور صرف ذاتی دنیاوی فائدے اٹھانے کے لئے گھروں میں لڑکیوں کو بٹھائے نہ رکھو۔ اور نہ ہی لڑکوں کی اس لئے شادیوں میں تاخیر کرو۔ تو یہ اب پورے معاشرے کی ذمہ داری ہے کہ قابل شادی لوگوں کی شادیاں کروانے کی طرف توجہ دے۔

اس زمانے میں بڑی فکر کے ساتھ قرآن اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر عمل کرنے کی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کوشش فرمائی ہے۔ اور خاص طور پر یہ کوشش اور توجہ فرمائی کہ احمدی لڑکیوں اور لڑکوں کے رشتے جماعت میں ہی ہوں تا کہ آئندہ نسلیں دین پر قائم رہنے والی نسلیں ہوں۔ آپؑ نے جماعت میں رشتے کرنے کے بارے میں آپس میں بڑی تلقین فرمائی ہے۔ ان لوگوں کے لئے جو غیروں میں رشتے کرتے ہیں۔ یہ ان کے لئے ہے۔

آپؑ فرماتے ہیں کہ" چونکہ خدا تعالیٰ کے فضل اور کرم اس کی بزرگ عنایات سے ہماری جماعت کی تعداد میں بہت ترقی ہو رہی ہے اور اب ہزاروں تک اس کی نوبت پہنچ گئی اور عنقریب بفضلہٖ تعالیٰ لاکھوں تک پہنچنے والی ہے"۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے کروڑوں تک پہنچی ہوئی ہے۔" اس لئے قرین مصلحت معلوم ہوا کہ ان کے باہمی اتحاد کے بڑھانے کے لئے اور نیز ان کو اہل اقارب کے بداثر اور بدنتائج سے بچانے کے لئے لڑکیوں اور لڑکوں کے نکاح کے بارے میں کوئی احسن انتظام کیا جائے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ جو لوگ مخالف مولویوں کے زیر سایہ ہو کر متعصب اور عناد اور بخل اور عداوت کے پورے درجہ تک پہنچ گئے ہیں ان سے ہماری جماعت کے نئے رشتے غیر ممکن ہو گئے ہیں جب تک کہ وہ توبہ کر کے اسی جماعت میں داخل نہ ہوں۔ اور اب یہ جماعت کسی بات میں ان کی محتاج نہیں۔ مال میں، دولت میں، علم میں، فضیلت میں، خاندان میں، پرہیزگاری میں، خداترسی میں سبقت رکھنے والے اس جماعت میں بکثرت موجود ہیں۔ اور ہر ایک اسلامی قوم کے لوگ اس جماعت میں پائے جاتے ہیں تو پھر اس صورت میں کچھ بھی ضرورت نہیں کہ ایسے لوگوں سے ہماری جماعت نئے تعلق پیدا کرے جو ہمیں کافر کہتے ہیں اور ہمارا نام دجال رکھتے یا خود تو نہیں مگر ایسے لوگوں کے ثنا خوان اور تابع ہیں"۔ یعنی اگر خود نہیں کہتے لیکن جو لوگ کہنے والے ہیں ان کی تعریف کرتے ہیں۔ اور" یاد رہے کہ جو شخص ایسے لوگوں کو چھوڑ نہیں سکتا وہ ہماری جماعت میں داخل ہونے کے لائق نہیں۔ جب تک پاکی اور سچائی کے لئے ایک بھائی کو نہیں چھوڑے گا اور ایک باپ بیٹے سے علیحدہ نہیں ہوگا تب تک وہ ہم میں سے نہیں۔ سو تمام جماعت توجہ سے سن لے کہ راستباز کے لئے ان شرائط پر پابند ہونا ضروری ہے۔ اس لئے مَیں نے انتظام کیا ہے کہ آئندہ خاص میرے ہاتھ میں مستور اور مخفی طور پر" یعنی Confidential ہوگا" ایک کتاب رہے جس میں اس جماعت کی لڑکیوں اور لڑکوں کے نام لکھے رہیں۔ اور اگر کسی لڑکی کے والدین اپنے کنبہ میں ایسی شرائط کا لڑکا نہ پاویں جو اپنی جماعت کے لوگوں میں سے ہو اور نیک چلن اور نیز ان کے اطمینان کے موافق لائق ہو۔ ایسا ہی اگر ایسی لڑکی نہ پاویں تو اس صورت میں ان پر لازم ہوگا کہ وہ ہمیں اجازت دیں کہ ہم اس جماعت میں سے تلاش کریں۔ اور ہر ایک کو تسلی رکھنی چاہئے کہ ہم والدین کے سچے ہمدرد اور غمخوار کی طرح تلاش کریں گے اور حتی الوسع یہ خیال رہے گا کہ وہ لڑکا یا لڑکی جو تلاش کئے جائیں اہل رشتہ کے ہم قوم ہوں۔ اور یا اگر یہ نہیں تو ایسی قوم میں سے ہوں جو عرف عام کے لحاظ سے باہم رشتہ داریاں کر لیتے ہوں۔ اور سب سے زیادہ یہ خیال رہے گا کہ وہ لڑکا یا لڑکی نیک چلن اور لائق بھی ہوں اور نیک بختی کے آثار ظاہر ہوں۔ یہ کتاب پوشیدہ طور پر رکھی جائے گی اور وقتاً فوقتاً جیسی صورتیں پیش آئیں گی اطلاع دی جائے گی اور کسی لڑکے یا لڑکی کی نسبت کوئی رائے ظاہر نہیں کی جائے گی جب تک اس کی لیاقت اور نیک چلنی ثابت نہ ہو جائے"۔ بعض لوگ ویسے بھی پوچھ لیتے ہیں آگے پہلے بتاؤ۔" اس لئے ہمارے مخلصوں پر لازم ہے کہ اپنی اولاد کی ایک فہرست اسماء (ناموں کی ایک فہرست) بقید عمر و قومیت بھیج دیں تا وہ کتاب میں درج ہو جائے"۔

(مجموعہ اشتہارات ۔جلد سوم ۔صفحہ 51,50)

یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے ایک اعلان تھا۔ اسی کے تحت اب یہ شعبہ رشتہ ناطہ مرکز میں بھی قائم ہے، تمام دنیا میں بھی قائم ہے، بعض انفرادی طور پر بھی لوگ دلچسپی رکھتے ہیں۔ ان کے سپرد بھی یہ کام جماعتی طور پر کیا گیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے رشتے طے ہوتے ہیں لیکن پھر بھی بعض مشکلات ہیں۔ اللہ تعالیٰ وہ بھی دور فرمائے لیکن اس میں ان لوگوں کا تسلی بخش جواب بھی ہے جو یہ کہتے ہیں کہ باہر ہمیں رشتے کرنے کی اجازت ہونی چاہئے۔ فرمایا کہ اگر خود ایسے لوگ کافر نہیں کہتے یا فتوے نہیں لگاتے لیکن ان کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے ہیں، ان کی ہاں میں ہاں ملاتے ہیں۔ خوف کی وجہ سے کچھ کہہ نہیں سکتے ان کی مسجدوں میں جاتے ہیں ان کی باتیں سنتے ہیں تو وہ انہی لوگوں میں شامل ہیں اور ایسے لوگوں سے رشتہ داریاں نہیں کرنی چاہئیں۔ پھر آپؑ نے فرمایا کہ لڑکوں اور لڑکیوں کے نام بھیجیں۔ اب ہمارا یہ شعبہ رشتہ ناطہ ہے جیسا کہ میں نے کہا جماعت میں ہر جگہ قائم ہے ان کے خلاف عموماً یہ شکایات ہوتی ہیں کہ لڑکیوں کے رشتے نہیں کرواتے۔ اس کی ایک تو یہ دقت ہے کہ ماں باپ لڑکیوں کے نام بھجوا دیتے ہیں لیکن لڑکوں کے نام نہیں بھجواتے۔ اگر لڑکے بھی فہرست میں ہوں تو پھر ہی رشتے کروانے میں سہولت بھی ہوگی۔ عموماً لڑکیوں کی تعداد نسبتاً لڑکوں سے زیادہ ہوتی ہے۔ ٹھیک ہے۔ لیکن نسبت اتنی زیادہ ہی ہے کہ اگر 51-52 لڑکیاں ہیں تو 48، 49 لڑکے ہوں گے۔ لیکن جو جماعت کے پاس کوائف آتے ہیں اس میں اگر 7-8 لڑکیوں کے کوائف ہوتے ہیں تو ایک لڑکے کے کوائف ہوتے ہیں۔ اس طرح تو پھر رشتے ملانے بہت مشکل ہو جاتے ہیں۔ اگر دونوں طرف کے مکمل کوائف آئیں تو رشتے کروانے میں سہولت ہوگی۔ لڑکوں کے رشتے بعض دفعہ ماں باپ دونوں ہی بلکہ اکثر خود کروانے کی کوشش کرتے ہیں۔ سوائے قریبی رشتہ داریوں کے یا عزیز داریوں کے، لڑکوں کے رشتوں کے لئے بھی نام اور فہرست اور کوائف نظام جماعت کو مہیا ہونے چاہئیں۔ تبھی پھر لڑکیوں کے رشتے بھی ہو سکتے ہیں تا کہ آپس میں دیکھ کے طے کئے جا سکیں۔ اس لئے والدین کے علاوہ لڑکوں کو بھی اس طرف توجہ دینی چاہئے کہ ایک تو جماعت کے اندر لڑکیوں کا رشتہ طے کرنے کی کوشش کریں اور اگر اپنے عزیز رشتہ داروں میں نہیں ملتا تو جماعتی نظام کے تحت طے کرنے کی کوشش کریں۔ اور پھر بعض لوگ خاندانوں اور ذاتوں اور شکلوں وغیرہ کے مسئلے میں الجھ جاتے ہیں۔ تھوڑا سا مَیں نے پہلے بھی بتایا تھا اور پھر انکار کر دیتے ہیں۔ پھر ان مسئلوں میں اس طرح الجھتے ہیں تو پھر لڑکیوں کے رشتے طے کرنے میں دقت پیش آتی ہے۔ تو یہ ذاتیں وغیرہ بھی اب چھوڑنی چاہئیں۔

اس بارے میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ" یہ جو مختلف ذاتیں ہیں یہ کوئی وجہ شرافت نہیں۔ خدا تعالیٰ نے محض عرف کے لئے یہ ذاتیں بنائی ہیں اور آجکل تو صرف بعد چار پشتوں کے حقیقی پتہ لگانا ہی مشکل ہے۔ متقی کی شان نہیں کہ ذاتوں کے جھگڑے میں پڑے۔ جب اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کر دیا کہ میرے نزدیک ذات کی کوئی سند نہیں۔ حقیقی مکرمت اور عظمت کا باعث فقط تقویٰ ہے"۔ تو پھر ان چیزوں کے چکر میں نہیں پڑنا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو تقویٰ پر چلتے ہوئے رشتے قائم کرنے کی توفیق دے۔ بچوں کے رشتے کروانے کی توفیق دے اور قرآنی حکم کے مطابق یتیموں، بیواؤں ہر ایک کے رشتے کروانے کی توفیق دے نظام جماعت کو بھی اور لوگوں کو بھی معاشرے کو بھی۔ اور سب بچیاں جن کے والدین پریشان ہیں ان سب کی پریشانیاں دور فرمائے۔ آمین

J. K. JEWELLERS
KASHMIR JEWELLERS
Shivala Chowk Qadian (INDIA)
جے کے جیولرز
کشمیر جیولرز
Mfrs & Suppliers of :
GOLD & DIAMOND
JEWELLERY
Lucky Stones are Available hear
اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ
چاندی و سونے کی انگوٹھیاں
خاص احمدی احباب کیلئے
Ph. 01872-221672,(S) 220260 (R) Mobile: 9814758900 E-mail:
kashmirsons@yahoo.co.in

آج جوان ملکوں میں غیر پاکستانی احمدی ہیں، مختلف قومیتوں کے احمدی ہیں یہ آئندہ فوج در فوج احمدیت میں داخل ہونے والوں کے لئے نمونہ بننے والے ہیں۔ اس لئے ان کی نیک تربیت کریں، ان سے پیار و محبت کا سلوک کریں، ان کے لئے نمونہ بنیں۔

حج اسلام کے ارکان میں سے ایک رکن ہے اور احمدی اللہ تعالیٰ کے فضل سے مسلمان ہیں اور حقیقی مسلمان ہیں اور اسلام کے جتنے بھی ارکان ہیں ان پر اللہ تعالیٰ کے فضل سے عمل بھی کرتے ہیں اور یقین بھی رکھتے ہیں۔ انشاء اللہ ایک دن آئے گا کہ جب حج کے لئے بھی احمدی امن سے سفر کر سکے گا۔

فرانس اور قادیان کے جلسہ سالانہ سے روح پرور افتتاحی خطاب ،فیملی ملاقاتیں ، تقریب بیعت۔

(سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کی فرانس میں مصروفیات کی مختصر جھلکیاں)

(رپورٹ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر)

(دوسری قسط)

26 دسمبر 2004ء بروز اتوار:

حضور انور نے نماز فجر مشن ہاؤس 'بیت السلام' سے ملحقہ جلسہ گاہ میں پڑھائی۔ آج جلسہ سالانہ فرانس کا پہلا دن تھا اور جلسہ سالانہ قادیان کے لئے حضور انور نے MTA کے ذریعہ LIVE افتتاحی خطاب فرمانا تھا۔ جس کا آغاز بھی آج کے روز یعنی 26 دسمبر کو ہو رہا تھا۔

صبح 9:30 بجے پرچم کشائی کی تقریب ہوئی۔ حضور انور نے لوائے احمدیت لہرایا جب کہ امیر صاحب فرانس نے فرانس کا قومی پرچم لہرایا۔ اس کے بعد حضور انور نے دعا کروائی۔ پرچم کشائی کی یہ تقریب بھی MTA پر LIVE نشر ہوئی۔

اس کے بعد حضور انور جلسہ گاہ میں افتتاحی اجلاس کے لئے سٹیج پر تشریف لائے۔ افتتاحی اجلاس کی کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو نعیم احمد صاحب نے کی۔ اس کے بعد منیر ناگی صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پاکیزہ منظوم کلام "ہے شکر رب عزّ وجل خارج از بیاں" ترنم کے ساتھ پڑھ کر سنایا۔

اس کے بعد حضور انور نے فرانس کے تیرھویں اور قادیان کے ایک سو تیرھویں جلسہ سالانہ سے افتتاحی خطاب فرمایا۔ حضور انور کا یہ پُر معارف خطاب MTA کے ذریعہ LIVE نشر کیا گیا۔ فرانس کی سرزمین پر یہ پہلا تاریخی موقع ہے کہ جلسہ سالانہ قادیان کے لئے حضور انور نے خطاب فرمایا اور MTA کے ذریعہ LIVE نشر ہوا۔ پھر MTA کو پہلی مرتبہ یہ بھی تاریخی سعادت عطا ہوئی کہ قادیان کے جلسہ سالانہ کی تصاویر انٹرنیٹ کے ذریعہ LIVE حاصل کر کے MTA پر حضور انور کے خطاب کے دوران دکھائی گئیں۔ اس لئے آج کا دن کئی لحاظ سے ایک تاریخی دن کی حیثیت رکھتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے اپنے خطاب میں تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ایک پاک جماعت کے قیام کے لئے مبعوث فرمایا تھا۔ ایسی جماعت جو حقوق اللہ کی ادائیگی کرنے والی بھی ہو اور حقوق العباد کی ادائیگی کرنے والی بھی ہو۔ آپ مسلمانوں کے لئے بھی مسیح و مہدی بن کر آئے اور دوسرے مذاہب کے ماننے والوں کے لئے بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کو مبعوث فرمایا تا کہ تمام دنیا کے نیک فطرت لوگوں کو آنحضرت ﷺ کے جھنڈے تلے جمع کر دیں۔ جن کی تعلیم ہی صرف ایسی تعلیم ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کے اعلیٰ معیار قائم کرنے کی تعلیم بھی مکمل فرما دی ہے۔ گویا اب اس کے بغیر، آنحضرت ﷺ کے جھنڈے تلے آئے بغیر اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ اور اب آنحضرت ﷺ کے غلام کے ذریعہ آپ کی جماعت میں شامل لوگوں نے، احمدیوں نے ہی حقیقی عباد الرحمٰن بننا ہے۔ جس کے لئے آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جماعت کو متعدد بار مختلف رنگوں میں تلقین فرمائی کہ اپنے یہ معیار کس طرح بلند کرنے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ میری تمام جماعت جو اس جگہ حاضر ہے یا اپنے مقامات میں بود و باش رکھتے ہیں۔ اس وصیت کو توجہ سے سنیں کہ وہ جو اس سلسلہ میں داخل ہو کر میرے ساتھ تعلق ارادت اور مریدی کا رکھتے ہیں۔ اس سے غرض یہ ہے کہ تا وہ نیک چلنی اور نیک بختی اور تقویٰ کے اعلیٰ درجہ تک پہنچ جائیں اور کوئی فساد اور شرارت اور بد چلنی ان کے نزدیک نہ آ سکے وہ پنج وقت نماز با جماعت کے پابند ہوں۔ وہ جھوٹ نہ بولیں۔ وہ کسی کو زبان سے ایذا نہ دیں۔ وہ کسی قسم کی بدکاری کے مرتکب نہ ہوں اور کسی شرارت اور ظلم اور فساد اور فتنہ کا خیال بھی دل میں نہ لاویں۔ غرض ہر ایک قسم کے معاصی اور جرائم اور ناکردنی اور ناگفتنی اور تمام نفسانی جذبات اور بیجا حرکات سے مجتنب رہیں۔ اور خدا تعالیٰ کے پاک دل اور بے شر اور غریب مزاج بندے ہو جائیں۔ اور کوئی زہریلا خمیر ان کے وجود میں نہ رہے۔"

حضور ایدہ اللہ نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ یعنی آپ نے اپنے ماننے والوں، اپنی بیعت میں شامل لوگوں کو فرمایا کہ بری بیعت کر لینا یا بیعت کرنے کا دعویٰ کر دینا ہی کافی نہیں ہے۔ اگر تمہیں حقیقت میں مجھ سے تعلق ہے اور میری بیعت میں شامل ہوئے ہو تو یاد رکھو کہ بیعت کی غرض، اس کا مقصد نیکیوں پر قائم رہنا، اللہ تعالیٰ کا عبادت گزار بندہ بننا، اور پھر ان نیکیوں کے اعلیٰ معیار قائم کرنے میں ہے۔ کسی بھی قسم کا فساد، دوسرے کو نقصان پہنچانے کی کوشش، بے ہودہ کام تمہارے دماغ میں نہیں آئیں۔ نمازوں کی پابندی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کی پیدائش کی غرض عبادت کرنا بتایا ہے۔ تو اس عبادت کے بھی اعلیٰ معیار قائم کریں۔ تبھی تم میری جماعت میں شامل ہونے والے کہلا سکتے ہو۔ کبھی تمہارے منہ سے غلط اور جھوٹی بات نہ نکلے۔ جھوٹ ایک ایسی بیماری ہے جو آہستہ آہستہ تمہیں دوسری بیماریوں میں دوسرے گناہوں میں بھی مبتلا کر دے گی۔ بلکہ جھوٹ بولنے والے اور شرک کرنے والے کو اللہ تعالیٰ نے ایک جگہ پر رکھا ہے۔ اور ایک جگہ پر رکھ کر یہ بتا دیا کہ جھوٹ بولنے والے اس حد تک چلے جاتے ہیں کہ وہ پھر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والے بھی نہیں رہتے۔ اس کے بھی شریک ٹھہرانے شروع کر دیتے ہیں۔ وہ کبھی اللہ تعالیٰ کے بندوں میں شامل نہیں ہو سکتے۔ بلکہ وہ اس شرک کی وجہ سے شیطان کے بندوں میں شامل ہو جائیں گے تو یہ ایک بہت بڑی بیماری ہے جس سے ہر احمدی کو پاک ہونا چاہئے۔

حضور نے فرمایا کہ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ ذرا سی غلط بیانی سے کام لینا جھوٹ نہیں ہے۔ یہ ان کی غلط فہمی ہے۔ ذرا سی بھی غلط بیانی کرنے کا مطلب یہی ہے کہ کیونکہ مجھے اپنے اندر خدا پر ایمان نہیں ہے، مکمل یقین نہیں ہے اس لئے میں نے اپنے سر سے مشکل کو ٹالنے کے لئے اس غلط بیانی سے کام لیا ہے۔ تو یہی شرک کی طرف پہلا قدم ہے۔

پھر فرمایا کسی کو بھی برا بھلا نہیں کہنا کسی کو بھی اپنی زبان سے تکلیف نہیں پہنچانی، ہاتھ سے یا کسی عمل سے کسی کو نقصان نہیں پہنچانا، بلکہ اپنی زبان سے بھی کسی کو تکلیف نہیں پہنچانی۔ ہر وقت تمہارے منہ سے خیر کا کلمہ ہی نکلنا چاہئے۔ اچھی بات تمہارے منہ سے نکلنی چاہئے کیونکہ تمہارا کسی ایک شخص کو بھی کسی بھی صورت میں تکلیف پہنچانا، پوری انسانیت کو تکلیف پہنچانے کے برابر ہے۔ پس اگر تمہیں میری بیعت کا دعویٰ ہے تو مکمل طور پر اپنے آپ کو ان باتوں سے پاک کرو۔ پھر فرمایا کبھی بھی کسی قسم کی برائی تمہاری طرف سے کسی کے لئے نہیں ہونی چاہئے۔ تمہاری زندگی اتنی پاک اور صاف ہو کہ ہر کوئی یہ کہہ اٹھے کہ یہ وہ پاک لوگ ہیں جنہوں نے اپنے دعوے کے مطابق مسیح و مہدی کی بیعت کی اور واقعی ان میں تبدیلی پیدا ہو گئی ہے۔ یہ جو بڑی بڑی برائیاں کرنے والے تھے ان میں تو اب چھوٹی چھوٹی برائیاں بھی نظر نہیں آتیں۔ اور پھر یہی نہیں کہ کسی کو تکلیف نہیں دینی بلکہ کسی کے خلاف کسی شرارت میں حصہ نہیں لینا، کسی پر ظلم نہیں کرنا، کسی فتنہ والی جگہ میں اٹھنا بیٹھنا نہیں، ہر قسم کی ایسی سوسائٹی سے بچ کر رہنا ہے۔ بلکہ اعلیٰ معیار تب قائم ہوں گے جب یہ خیال بھی کبھی دل میں نہ آئے۔ اور اُس وقت بھی ایسی شرارتوں اور تکلیفوں کے کرنے کا خیال نہ آئے جب تمہیں کسی طرف سے تکلیفیں پہنچیں اور تمہارے خلاف کوئی شرارت کرے تب بھی تمہیں بدلے کے طور پر اُن سے ایسی حرکتیں کرنے کا خیال نہ آئے۔ اور ان تمام برائیوں کے کرنے یا اُن کا خیال آنے سے اپنے جذبات کو قابو میں رکھنا ہے تا کہ تم حقیقت میں پاک دل کہلا سکو، عاجز بندے کہلا سکو جو خدا تعالیٰ کی خاطر نہ صرف تمام برائیوں سے بچتے ہیں بلکہ برائی کا نیکی سے جواب دیتے ہیں۔ قانون کو اپنے ہاتھ میں نہیں لیتے بلکہ اللہ کے حضور جھک کر فریاد کرتے ہیں۔ آپ نے اپنے ماننے والوں سے اتنی بلند توقعات رکھی ہیں کہ فرمایا کہ بعض دفعہ صبر کر کے، تکلیفوں کو برداشت کر کے انسان تھک جاتا ہے اور پھر اُس برائی کا اس طرح جواب دینا چاہتا ہے۔ کبھی خیال آ ہی جاتا ہے کہ بدلہ لیا جائے۔ لیکن یاد رکھیں کہ قانون کو ہاتھ میں لینے کی اجازت نہیں ہے اور ایسے خیالات جو دل کو گندہ کرتے ہیں اُن کا ذرہ بھی دل میں نہیں آنا چاہئے۔ تو یہ تعلیم ہے جو آپ نے مختلف جگہوں پر بے شمار دفعہ ہمیں دی اور اس پر سختی سے عمل کرنے کی تلقین فرمائی۔ لیکن انسانی نفسیات یہ ہے کہ صرف پڑھ کر یا اپنے ماحول میں رہ کر کہ بعض دفعہ یہ باتیں سن کر بھی اتنا اثر نہیں ہوتا اس لئے خاص قسم کی تربیت کے لئے ایک خاص ماحول پیدا کرنے کی ضرورت ہوتی ہے جہاں مختلف جگہوں سے لوگ اکٹھے ہوں اور اپنے آپ کو اس تعلیم کے مطابق عمل کرنے کے لئے، اپنے آپ کو ڈھالنے کے لئے، کوشش کرنے کے لئے جمع ہوں۔ مختلف طبقات کے لوگ ہوں، مختلف قومیتوں کے لوگ ہوں، مختلف قابلیت کے لوگ ہوں اور ہر ایک اس عزم سے اس جگہ جمع ہو کہ ہم نے اپنی تربیت کرنی ہے اور خدا تعالیٰ کے احکامات کو سننا ہے تو اس ماحول کا زیادہ عرصہ تک اثر رہتا ہے۔ اور انسان اس پر عمل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ تو یہ انسانی فطرت ہے کہ وقفہ وقفہ سے اُس کو یاد دہانی بھی ضروری ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کا بھی حکم ہے کہ یاد دہانی کرواتے رہو۔ تو بہرحال اس یاد دہانی کے لئے اور ایک پاکیزہ ماحول چند دن کے لئے پیدا کرنے کے لئے آپ نے جلسہ سالانہ کے انعقاد کا الٰہی منشاء کے مطابق فیصلہ فرمایا۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ پہلے تو صرف قادیان میں یہ جلسے ہوا کرتے تھے۔ لیکن آج دنیا کے ہر ملک میں یہ ٹریننگ کیمپ لگتا ہے جس میں مسیح محمدیؐ کے ماننے والے اپنی اصلاح کے لئے اکٹھے ہوتے ہیں، جمع ہوتے ہیں اور آج یہ جلسہ یہاں فرانس میں اور قادیان میں دونوں جگہ ہو رہا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ جماعت فرانس نے بڑی ہمت کی ہے کہ اس سردی کے موسم میں جلسے کا انعقاد کروایا تا کہ ان تاریخوں میں جلسہ کر لیں جن میں ایک بڑے عرصہ سے جماعتی روایات کے مطابق جلسے

ہوا کرتے ہیں۔قادیان اور ربوہ میں ہوتے تھے۔تو بہر حال آپ کا مقصد اس جلسے سے یہ تھا کہ ایک روحانی ماحول میں لوگ تربیت حاصل کریں اور پاک دل ہو کر ان جلسوں سے جائیں۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ نے جلسہ کی غرض وغایت کے بارہ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اقتباس پیش فرمایا۔حضور انور نے فرمایا کہ آج بھی جو لوگ یہاں فرانس کے جلسہ میں یا قادیان کے جلسہ میں جمع ہوئے ہیں، بڑی دور دور سے آئے ہیں۔ اس مقصد کو اپنے ذہن میں رکھیں کہ اس تین دن کے ٹریننگ کیمپ سے فائدہ اٹھانا ہے اور اپنی حالتوں کو تبدیل کرنا ہے۔اگر نہیں تو تمہارے جلسے پر آنے کا کوئی فائدہ نہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ اللہ کی خاطر اللہ کی طرف سے آئی ہوئی تعلیم کی باتوں کو سننے کے لئے آنا چاہئے اور یہی مقصد ہوں۔چونکہ جو مقصد ہے اکٹھے کرنے کا یہی ہے کہ اسلام کی حقیقی تعلیم اور اللہ تعالیٰ کی صحیح پہچان کرنے کے طریقے تمہیں سکھائے جائیں جس سے تمہارا ایمان بھی بڑھے اور اس کی پہچان کی صلاحیت بھی تم میں پیدا ہو۔پھر دعاؤں کی طرف بھی توجہ ہو گی۔حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کے حق میں جو دعائیں ہیں، ان کے پورا ہونے کے لئے اب نہ صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کی باتیں تھیں اب تو یہ ہے کہ ان دعاؤں کے لئے خلیفۂ وقت بھی دعائیں کر رہا ہوتا ہے اور جو جلسے میں شامل احباب ہوتے ہیں وہ بھی دعائیں کر رہے ہوتے ہیں۔وہ بھی ان دعاؤں کی اپنے حق میں قبولیت کے لئے اور دوسروں کے حق میں دعا کر رہے ہوتے ہیں۔اور پھر خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کے آگے جھکتے ہوئے جو دعائیں کی جائیں گی وہ یقیناً اس کی رحمت کو کھینچنے والی ہوں گی۔

پھر نئے احمدیت میں داخل ہونے والوں اور پہلی دفعہ ایسے جلسوں میں شامل ہونے والوں سے محبت اور پیار اور بھائی چارے کا تعلق اور رشتہ قائم ہو گا اور یہ بھی جلسہ سالانہ کا ایک مقصد ہے کہ یہ رشتہ قائم ہو اور اس کے مطابق ہر احمدی کو کوشش کرنی چاہئے۔

یہاں بھی فرانس میں جو مختلف قومیتوں کے لوگ جماعت میں شامل ہوئے ہیں انہیں اپنے ساتھ چمٹائیں۔وہ اپنے عزیزوں، رشتہ داروں اور اپنے ماں باپ کو چھوڑ کر آئے ہیں۔یہ ان کی نیک فطرت اور پاک فطرت ہی ہے جس نے انہیں احمدیت کو قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ان میں یہ کبھی احساس نہ ہو کہ یہ پاکستانی اپنے پاکستانیوں میں اٹھتے بیٹھتے ہیں اور ہمارا خیال نہیں رکھتے یا ہمیں اپنے اندر مکمل طور پر سمونا نہیں چاہتے۔

یاد رکھیں آج یہاں پاکستانی احمدی زیادہ ہیں۔ یہ صورتحال مستقل نہیں رہنی۔یہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر ہے کہ احمدیت نے بڑھنا ہے۔پھولنا ہے اور پھلنا ہے انشاء اللہ۔یہ اللہ تعالیٰ کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے وعدہ ہے ۔آج جو ان ملکوں میں غیر پاکستانی احمدی ہیں، مختلف قومیتوں کے احمدی ہیں یہ آئندہ فوج در فوج احمدیت میں داخل ہونے والوں کے لئے نمونہ بننے والے ہیں اس لئے ان کی نیک تربیت کریں ان سے تعلق بڑھائیں۔ان سے پیار ومحبت کا سلوک کریں۔ان کے لئے نمونہ بنیں تا کہ یہی محبت و پیار کے جذبات وہ اپنے زیر تربیت لوگوں کو پہنچا سکیں۔

اسی طرح ہندوستان میں بھی جو احمدی ہوئے ہیں۔جو نئے احمدی ہوئے ہیں گو وہ مالی لحاظ سے غریب لوگ ہیں۔لیکن ان کے دل امیروں سے زیادہ روشن ہیں۔ان میں اللہ تعالیٰ کی محبت اور خشیت کا جذبہ دوسروں سے زیادہ ہے۔تبھی تو انہوں نے مسیح ومہدی کو مانا ہے۔اس پر ایمان لائے ہیں اس لئے ان لوگوں سے بھی جو پرانے احمدی ہیں پیار ومحبت کا سلوک کریں ان کا خیال رکھیں۔ان کو سینے سے لگائیں اور بھائی چارے کی تعلیم سے آگاہ کریں۔بڑی دور سے سفر کر کے آئے ہیں بڑی مشکلات میں سے گزر کر آئے ہیں ان کو ملیں۔یہ نہ ہو کہ غریب اپنی ٹولیوں میں پھر رہے ہوں اور اپنے آپ کو ان سے اونچا سمجھنے والے ایک طرف سے ہو کر گزر جائیں اور اپنی ٹولیوں اور گروہوں میں پھر رہے ہوں اور ایک دوسرے کو سلام کرنے کے بھی روادار نہ ہوں۔تو اس ماحول میں سلام کو رواج دینے کی بھی بڑی ضرورت ہے۔یہ بھی ایک دعا ہے۔یہ بھی اس دعا کے ماحول کو بڑھانے والا ایک ذریعہ ہے۔اس وقت عہدیداروں کا بھی کام ہے کہ ان نئے آنے والوں کی تربیت کی خاطر ان کے قریب ہوں اور بھائی چارے کا تعلق پیدا کرنے کے لئے بھی ان سے قریب ہوں۔اسی طرح جو پرانے احمدی دوسرے ملکوں سے قادیان جلسہ پر گئے ہوئے ہیں وہ بھی ان نئے احمدیوں کو ملیں۔یہ اہم مقصد ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جلسے کا بیان فرمایا ہے۔اور اس محبت کے جذبات اور عبادتوں کے علاوہ آپ نے فرمایا اور بھی بہت سارے فوائد ہوں گے جو وقت پر ظاہر ہوتے رہیں گے اور ہوتے رہے ہیں اور ہر جلسہ میں ظاہر ہو رہے ہیں۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ نو مبائعین کو جن کو جماعت میں شامل ہوئے اب کافی عرصہ بھی ہو گیا ہے لیکن وہ ابھی بھی اپنے آپ کو نیا احمدی سمجھتے ہیں۔شاید یہ بھی پرانوں کا قصور ہے کہ ان کو اپنے اندر صحیح طرح جذب نہیں کر سکے۔ان کو بھی میں یہ سمجھانا چاہتا ہوں کہ انہوں نے زمانے کے امام کو اس لئے مانا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے حکم پر عمل کرنے والے بنیں۔انہوں نے کسی شخص کی خاطر یا کسی عہدیدار کی خاطر امام الزمان کی بیعت نہیں کی۔اُس کی پاکیزہ جماعت میں کسی کی خاطر شامل نہیں ہوئے۔تو جب خدا تعالیٰ کی خاطر ہی تمام کام ہیں اور اس کے رسول ﷺ کی محبت کی خاطر ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی ہے۔تو پھر کسی کے ذاتی رویہ پر دلبرداشتہ نہ ہوں۔مایوس نہ ہوں۔آپ اس پاکیزہ تعلیم پر عمل کرتے ہوئے اگر ان باتوں کو نظر انداز کریں گے تو آپ کو اللہ تعالیٰ کی خاطر ان برائیوں سے بچنے کا بدلہ خود اللہ تعالیٰ دے گا۔پس ہمیشہ خدا اور اس کے رسولؐ اور حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ پیار، تعلق اور اطاعت کی تلاش میں رہیں۔اللہ تعالیٰ سب کے ایمانوں کو مضبوطی عطا کرتا چلا جائے۔رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ۔اللہ تعالیٰ ہر ایک کے دل کو ہمیشہ سیدھا رکھے اور ایک دفعہ جس سچائی کو وہ حاصل کر چکا ہے اس میں کبھی ٹیڑھا پن نہ آئے۔

حضور انور نے فرمایا کہ آپ سب جو جلسہ سالانہ پر اکٹھے ہوئے ہیں اس بات کو یاد رکھیں کہ یہ تین دن صرف اور صرف عبادات، دعاؤں، نیک کاموں کے سننے اور کرنے میں گزارنے ہیں۔جلسے پر مختلف علماء کی تقاریر ہوں گی۔اُن کو سنیں کوئی نہ کوئی نئی بات علم میں آجایا کرتی ہے جو نیکیوں میں اضافے کا باعث بنتی ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ مخالفین مختلف رنگوں میں اعتراض کرتے رہتے ہیں اور احمدیوں کو تنگ کرتے رہتے ہیں۔تو ایک اعتراض جو ہمیشہ سے مخالفین جلسے کے بارہ میں کرتے رہے ہیں پہلے قادیان اور ربوہ کے جلسہ کے بارہ میں کہتے تھے پھر خلیفہ وقت کی شمولیت کی وجہ سے لندن کے جلسہ کے بارہ میں بھی کہنے لگ گئے کہ احمدی اپنے جلسہ سالانہ کو حج کے برابر سمجھتے ہیں۔تو ایک بات اس بارہ میں واضح کر دوں کہ حج اسلام کے رُکنوں میں سے ایک رکن ہے اور احمدی اللہ تعالیٰ کے فضل سے مسلمان ہیں اور حقیقی مسلمان ہیں اور اسلام کے جتنے بھی ارکان ہیں اُن پر اللہ تعالیٰ کے فضل سے عمل بھی کرتے ہیں اور یقین بھی رکھتے ہیں۔اُن کو مانتے ہیں۔لیکن ان اعتراض کرنے والوں سے کوئی پوچھے کہ جو تعلیم اور جلسے کے مقاصد حضرت مسیح موعودؑ نے بیان فرمائے ہیں ان میں اللہ تعالیٰ کی عبادت اور نیکیاں بجالانے کے علاوہ بھی کچھ ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کو ایک دفعہ شک پڑا تھا کہ جلسے کا جو مقصد تھا وہ پورا نہیں ہوا اور لوگوں نے اپنے اندر وہ پاک تبدیلی پیدا نہیں کی جس طرح آپ کی خواہش تھی جس طرح آپ چاہتے تھے۔تو آپ نے اس سال جلسہ ملتوی کر دیا تھا تو جب یہ سوچ تھی آپ کی اور خالصۃً للہ ایک اجتماع آپ چاہتے تھے تو اگر اس اجتماع کو جو اللہ کی خاطر، اللہ کی عبادت کرنے والوں، اللہ کی مخلوق سے ہمدردی اور پیار کو فروغ دینے والوں کا ہو اس اجتماع کو اگر کسی اجتماع سے تشبیہ دی جا سکتی ہے اُس کی مشابہت اگر بتائی جا سکتی ہے تو وہ اس کے قریب ترین کی جو مشابہت ہے وہ حج کی ہے۔ایسا دینی اجتماع صرف حج ہی ہے۔اور یہ اعتراض کوئی نیا اعتراض نہیں ہے ہمیشہ سے ہوتا چلا آیا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ میں ان لوگوں سے کہتا ہوں کہ اگر آج بھی یہ لوگ ضمانت دیں، امن کی ضمانت دیں کہ حج پر اگر کوئی احمدی جائے گا تو کوئی شر نہیں پھیلے گا پھر دیکھیں کہ احمدی کس طرح حج کرتے ہیں۔دنیا کے بہت سے ممالک سے جہاں یہ مذہب کے خانے نہیں رکھے ہوتے احمدی حج پر جاتے ہیں اور اللہ کے فضل سے حج کرتے ہیں۔حضور انور نے فرمایا کہ انشاء اللہ ایک دن آئے گا کہ جب حج کے لئے بھی احمدی امن سے سفر کر سکے گا۔

حضور انور نے فرمایا کہ ہمیں یہ تو نہیں پتہ کہ تمہاری حرکتوں اور فتنہ وفساد کے خیالات رکھنے کی وجہ سے تمہارے حج قبول ہوتے ہیں کہ نہیں لیکن احمدی کو ایمان مضبوط کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کے نشان دکھاتا رہتا ہے اور اُن میں سے ایک نشان جلسہ سالانہ بھی ہے۔اس میں پہلے صرف قادیان میں مختلف جگہوں سے لوگ اکٹھے ہوتے تھے۔پھر پارٹیشن کے بعد ربوہ میں جلسہ ہونا شروع ہوا۔وہاں دنیا کے مختلف ممالک سے احمدی اکٹھے ہونا شروع ہوئے اور جب احمدیوں کو نیکیاں بجالانے کے لئے اکٹھے ہونے کے اس ذریعہ کو بھی ظالمانہ قانون نے بند کر دیا تو لندن میں خلیفہ وقت کی موجودگی میں جلسے ہونے لگے اور احمدیت کے پروانے دنیا کے کونے کونے سے لندن اکٹھے ہونے شروع ہو گئے۔اور پھر MTA کے ذریعہ سے تمام دنیا اس جلسہ میں شامل ہونے لگ گئی اور ہر شہر، ہر محلے اور ہر گھر میں جلسے کا ماحول بننا شروع ہو گیا۔اور اس کے ساتھ ساتھ دنیا کے بہت سے ممالک میں جماعت کے اپنے جلسے بھی ہوتے ہیں اور آج یہ فرانس کا جلسہ اس سال کا نواں ایسا جلسہ ہے جس میں براہ راست خلیفہ وقت نے شمولیت کی ہے۔اس کے علاوہ دوروں میں مختلف وقت میں اور بہت سارے چھوٹے چھوٹے جلسے بھی ہوتے رہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ آج یورپ میں جہاں کرسمس اور چند دنوں بعد نئے سال کے منانے کی خوشی میں چھٹیاں ہیں اور آج اکثریت اس ماحول کی اللہ کو یاد کرنے کی بجائے اس خوشی میں شرابیں پی کر مدہوش پڑی ہوئی ہے۔ایک حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت ہے جو یورپ کے اس دنیادار اور فیشن میں سب سے زیادہ بڑھے ہوئے ملک اور اس شہر میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کا مزا لینے کے لئے اس کے احکامات پر عمل کرنے کے لئے، اس کا قرب پانے کے لئے جلسہ کر رہی ہے۔جس کو اس ماحول کے لہو ولعب سے کوئی غرض نہیں ہے۔غرض ہے تو صرف یہ کہ اللہ کا ذکر بلند ہو اور اس کے احکامات پر عمل ہو۔اس کی مخلوق سے پیار ومحبت کا تعلق قائم ہو اور یہ پیغام دنیا کے کونے کونے میں پہنچے جس کے لئے حضرت مسیح موعودؑ مبعوث ہوئے تھے۔

باقی صفحہ نمبر 23 پر ملاحظہ فرمائیں

دعاؤں کے طالب
محمود احمد بانی
منصور احمد بانی
اسد محمود بانی
کلکتہ
BANI®
موٹر گاڑیوں کے پرزہ جات
Our Founder :
Late Mian Muhammad Yusuf Bani
(1908-1968)
AUTOMOTIVE RUBBER CO.
BANI AUTOMOTIVES ★ BANI DISTRIBUTORS
5, Sooterkin Street, Calcutta-700072
SHOWROOM: 237-2185, 236-9893 WAREHOUSE: 343-4006, 343-4137 RESI: 236-2096, 236-4696, 237-8749 FAX NO: 91-33-236-9893

حضرت مصلح موعودؓ کے چند کشوف

سید قیام الدین برقؔ مبلغ سلسلہ بنارس (یوپی)

یہ ایک زندہ حقیقت اور صداقت ہے کہ مامورین من اللہ بنی نوع کو کلام الٰہی کی ضیا پاشیوں سے منور کرتے ہیں

اس تعلق میں کچھ تحریر کرنے سے پہلے سلطان القلم حضرت مہدی پاک علیہ السلام کا ایک بصیرت افروز اقتباس پیش ہے۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"ہمارا تجربہ ہے کہ تھوڑی سی غنودگی ہو کر اور بعض اوقات بغیر غنودگی کے خدا کا کلام ٹکڑہ ٹکڑہ ہو کر زبان پر جاری ہو جاتا ہے جب ایک ٹکڑا ختم ہو چکتا ہے تو حالتِ غنودگی جاتی رہتی ہے۔ پھر ملہم کے کسی سوال سے یا خود بخود خدا تعالیٰ کی طرف سے دوسرا ٹکڑا الہام ہوتا ہے اور وہ بھی اسی طرح کہ تھوڑی سی غنودگی وارد ہو کر زبان پر جاری ہو جاتا ہے۔ اسی طرح بسا اوقات ایک ہی وقت میں تسبیح کے دانوں کی طرح نہایت بلیغ فصیح لذیذ فقرے غنودگی کی حالت میں زبان پر جاری ہوتے جاتے ہیں۔ اور ہر ایک فقرہ کے بعد غنودگی دور ہو جاتی ہے اور وہ فقرے یا تو قرآن شریف کی بعض آیات ہوتی ہیں اور یا اس کے مشابہ ہوتی ہیں اور اکثر علوم غیبیہ پر مشتمل ہوتے ہیں"

(بحوالہ کتاب چشمۂ معرفت طبع اوّل۔ صفحہ ۳۰۰ حاشیہ)

"پسر موعود" سیدنا فضل عمرؓ نے بھی وحی اور اُمور غیبیہ سے متعلق احوال پر قدر تفصیل کے ساتھ تفسیر کبیر جلد ششم (سورۃ زلزال صفحہ ۴۴۹) میں نہایت خوبصورتی کے ساتھ روشنی ڈالی ہے جو کہ لائق مطالعہ ہے۔ اب اس قدر وضاحت کے بعد خاکسار "پسر موعود" سیدنا محمودؓ کے کشوف میں سے چند ایک رؤیا کشوف کو درج کرنا چاہتا ہے جس میں کہ حضرت خلیفہ اوّل کے زمانہ خلافت میں ہی آپ کو آسمانی اشارے مل گئے تھے کہ آپ ہی اب خلیفہ برحق کے منصب جلیلہ پر فائز ہونے والے ہیں۔ بہرحال یہ اقتباسات ہمارے لئے بلکہ جماعت مومنین کیلئے یقیناً یقیناً ازدیاد ایمان کا باعث ہیں۔ حضرت المصلح الموعودؓ فرماتے ہیں۔

"قریباً تین چار سال کا عرصہ ہوا جو میں نے دیکھا کہ میں اور حافظ روشن علی صاحب ایک جگہ بیٹھے ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مجھے گورنمنٹ برطانیہ نے افواج کا کمانڈر انچیف مقرر فرمایا ہے اور میں سرا ومور کرے سابق کمانڈر انچیف افواج ہند کے بعد مقرر ہوا ہوں اور ان کی طرف سے حافظ صاحب مجھے عہدہ کا چارج دے رہے ہیں چارج لیتے لیتے ایک امر پر میں نے کہا کہ فلاں چیز میں تو نقص ہے میں چارج میں کیوں کر لے لوں میں نے یہ بات کہی تھی کہ نیچے کی چھت (چھتی) (ہم چھت پر تھے) اور حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ اس میں برآمد ہوئے اور میں خیال کرتا ہوں کہ آپ سرا ومور کرے کمانڈر انچیف افواج ہند ہیں آپ نے فرمایا کہ اسمیں میرا کوئی قصور نہیں بلکہ لارڈ کچز سے مجھے یہ چیز اسی طرح ملی تھی۔ اس رؤیا پر مجھے ہمیشہ تعجب ہوا کرتا تھا۔ کہ اس سے کیا مراد ہے اور میں اپنے دوستوں کو سنا کر حیرت کا اظہار کیا کرتا تھا۔ کہ اس خواب سے کیا مراد ہو سکتی ہے۔ مگر خدا تعالیٰ کی قدرت ہے کہ واقعات کے ظہور پر معلوم ہوا ہے کہ یہ رؤیا ایک زبردست شہادت تھی اس بات پر کہ حضرت خلیفۃ المسیح کی وفات کے بعد جو فیصلہ ہوا ہے وہ اللہ کے منشاء اور اسکی رجا کے ماتحت ہوا ہے۔ چنانچہ حضرت مولوی صاحب کی وفات پر میری طبیعت اس طرف گئی کہ یہ رؤیا تو ایک عظیم الشان پیشگوئی تھی۔ اور اس میں بتایا گیا تھا کہ مولوی صاحب کے بعد خلافت کا کام میرے سپرد ہوگا۔ اور یہی وجہ تھی کہ حضرت خلیفۃ المسیح مجھے بلباس سرا ومور کرے کے دکھائے گئے۔ اور افواج کی کمانڈ سے مراد جماعت کی سرداری تھی۔ کیوں کہ انبیاء کی جماعتیں بھی ایک فوج ہوتی ہیں جن کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ دین کو غلبہ دیتا ہے۔ اس رؤیا کی بناء پر یہ بھی امید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ تبلیغ کا کام جماعت احمدیہ کے ہاتھ سے ہوگا۔ اور غیر مبائعین احمدیوں کے ذریعہ سے نہ ہوگا۔ الا ماشاء اللہ برکت مبائعین کے کام میں ہی ہوگی۔

اس رؤیا کا جب غور سے مطالعہ کیا جائے تو یہ ایک ایسی زبردست شہادت معلوم ہوتی ہے کہ جس قدر غور کریں اسی قدر عظمت الٰہی کا اظہار ہوتا ہے اور وہ اس طرح کہ اس رؤیا میں حضرت مسیح موعودؑ کو لارڈ کچز کے نام سے ظاہر کیا گیا ہے اور حضرت خلیفہ اوّل کو سرا ومور کرے کے نام سے اور جب ہم دونوں افسروں کے عہدہ کو دیکھتے ہیں تو جس سال حضرت مسیح موعودؑ نے وفات پائی تھی اسی سال لارڈ کچز ہندوستان سے رخصت ہوئے تھے اور سرا ومور کرے کمانڈر مقرر ہوئے مگر یہ بات تو پچھلی تھی عجیب بات یہ ہے کہ جس سال اور جس مہینہ میں سرا ومور کرے ہندوستان سے روانہ ہوئے ہیں اسی سال اور اسی مہینہ یعنی مارچ 1914 میں حضرت خلیفۃ المسیح اول فوت ہوئے اور مجھے اللہ تعالیٰ نے اس کام پر مقرر فرمایا کیا کوئی سعید الفطرت انسان کہہ سکتا ہے کہ یہ رؤیا شیطانی ہو سکتی تھی یا کوئی انسان اس طرح دو تین سال قبل از وقوع ایک بات اپنے دل سے گھڑ کر لوگوں کو سنا دیتا اور پھر وہ صحیح بھی ہو جاتی؟ یہ کون تھا جس نے مجھے بتا دیا کہ حضرت مولوی صاحب مارچ میں فوت ہوں گے اور آپ کے بعد آپ کا جانشین میں ہوں گا کیا خدا تعالیٰ کے سوا کوئی اور بھی ایسا کر سکتا ہے؟ نہیں اور ہرگز نہیں۔

اس رؤیا میں یہ جو دکھایا گیا کہ چارج میں ایک نقص ہے اور میں اس کے لینے سے انکار کرتا ہوں تو وہ چند آدمیوں کی طرف اشارہ تھا کہ جنہوں نے اس وقت فساد کھڑا کیا اور اللہ تعالیٰ نے اس رؤیا کے ذریعہ سے حضرت مولوی صاحب پر سے یہ اعتراض دور کیا ہے جو بعض لوگ آپ پر کرتے ہیں کہ اگر حضرت مولوی صاحب اپنے زمانہ میں ان لوگوں کے اندرونہ سے لوگوں کو علی الاعلان آگاہ کر دیتے اور اشارات پر ہی بات نہ رکھتے یا جماعت سے خارج کر دیتے تو آج یہ فتنہ نہ ہوتا اور مولوی صاحب کی طرف سے قبل از وقت یہ جواب دے دیا کہ یہ نقص میرے زمانہ کا نہیں بلکہ پہلے کا ہی ہے اور یہ لوگ حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں ہی بگڑ چکے تھے ان کے بگڑنے میں میرے کسی سلوک کا دخل نہیں مجھ سے پہلے ہی ایسے تھے"

(بحوالہ برکات خلافت طبع اول صفحہ ۴۵۔۴۶)

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا:۔

"۱۹۱۳ء میں میں ستمبر کے مہینہ میں چند دن کیلئے شملہ گیا تھا جب میں وہاں سے چلا ہوں تو حضرت خلیفۃ المسیح کی طبیعت اچھی تھی لیکن وہاں پہنچ کر میں نے پہلی یا دوسری رات دیکھا کہ رات کا وقت ہے اور قریباً دو بجے ہیں میں اپنے کمرہ میں (قادیان میں) بیٹھا ہوں مرزا عبدالغفور صاحب (جو کلانور کے رہنے والے ہیں) میرے پاس آئے اور نیچے سے آواز دی میں نے آ کر ان سے پوچھا کہ کیا ہے انہوں نے کہا کہ حضرت خلیفۃ المسیح کو سخت تکلیف ہے تپ کی شکایت ہے ایک سو دو کے قریب تپ ہو گیا تھا آپ نے مجھے بھیجا ہے کہ میاں صاحب کو جا کر کہہ دو کہ ہم نے اپنی وصیت شائع کر دی ہے مارچ کے مہینہ کے بدر میں دیکھ لیں' جب میں نے یہ رؤیا دیکھی تو سخت گھبرایا اور میرا دل چاہا کہ واپس لوٹ جاؤں لیکن میں نے مناسب خیال کیا کہ پہلے دریافت کر لوں کہ کیا آپ واقع میں بیمار ہیں سو میں نے وہاں سے تار دیا کہ حضور کا کیا حال ہے جس کے جواب میں حضرت نے لکھا کہ اچھے ہیں یہ رؤیا میں نے اسی وقت نواب محمد علی خان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ کو اور مولوی سید سرور شاہ صاحب کو سنا دی تھی اور غالباً نواب صاحب کے صاحبزادگان میاں عبدالرحمٰن خان صاحب میاں عبد اللہ خان صاحب میاں عبدالرحیم خان صاحب میں سے بھی کسی نے وہ رؤیا سنی ہوگی کیونکہ وہاں ایک مجلس میں میں نے اس رؤیا کو بیان کر دیا تھا اب دیکھنا چاہئے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے قبل از وقت مجھے حضرت کی وفات کی خبر دی اور چار باتیں ایسی بتائیں کہ جنہیں کوئی شخص اپنے خیال اور اندازہ سے دریافت نہیں کرسکتا۔

اوّل، تو یہ کہ حضور کی وفات تپ سے ہوگی۔

دوم۔ یہ کہ آپ وفات سے پہلے وصیت کر جائیں گے۔

سوم۔ یہ کہ وہ وصیت مارچ کے مہینہ میں شائع ہوگی۔

چہارم:۔ یہ کہ اس وصیت کا تعلق بدر سے ہوگا۔

اگر ان چاروں باتوں کے ساتھ میں یہ پانچویں بات بھی شامل کر دوں تو نامناسب نہ ہوگا کہ اس رؤیا سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اس وصیت کا تعلق مجھ سے بھی ہوگا کیونکہ اگر ایسا نہ ہوتا تو میری طرف آدمی بھیج کر مجھے اطلاع دینے سے کیا مطلب ہو سکتا تھا یہ ایک ایسی بات تھی کہ جسے قبل از وقت کوئی بھی نہیں سمجھ سکتا تھا لیکن جب واقعات اپنے اصل رنگ میں پورے ہو گئے تو اب یہ بات صاف معلوم ہوتی ہے کہ اس رؤیا میں میری خلافت کی طرف بھی اشارہ تھا لیکن چونکہ یہ بات وہم و گمان میں بھی نہ تھی اس لئے اس وقت جبکہ یہ رؤیا دکھلائی گئی تھی اس طرف خیال بھی نہیں جا سکتا تھا"

(بحوالہ برکات خلافت طبع اول ۱۹۱۴ء صفحہ ۴۱۔۴۳)

سیدنا فضل عمرؓ فرماتے ہیں:۔

"اس بات کو قریباً تین چار سال کا عرصہ ہوا یا کچھ کم کہ میں نے رؤیا میں دیکھا کہ میں گاڑی میں سوار ہوں اور گاڑی ہمارے گھر کی طرف جا رہی ہے کہ راستہ میں کسی نے مجھے حضرت خلیفۃ المسیح کی وفات کی خبر دی تو میں نے گاڑی والے کو کہا کہ جلدی دوڑاؤ تا میں جلدی پہنچوں یہ رؤیا بھی میں نے حضرت کی وفات سے پہلے ہی بہت سے دوستوں کو سنا دی تھی جن میں سے چند کے نام یہ ہیں:۔

نواب محمد علی خان صاحب۔ مولوی سید سرور شاہ صاحب شیخ یعقوب علی صاحب حافظ روشن علی صاحب اور غالباً ماسٹر محمد شریف صاحب بی اے پلیڈر چیف کورٹ لاہور کہ مجھے ایک ضروری امر کیلئے حضرت کی بیماری میں لاہور جانے کی ضرورت ہوئی اور چونکہ حضرت کی حالت نازک تھی میں نے جانا مناسب نہ سمجھا اور دوستوں سے مشورہ کیا کہ میں کیا کروں اور ان کو بتایا کہ میں جانے سے اس لئے ڈرتا ہوں کہ میں نے رؤیا میں گاڑی میں سواری کی حالت میں حضرت کی وفات دیکھی ہے پس ایسا نہ ہو کہ یہ واقعہ ابھی ہو جائے پس میں نے یہ تجویز کی کہ ایک خاص آدمی بھیج کر اس ضرورت کو رفع کیا۔

لیکن منشائے الٰہی کو کون روک سکتا ہے چونکہ حضرت نواب صاحب کے مکان پر رہتے تھے میں بھی وہیں رہتا تھا اور وہیں سے جمعہ کے لئے قادیان آتا تھا جس دن حضور فوت ہوئے میں حسب معمول جمعہ پڑھانے قادیان آیا اور جیسا کہ میری عادت تھی نماز کے بعد بازار کے راستے سے واپس جانے کیلئے تیار ہوا کہ اتنے میں نواب صاحب کی طرف سے پیغام آیا کہ وہ احمدیہ محلہ میں میرے منتظر ہیں اور مجھے بلاتے ہیں

باقی صفحہ (21) پر ملاحظہ فرمائیں

سیرت حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ

حضرت چوہدری ظفر اللہ خان صاحب رضی اللہ عنہ

این بی سین مینیجنگ ڈائرکٹر نیو بک سوسائٹی لاہور نے اپنی کتاب "پنجاب کے ہندو مشاہیر" شائع کرنے کے بعد ارادہ کیا کہ اسی طرز پر ایک کتاب شائع کریں جس میں پنجاب کے مسلم مشاہیر کی مختصر سوانح حیات درج کی جائیں چنانچہ انہوں نے حضرت چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب سے درخواست کی کہ وہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد رضی اللہ عنہ کے سوانح پر ایک مضمون تیار کریں چنانچہ آپ نے یہ مضمون تیار کیا جو پہلی بار دسمبر 1944 میں کتابی صورت میں شائع ہوا۔ اردو ترجمہ کے ساتھ حضور رضی اللہ عنہ کے کچھ اقتباسات بھی شامل کردیئے گئے تھے۔

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی امام جماعت احمدیہ کو عالم اسلام میں ایک نہایت ہی ممتاز حیثیت حاصل ہے آپ کا شمار ان نادر ہستیوں میں ہے جو اس کرہ خاکی پر لمبے وقفوں کے بعد ظاہر ہوتی ہیں اور نہ صرف اپنے زمانہ اور اپنی نسل پر اپنا گہرا اثر چھوڑ جاتی ہیں بلکہ انسانی سعی اور جدوجہد کے لئے ایک ایسی جہت اور ایسا نصب العین معین کر دیتی ہیں جو صدیوں تک ان کا مرکز بنا رہتا ہے۔ آپ کے کام کا صحیح اندازہ کرنے کا وقت ابھی نہیں آیا آپ کی عمر ابھی پچپن سال ہے اور قیاس کیا جاتا ہے کہ آپکا اہم ترین کام ابھی پردہ غیب میں ہے لیکن مسٹر نیر سین ایڈیٹر لٹریری سٹار جو مشاہیر مسلمانان پنجاب کے حالات زندگی کے متعلق ایک کتاب شائع کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں مصر ہیں کہ میں آپکی سیرت اور آپکے کام کا ایک مختصر سا خاکہ تیار کروں اس لئے لاچار مجھے اس اہم موضوع پر قلم اٹھانا پڑا۔ میں اپنی بے بضاعتی اور کم مائگی کو خوب جانتا ہوں اور اپنی کوتاہیوں سے خوب واقف ہوں لیکن الاعمال بالنیات میں نے محض حصول ثواب کی خاطر اس فرض کی ادائیگی کو اپنے ذمہ لیا ہے۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم آپکی سیرت اور آپ کے کام پر تفصیلا تبصرہ کرنے کا میں اہل بھی نہیں اور اس مختصر رسالہ کی یہ غرض بھی نہیں اس تحریر کا مقصد صرف اس قدر ہے کہ قارئین کرام کو ایک ایسی ہستی سے روشناس کرا دیا جائے جو ایک اعلیٰ ترین نصب العین کے حصول کی خاطر بار آور اور بابرکت سعی کا مسلسل نظارہ ہمارے سامنے پیش کرتی ہے۔

آپ کا خاندان

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرزند اور انکے دوسرے خلیفہ ہیں حضرت مرزا غلام احمد صاحب بانی سلسلہ احمدیہ نے انیسویں صدی عیسوی کے آخر میں مسیح موعود اور مہدی موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔ آپکی تحریروں اور تقریروں اور آپ کی بیان کردہ تعلیم نے مذہبی دنیا میں ایک زبردست انقلاب پیدا کر دیا۔ جس کا اثر دنیا کے کناروں تک پھیلتا چلا جا رہا ہے۔

حضرت مرزا صاحب کا خاندان چار صدیوں سے قادیان میں آباد ہے ظہیر الدین بابر بادشاہ کو پانی پت کی لڑائی میں فتح حاصل کر کے ہندوستان میں مغلیہ سلطنت کی بنیاد قائم کئے ابھی تھوڑا عرصہ ہی ہوا تھا کہ مرزا ہادی بیگ جو امیر تیمور کے چچا حاجی برلاس کی اولاد میں سے تھے کم وبیش دو صد ہمراہیوں کے ساتھ ہندوستان آئے اور لاہور سے مشرق کی طرف قریباً ستر میل کے فاصلہ پر ایک مقام اپنی رہائش کے لئے تجویز کیا۔ بابر بادشاہ نے مرزا ہادی بیگ کو اس علاقہ میں قاضی کا منصب عطا فرمایا۔ اور اردگرد کے علاقہ کا انتظام ان کے سپرد کیا۔ مرزا ہادی بیگ نے اپنے صدر مقام کو ایک قلعہ کی صورت میں آباد کیا۔ اور اسکا نام اپنے عہدہ کے لحاظ سے اسلام پور قاضیاں رکھا۔ آہستہ آہستہ یہ نام مختصر ہو کر قاضیاں رہ گیا اور پھر عوام میں قادیان مشہور ہوگیا مغلیہ خاندان کے عہد میں مرزا ہادی بیگ کی اولاد اور خاندان کو بہت اقتدار اور رسوخ حاصل رہا۔ چنانچہ ۱۷۱۶ء میں فرخ سیر بادشاہ نے مرزا فیض محمد خان کو جو اس وقت قادیان کے مغل خاندان کے سر کردہ تھے عضد الدولہ (سلطنت کا بازو) کا لقب عطا کیا۔ اور ہفت ہزاری کے منصب پر مامور کیا ہفت ہزاری کا منصب عموماً مغلیہ دربار کے امرائے عظام کے لئے مخصوص تھا۔ عالمگیر ثانی اور شاہ عالم ثانی کے فرمانوں سے بھی پتہ چلتا ہے کہ قادیان کے مغل رؤسا کو ان بادشاہوں کے وقت میں بھی مغلیہ دربار میں عزت واکرام حاصل تھا۔ لیکن اس وقت تک حکومت میں انحطاط کے آثار شروع ہوگئے تھے۔ مرکز کا اقتدار کمزور ہو رہا تھا۔ اور علاقوں میں بدامنی اور فساد پھیلتے جا رہے تھے۔ اگرچہ پنجاب کا صوبہ دار السلطنت کے پہلو میں واقع تھا لیکن یہ بھی طوائف الملوکی کا اکھاڑہ بن گیا تھا۔ امن اور انتظام کی جگہ فساد اور ظلم نے لے لی تھی۔ قادیان کا علاقہ اور یہاں کا رئیس خاندان بھی اس فساد اور ظلم کا شکار ہوئے مہاراجہ رنجیت سنگھ کے برسر اقتدار آنے سے عین پہلے افراتفری کے حالات میں مرزا گل محمد صاحب (جو بانی سلسلہ احمدیہ کے پردادا تھے) تو استقلال کے ساتھ پیش آمدہ حالات کا مقابلہ کرتے رہے لیکن ان کے بیٹے مرزا عطا محمد کو سخت ہزیمت کا سامنا ہوا اور خاندان کے بہت سے افراد کی جانیں بھی تلف ہوئیں جس کے نتیجہ میں انہیں قادیان چھوڑ کر ایک قریب کے علاقہ میں پناہ لینی پڑی۔

مہاراجہ رنجیت سنگھ نے اس خاندان کو قادیان واپس آنے کی اجازت دی اور قادیان اور اردگرد کے چند دیہات پر حقوق مالکانہ عطا کئے جب پنجاب میں انگریزی عمل داری ہوگئی تو خاندان کی جاگیر ضبط کر لی گئی اور اس کے بدلہ میں ایک معمولی سی پنشن دی گئی اور قادیان اور اس سے ملحقہ تین مواضعات پر حقوق مالکانہ تسلیم کئے گئے غدر کے موقعہ پر مرزا غلام مرتضی صاحب رئیس قادیان نے اپنی گرہ سے خرچ کر کے پچاس سواروں کا دستہ مع ساز وسامان تیار کیا اور اپنے بڑے بیٹے مرزا غلام قادر صاحب کی کمان میں اسے جنرل نکلسن کی مدد کے لیے بھیجا جو اس وقت دریائے راوی کے کنارے تریموگھاٹ کے مقام پر باغیوں کے ساتھ برسر پیکار تھے۔

حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام

مرزا غلام مرتضی صاحب کے چھوٹے فرزند تھے آپ کی ولادت ۱۸۳۵ میں ہوئی۔ بچپن سے آپکو قرآن کریم کے ساتھ عشق اور اسکے مطالعہ کا شوق تھا۔ اور آپ کے وقت کا اکثر حصہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اسکی یاد میں گذرتا تھا۔ آپ کے والد صاحب کی خواہش تھی کہ آپ دنیا کے معاملات میں بھی دلچسپی لیں۔ اور کوئی ایسا پیشہ یا کام اختیار کریں جس کے ذریعہ خاندان کی گذشتہ عزت اور فراخ حالی کے دوبارہ قیام میں مدد مل سکے۔ لیکن آپ کو اس قسم کی سرگرمیوں کے ساتھ کوئی دلچسپی نہ تھی بلکہ ان کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ آپکے والد صاحب جو کام آپکے سپرد کرتے تھے یا جو حکم آپ کو دیتے تھے اسے تو آپ اطاعت کے خیال سے بجا لاتے تھے۔ لیکن آپکے دل میں ان مشاغل کے متعلق ناپسندیدگی اور کراہت تھی اور آپ چاہتے تھے کہ آپ کو اپنے حال پر چھوڑ دیا جائے تاکہ محبت الٰہی کی جو لو آپ نے اپنے دل میں لگا رکھی تھی اس میں محور ہیں۔ آخر جب آپکے والد صاحب کو یہ احساس ہو گیا کہ آپ کو دنیاوی امور کے ساتھ کوئی دلچسپی نہیں اور آپ کسی اور ہی دھن میں لگے ہوئے ہیں تو انہوں نے بھی زور دینا چھوڑ دیا۔ اگرچہ انہیں یہ فکر ضرور رہتی تھی اور وہ اس کا اظہار بھی کرتے رہتے تھے کہ میرے اس بیٹے کا کیا حال ہوگا۔ مرزا غلام مرتضیٰ صاحب ۱۸۷۶ میں فوت ہوگئے۔ ان کی وفات پر خاندان کی سرکردگی ان کے بڑے بیٹے مرزا غلام قادر صاحب کے سپرد ہوئی۔ لیکن وہ بھی چند سال بعد لاولد فوت ہو گئے۔ حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ الصلوٰۃ و السلام کے دل میں اس بات کا گہرا احساس تھا کہ اس زمانہ میں اسلام چاروں طرف سے دشمنوں کے حملوں کا نشانہ بنا ہوا ہے اور مسلمان ہر پہلو سے پستی کی حالت میں ہیں آپ نے اپنی تقریروں اور تحریروں میں اس احساس کا اظہار نہایت دردمندانہ الفاظ میں کیا ہے ایک مقام پر فرماتے ہیں:۔

ے سزد گر خون ببارد دیدۂ ہر اہل دیں
بر پریشاں حالئے اسلام وقحط المسلمین
ہر طرف کفرست جوشاں ہمچو افواج یزید
دین حق بیمار و بیکس ہمچوزین العابدین
ہر کسے از بہر نفس دونِ خودطرفے گرفت
طرف دیں خالی شدو ہر دشمنے جست ازکمیں
ایں دو فکر دین احمد مغز جان ما گداخت
کثرت اعدائے ملت قلت انصار دیں

ایک اور جگہ فرمایا

بے کسے شد دین احمد ہیچ خویش و یار نیست
ہر کسے درکارِ خود بادینِ احمد کار نیست
ہر زماں از بہر دیں درخوں دلِ من مے تپد
محرم ایں دردما جز عالم اسرار نیست
آنکہ برما مے رود از غم کہ داند جز خدا
زہر مے نوشیم لیکن زہرۂ گفتار نیست
ہر کسے غمخواری اہل و اقارب مے کند
اے دریغ ایں بیکسے راہیچ کس غمخوار نیست

اور ایک اسلام پر ہی موقوف نہیں تھا عام طور پر مذہبی عقائد [illegible] تعلیم سے متعلق لوگوں کا ایمان کمزور اور کھوکھلا ہو چکا تھا اور یقین کی جگہ شک اور شبہات نے لے لی تھی۔ جو لوگ اپنے تئیں مختلف مذاہب کے پیرو ظاہر بھی کرتے تھے۔ ان کا علم سطحی اور ان کا ایمان رسمی رہ گیا تھا۔ حقیقی ایمان اور عرفان سے دنیا ناآشنا اور بیگانہ ہو چکی تھی۔ ان حالات کے احساس سے آپ کا دل درد سے بھر جاتا تھا اور آپ اپنے خالق و مالک کے حضور آہ وزاری میں مشغول ہو جاتے تھے۔

آپ کو مقدس بانی اسلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک کے ساتھ والہانہ عشق تھا قرآن کریم آپ کی روح کی غذا اور آپ کی ہستی کا سہارا تھا اسلام اور اسکی پاک تعلیم پر آپکا ہر ذرہ فدا تھا۔ آپ کا دل خلق اللہ کی ہمدردی میں گداز تھا۔ چنانچہ فرماتے ہیں؛

بعد از خدا بعشق محمد مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم
ہر تارو پودِ من بسرائید بعشقِ او
از خود تہی واز غم آں دلستاں پُرم

اور پھر فرمایا

دردہ عشقِ محمد ایں سروجانم رود
ایں تمنا ایں دعا ایں دردلم عزم صمیم

قرآن کریم کی تعریف میں فرماتے ہیں۔

از نور پاک قرآن صبح صفا دمیدہ
برغنچہ ہائے دلہا باد صبا وزیدہ
ایں روشنی و لمعاں شمس الضحی ندارد
ویں دلبری و خوبی کس درقمر ندیدہ
کیفیت علومش دانی چہ شان دارد
شہدیست آسمانی ازوحی حق چکیدہ

آہنکس کہ عالمش شد شدمخزن معارف
واں بے خبر زعالم کیں عالمے ندیدہ

اور پھر فرمایا

ازوحی خدا صبح صداقت بدمیدہ
چشمیکہ ندید آں صحف پاک، چہ دیدہ
کاخ دل ماشد زہماں نافہ معطر
واں یار بیامد کہ زمابود رمیدہ
آں دل کہ جزازوے گل گلزار خداجست
سوگند تواں خورد کہ بوئیش نشمیدہ
باخور . ندہم نسبت آں نور کہ بینم
صد حورکہ بہ پیراہن اوحلقہ کشیدہ

آپ اسلام کی خدمت کی طرف ان الفاظ میں دعوت دیتے ہیں۔

دوستاں خود راشار حضرت جاناں کنید
دررہ آں یارجانی جان و دل قربان کنید
آں دل خوش باش راکاندر جہاں جوید خوشی
ازپے دین محمد کلبۂ احزاں کنید
ازتعیش ہابروں آئیدا ے مردان حق
خویشتن را از پے اسلام سرگرداں کنید

آپ کی ہمدردی خلق کا کسی قدر اندازہ آپ کے اس کلام سے ہوسکتا ہے۔

بدیں شادم کہ غم ازبہر مخلوق خدادارم
ازیں درلذتم کز درد می خیزدزدل آہم
مرا مقصود و مطلوب وتمنا خدمت خلق است
ہمیں کارم ہمیں بارم ہمیں رسم ہمیں راہم
نہ من ازخود نہم در کوچۂ پندونصیحت پا
کہ ہمدردی بروآنجا بہ جبر وزور و اکراہم
غم خلق خدا صرف اززباں خوردن چہ کارنیست
گرش صدجاں بپاریزم ہنوزش عذر میخواہم

اور پھر اسی ضمن میں فرمایا

توانم کہ ایں عہد و پیاں کنم
کہ جاں دررہ خلق قرباں کنم
توانم کہ سرہم دریں رہ دہم
ولے بدگماں راچہ درماں کنم

ان تمام جذبات کے اثر کے ماتحت آپ نے اپنی معرکۃ الاراء تصنیف براہین احمدیہ کی تالیف واشاعت کا تہیہ فرمایا۔ اور ابتداء میں اسکی چار جلدیں شائع کیں آپ کی اس تصنیف کا موضوع یہ تھا کہ اسلام ایک زندہ اور زندگی بخش مذہب ہے جس کی تعلیم پر عمل کر کے انسان اپنے خالق و مالک کے ساتھ حقیقی تعلق پیدا کر سکتا اسکا عرفان حاصل کرسکتا اور اسکے قرب کو پاسکتا ہے اور یہ کہ قرآن کریم کی تعلیم اور اسلام کی ہدایات پر عمل کر کے انسان اعلیٰ سے اعلیٰ اخلاقی علمی اور روحانی کمال کو پہنچ سکتا ہے اور یہ تعلیم تمام دیگر مذاہب کی تعلیموں کے مقابلہ میں اعلیٰ اور برتر اور اکمل ہے ۔آپ نے ان دعاوی کو زبردست علمی اور عقلی دلائل سے ثابت کیا اور مخالفین کو تحدی کے ساتھ مقابلہ کی دعوت دی آپنے اس تصنیف میں اپنے تئیں صاحب وحی و الہام کے طور پر پیش کیا اور کثرت سے اپنے الہامات وکشوف ورؤیا کو اس میں درج فرمایا ہندوستان بھر کے اسلامی علمی طبقوں نے اس تصنیف کا نہائت گرمجوشی سے استقبال کیا اور اسکے شائع ہوتے ہی مسلمانوں میں یہ احساس پیدا ہو گیا کہ اسلام کے حقائق کی حمائت میں ایک فاتح شہسوار میدان میں نکل کھڑا ہوا ہے۔ اس زمانے میں بعض دیگر حامیان اسلام نے بھی اسلام کی تائید میں تصنیفات شائع کیں لیکن ان میں زیادہ تر معذرت اور دفاع کا پہلو نمایاں تھا اسلام کے محاسن اور کمالات کو اس قدر وثوق اور اعتماد کے ساتھ اور روشن اور مضبوط دلائل کی تائید کے ساتھ پیش نہیں کیا گیا تھا۔ جس جس نے بھی اس تصنیف کا مطالعہ کیا وہ یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہو گیا کہ آپ دور حاضرہ میں اسلام کے جید ترین عالم اور سب سے زبردست حامی ہیں۔ چنانچہ ایک مسلمان فاضل نے جو بعد میں آپ کے اشدترین مخالفین میں سے ہو گئے لکھا کہ گذشتہ تیرہ سو سال میں کسی شخص نے اسلام کی ایسی زبردست حمایت اور جان نثارانہ خدمت نہیں کی جس قدر آپ نے کی ہے۔

ایک عظیم الشان نشان

جیسے جیسے آپ کے دعویٰ اور الہام کی اشاعت ہوتی گئی مخالفت بھی پیدا ہونی شروع ہوگئی چونکہ آپ اس بنا پر اسلام کی طرف دعوت دیتے تھے کہ اسلام کی تعلیم پر عمل کر کے انسان اللہ تعالیٰ کی معرفت اور اُس کا قرب حاصل کرسکتا ہے اور اپنے تئیں بطور مثال کے پیش کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی دعاؤں کو شرف قبولیت بخشتا ہے اور آپ کو اپنے مکالمہ اور مخاطبہ سے سرفراز فرماتا ہے۔ اس لئے قادیان کے بعض غیر مسلم اصحاب نے اپنے تئیں حق کا متلاشی جتلاتے ہوئے آپ کی خدمت میں ایک خط تحریر کیا جس میں وہ آپ سے ایک ایسے نشان کے طالب ہوئے جو اپنے اندر الٰہی تائید اور قدرت نمائی کا ثبوت رکھتا ہو اور جس سے اسلام کی صداقت ثابت ہوتی ہو۔ چنانچہ آپ نے اس غرض کیلئے ایک سفر اختیار کیا اور ایک علیحدگی کے مقام پر آستانہ الٰہی پر گرکر ایک لمبا عرصہ عاجزانہ تضرعات میں صرف کیا اور جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو قبولیت کا مژدہ پہنچا تو آپ نے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو بشارت آپ کو ملی تھی اُسے شائع فرمایا۔ اس پیشگوئی کے الفاظ یہ تھے۔

”خدائے رحیم وکریم بزرگ و برتر نے جو ہر ایک چیز پر قادر ہے (جل شانہ وعز اسمہ مجھ کو اپنے الہام سے مخاطب کر کے فرمایا کہ۔

” میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں۔ اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔ سو میں نے تیری تضرعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایۂ قبولیت جگہ دی۔ اور تیرے سفر کو تیرے لئے مبارک کردیا سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر تجھ پر سلام خدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجہ سے نجات پاویں۔ اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں اور تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں اور تا وہ یقین لائیں کہ میں تیرے ساتھ ہوں اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں رکھتے اور خدا کے دین اور اُس کی کتاب اور اُس کے پاک رسول محمد مصطفیٰ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔

” سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت اور نسل ہوگا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے اُس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔ اُس کو مقدس روح دی گئی ہے اور وہ رجس سے پاک ہے وہ نور اللہ ہے مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ اُس کے ساتھ فضل ہے جو اُس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت وغیوری نے اُسے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین وفہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری اور باطنی سے پر کیا جائے گا اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ فرزند دلبند گرامی ارجمند مظہر الاول والآخر مظہر الحق والعلاء کان اللہ نزل من السماء جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اُس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اُس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھیگا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اُس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اُٹھایا جائے گا۔ وکان امراً مقضیا“۔

اس پیشگوئی میں جس بیٹے کی پیدائش کی بشارت دی گئی تھی اور جس کی بعض صفات اور کاموں کا اس میں ذکر کیا گیا تھا۔ اُس کی ولادت ۱۲ رجنوری ۱۸۸۹ء کو ہوئی۔ اُس فرزند ارجمند کا نام بشیر الدین محمود احمد رکھا گیا اور وہی جماعت احمدیہ کے موجودہ امام ہیں جن کے سوانح کا یہ مختصر خاکہ پیش کیا جارہا ہے۔

حضرت میرزا غلام احمد صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس بیٹے کی پیدائش کے ساتھ ہی جماعت احمدیہ کے قیام کا اعلان بھی فرمایا۔ گویا جماعت احمدیہ اور اس کے موجودہ امام کی پیدائش ایک ہی وقت میں ہوئی)۔

حضرت میرزا غلام احمد کا دعویٰ مسیحیت

حضرت میرزا غلام احمد صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا ان معنوں میں نہیں تھا کہ گویا جسمانی طور پر آپ وہی مسیح ہیں جو آج سے ساڑھے اُنیس صد سال قبل بنی اسرائیل میں بطور نبی مبعوث کئے گئے تھے اور نہ ان معنوں میں کہ گویا حضرت مسیح علیہ السلام کی روح تناسخ کے اصول کے مطابق آپ کے جسم کے اندر ظاہر ہوئی۔ اس قسم کے عقائد تو سراسر اسلام کی تعلیم کے خلاف ہیں۔ آپ کا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا ان معنوں میں تھا کہ بوجہ اُس کام کے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کے سپرد کیا گیا تھا۔ اور ان روحانی طاقتوں کے جو اس کام کی تکمیل کے لئے آپ کو عطا کی گئی تھیں۔ آپ کو مسیح علیہ السلام کے ساتھ اشد روحانی مشابہت اور مماثلت تھی۔ اور اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے روحانی طور پر آپ کا نام مسیح رکھا۔ آپ وہی مسیح تھے جس کے ظہور کا اُمت محمدیہ میں وعدہ تھا اور جسے مسیح موعود کے نام سے موسوم کیا گیا تھا اور آپ کا ظہور ہی حضرت مسیح علیہ السلام کی بعثت ثانیہ تھا اسی طرح آپ کا دعویٰ تھا کہ آپ مہدی اور مثیل کرشن علیہ السلام بھی ہیں اور وہی موعود ہیں جس کے آخری زمانہ میں ظاہر ہونے کے متعلق دنیا کے تمام بڑے بڑے مذاہب میں پیشگوئیاں موجود ہیں۔

آپ قرآن کریم کو اللہ تعالیٰ کا کلام اور آخری شریعت یقین کرتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو مطابق حکم قرآن کریم کے خاتم النبین یقین کرتے تھے کہ جن کی کامل پیروی کے بغیر روحانی کمالات کا حصول ناممکن ہے اور جن کی پیروی سے ہر قسم کے روحانی انعامات حاصل ہوسکتے ہیں۔ آپ کے نزدیک روحانی کمالات میں سب سے اعلیٰ درجہ بروزی نبوت کا ہے یعنی ایسی نبوت جس کے ساتھ کوئی نئی شریعت شامل نہیں اور جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اور کامل پیروی اور فرمانبرداری میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوتی ہے اور اس لحاظ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی نبوت کا بروز اور عکس اور اُس کا حصہ ہے نہ کہ کوئی نئی نبوت آپ کا دعویٰ تھا کہ اس قسم کی نبوت آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کی گئی تا کہ آپ زندہ نشانات کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر ایمان اور یقین لوگوں کے دلوں میں پیدا کریں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت اور قرآن کریم کی حقانیت اور اسلام کی سچائی ثابت کریں اور قرآن کریم اور اسلام کی وہ تعلیمیں جو اس زمانہ کے متعلق ہیں اور جو لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ ہیں الہام اور وحی کی روشنی میں دنیا پر ظاہر کریں اور اپنی پاکیزہ زندگی سے سچی اسلامی زندگی کا نمونہ قائم کریں۔

آپ کے دعاوی نے مسلم اور غیر مسلم اقوام میں مخالفت کا ایک طوفان برپا کردیا۔ چاروں طرف سے آپ کو ملامت اور بدزبانی کا نشانہ بنایا گیا اور آپ کی

اورآپ کے متبعین کی ایذا رسانی میں کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا گیا۔لیکن یہ تمام ایذائیں اور تلخیاں آپ کے عزم اور استقلال میں ایک جنبش تک پیدا نہ کرسکیں اور آپ کمال سرگرمی سے اُن مقاصد کی تکمیل میں مصروف رہے۔جن کے حصول کے لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو مامور فرمایا تھا اُن دکھوں اور تکلیفوں کے متعلق آپ کے دل کی کیفیت یہ تھی۔

کافر و ملحد و دجال ہمیں کہتے ہیں
نام کیا کیا غم ملت میں رکھایا ہم نے
گالیاں سنکے دعا دیتا ہوں اُن لوگوں کو
رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہم نے

اورفرمایا

لنا عندالمصائب یا حبیبی
رضاءٌ ثم ذوقٌ وارتیاحٌ

یعنی اللہ تعالیٰ کے رستہ میں دنیا کی طرف سے جو دکھ اور تکلیفیں ہمیں دی جاتی ہیں اُن کے متعلق تو ہماری یہ حالت ہے کہ پہلے تو ہم اُنہیں خوشی سے قبول کرتے ہیں اور پھر ہمیں اُن میں مزہ آنے لگتا ہے اور آخر ہمیں اُن میں راحت محسوس ہوتی ہے اور سچی بات تو یہ ہے کہ جو دل اللہ تعالیٰ کی محبت سے سرشار ہو اُس میں کسی اور خوف کی گنجائش نہیں رہ جاتی۔ جیسے آپ فرماتے ہیں۔

نے ترسیم از مردن چناں خوف از دل افگندیم
کہ ما مردیم ازاں روزے کہ دل از غیر برکندیم
دل و جاں در رہِ آں دلستان خود خدا کردیم
اگر جانباز ماخواہد بصد دل آرزومندیم

آپ کا تمام بھروسہ اللہ تعالیٰ پر ہی تھا اور وہی آپ کا سہارا تھا جیسے کہ آپ نے فرمایا

من درحریم قدس چراغ صداقتم
دستش محافظ است زہر باد صرصرم
اے آنکہ سوئے من بدودی بصد تبر
از باغباں بترس کہ من شاخ مثمرم

آپ نے ہر رنگ میں اُس امانت کے پہنچانے میں سعی فرمائی جو آپ کے سپرد کی گئی تھی آپ کے دن رات اسی فکر اور کوشش میں گزرتے تھے تقریر اور تحریر اشتہار اور رسالے کتب اور تصانیف۔نظم اور نثر ہر ممکن ذریعہ آپ نے اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانے کیلئے استعمال فرمایا۔اس غرض کے لئے آپ نے اسی کے قریب کتابیں اور رسالے تصنیف فرمائے۔ اکثر اُن میں سے اُردو زبان میں ہیں۔لیکن چند عربی اور فارسی زبانوں میں بھی ہیں۔ان تمام ذرائع سے آپ نے اسلام کے محاسن اور اُس کی تعلیم اور اپنے دعاوی کی متواتر تبلیغ جاری رکھی اور زبردست دلائل اور نشانات اُن کی تائید میں پیش کئے۔آپ اپنی وحی اور الہامات او کشوف اور رؤیا بھی ساتھ ساتھ شائع فرماتے۔آپ کی بہت سی پیشگوئیاں پوری ہوچکی ہیں اور باقی اپنے اپنے وقت پر پوری ہو کر آپ کی صداقت کے تازہ نشان اور ثبوت بہم پہنچاتی رہیں گی۔

آہستہ آہستہ آپ کے گرد مخلصین کی ایک جماعت جمع ہونی شروع ہوگئی جو اپنا وقت مال اور جان آپ کے مقاصد کی تکمیل کی خاطر قربان کرنے کیلئے ہر وقت تیار تھی۔علم و فضل جاہ وثروت کے لحاظ سے اس جماعت میں ہر طبقہ کے لوگ شامل تھے۔اور اگرچہ اس جماعت کی بہت بڑی کثرت مسلمان کہلانے والوں میں سے تھی لیکن بعض اُن میں سے غیر مسلم اقوام سے بھی شامل ہوئے تھے اور یہ جماعت ہندوستان تک ہی محدود نہ تھی۔آپ کی زندگی ہی میں آپ کے قائم کردہ سلسلہ کی تبلیغ بعض غیر ممالک تک بھی پہنچ چکی تھی اور ہندوستان سے باہر بھی بعض مخلصین آپ کے دعویٰ کو قبول کرکے آپ کی جماعت میں شامل ہوچکے تھے۔ افغانستان میں تو حضرت صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب جیسے جلیل القدر رئیس بزرگ اور عالم آپ کی تائید میں اپنی جان کی قربانی پیش کرکے آپ کی صداقت پر مہر لگا چکے تھے۔

آپکی وفات ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو بمقام لاہور ہوئی۔ آپ کے اشد ترین مخالفین آپ کے سلسلہ کی بڑھتی ہوئی ترقی کے مقابلہ پر اپنی ناکامی کے احساس کو اس قیاس سے ہلکا کرلیتے تھے کہ آپ کی وفات کے بعد یہ سلسلہ جسے وہ اپنے زعم میں اسلام اور مسلمانوں کے لئے سخت فتنہ بلکہ ہلاکت کا موجب خیال کرتے تھے خود بخود نیست و نابود ہو جائیگا۔آپ کی جماعت کیلئے آپکی وفات ایک زلزلہ عظیمہ تھی اور سلسلہ احمدیہ کو جو اسلام ہی کا دوسرا نام ہے کے لئے ایک ناقابل برداشت صدمہ تھی آپکی وفات سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اسلام کی سب سے بڑی ہستی اس دنیا سے رخصت ہوگئی۔

پاکیزہ عزم صمیم

اپنے مقدس باپ کی وفات کے وقت حضرت میرزا بشیرالدین محموداحمد صاحب کی عمر اُنیس سال سے کچھ اوپر تھی۔اس سانحہ عظیمہ کے وقوع ہوتے ہی پہلی بات جو آپ سے صادر ہوئی اُس سے آپ کے اُس مقصد عالیہ اور علو ہمت کا پتہ چلتا ہے۔جس کے حصول کیلئے گذشتہ چھتیس سال میں آپ ہر لحظہ کوشاں رہے ہیں اور اُس عزم اور استقلال پر اطلاع ملتی ہے جو آپ کا نمایاں خاصہ ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات ہوتے ہی آپ نے اُس پلنگ کے پاس کھڑے ہوکر جس پر حضور کا جسد مبارک تھا اللہ تعالیٰ کے حضور عہد کیا کہ آپ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیغام کو دنیا میں پہنچاتے چلے جائیں گے خواہ آپ کو اکیلے ہی اس کام کو کرنا پڑے اور ایک بھی انسان آپ کا ساتھ نہ دے پچھلے چھتیس سال کے عرصہ میں کسی لحظہ بھی آپ کے اس عزم میں تزلزل واقعہ نہیں ہوا۔ بلکہ ہر نئے دن کے چڑھنے کے ساتھ یہ عزم مضبوط تر ہوتا گیا اور آپ اس عہد کو پورے استقلال کے ساتھ نباہتے چلے جارہے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعش مبارک کو لاہور سے قادیان لے جایا گیا اور وہیں اُن کی تدفین ہوئی۔ اُس موقعہ پر جماعت کے جو افراد قادیان پہنچ سکے اُنہوں نے باتفاق رائے حضرت حاجی حکیم مولوی نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ کو جو بلاشبہ جماعت میں اپنے علم اور عرفان اور تقویٰ کے لحاظ سے سب سے ممتاز حیثیت رکھتے تھے خلیفہ منتخب کیا اور جماعت کے تمام افراد نے جہاں جہاں بھی وہ تھے آپ کی بیعت کرکے اس انتخاب کی تصدیق کی۔

حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ نہ صرف ایک فاضل اجل اور عالم بے مثل تھے بلکہ ساتھ ہی ایک نہایت اعلیٰ پایہ کے طبیب بھی تھے اور کئی سال تک مہاراجہ صاحب جموں وکشمیر کے دربار میں شاہی طبیب رہ چکے تھے۔ آپ کا مطالعہ نہایت وسیع تھا اور آپ حلم اور دانشمندی کی چلتی پھرتی تصویر تھے۔آپ کے احسان اور خیرات کی کوئی حد بندی نہ تھی وہ لوگ بھی جو جماعت میں شامل نہیں تھے آپ کو نہایت احترام کی نگاہ سے دیکھتے تھے آپ نے امور سلسلہ کا انتظام نہایت حزم اور دانشمندی سے فرمایا۔ اور اعلیٰ درجہ کے روحانی پیشوا ثابت ہوئے۔

آپ کی خلافت کے زمانہ کے آخر میں بعض ایسے آثار ظاہر ہونے شروع ہوگئے جن سے مترشح ہوتا تھا کہ جماعت کا ایک قلیل حصہ اس نظام پر مطمئن نہیں۔ جس کے ماتحت جماعت کی روحانی اور اخلاقی ہدایت اور راہنمائی اور انتظامی امور کی سرانجام دہی کی ذمہ داری ایک فرد واحد یعنی واجب الاطاعت خلیفہ کے سپرد ہو خواہ وہ تدبیر اور تقویٰ کے اعلیٰ سے اعلیٰ مدارج کا مالک ہو۔ ان لوگوں کا خیال تھا کہ اُن تمام امور کی آخری ذمہ داری صدر انجمن احمدیہ کے سپرد ہونی چاہیئے اور خلیفہ کو انجمن کی زیر نگرانی کام کرنا چاہیئے حضرت خلیفہ اوّلؓ نے بار بار اس نظریہ کی تردید فرمائی اور اسکے نقصانات اور خطرات سے جماعت کو آگاہ فرمایا اور اگرچہ اُسوقت معلوم ہوتا تھا کہ یہ تحریک دب گئی ہے اور یہ خیالات مٹ گئے ہیں لیکن بعد کے حالات نے ثابت کردیا کہ سطح کے نیچے یہ خیالات اپنا زہر پھیلاتے چلے جارہے تھے اس رو کے محرک اور مؤید چند ایسے اشخاص تھے جن کی طبائع پر ایک طرف تو عام مغربی سیاسی خیالات کا غلبہ تھا اور دوسری طرف عام مسلمان طبقہ میں جو ابھی تک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعاوی کو قبول کرنے کیلئے تیار نہیں تھا۔ ہردلعزیز بننے کی خواہش تھی۔

حضرت میرزا بشیرالدین محموداحمد صاحب کی تعلیم اور آپ کے عہد نوجوانی کے مشاغل دینیہ

حضرت میرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب اس زمانہ میں اپنی تعلیم کی تکمیل میں مصروف تھے۔ ابتدا میں آپ نے چند سال تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان میں تعلیم حاصل کی تھی۔لیکن امتحانات وغیرہ کے معیار کے لحاظ سے آپ نے سکول میں کوئی نمایاں کامیابی حاصل نہیں کی بلکہ یہ کہنا درست ہوگا کہ آپ اس تمام عرصہ میں شاید ایک امتحان بھی پاس نہیں کرسکے مدرسہ کے اساتذہ سال بسال آپ کو رعایتاً اگلی جماعت میں ترقی دے دیتے تھے اور اس طرح آپ سکول کی آخری جماعت تک پہنچ گئے لیکن یونیورسٹی کے امتحان میں ناکام رہنے سے آپ کی تعلیم کا یہ رسمی باب ختم ہوگیا۔ شاید اس طرح اللہ تعالیٰ کو اپنے اُس کلام کی غیر معمولی عظمت کا اظہار مقصود تھا کہ وہ علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائیگا۔تا دنیا پر یہ ظاہر ہو کہ اُس کی تعلیم کے ناقص رہنے کے باوجود بانئے سلسلہ احمدیہ کے موعود فرزند نے ظاہری اور باطنی علوم میں کتنا کمال حاصل کیا جو دنیا بھر کے ظاہری اور باطنی عالموں کیلئے محیر العقول ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیات طیبہ کے آخری حصہ میں اور خلافت اولیٰ کے زمانہ میں آپ کی توجہ تمام تر قرآن کریم اور دیگر علوم اسلامیہ کے مطالعہ میں لگی ہوئی تھی۔ اور آپ کی تعلیم کے نگران اعلیٰ خود حضرت خلیفہ اوّلؓ تھے۔

اُس زمانہ میں آپ کے اوقات کا اکثر حصہ مطالعہ میں صرف ہوتا تھا اور جماعت کے سامنے آنے کے مواقع آپ کیلئے بہت کم تھے لیکن پھر بھی آپ کی ہر حرکت وسکون اس امر پر شاہد تھی کہ آپ اپنی زندگی کے ہر لحظہ کو سلسلہ احمدیہ کے مقاصد کی تکمیل کیلئے وقف کئے ہوئے ہیں۔

انہی ایام میں آپ نے ایک ماہوار رسالہ بنام تشحیذ الاذہان جاری کیا جس میں دینی عقائد اور مسائل پر خالص علمی نقطہ نگاہ سے بحث کی جاتی تھی۔ ایک نوجوان کیلئے جو اپنی عمر کے لحاظ سے مدرسہ کے طالب علموں کے درجہ میں شمار ہوتا تھا ایک ایسے رسالہ کا جاری کرنا چھوٹا منہ بڑی بات والی مثال سمجھی جاسکتی تھی۔ لیکن آپ کی اُس زمانہ کی تحریرات بھی اس قدر وسیع مطالعہ اور گہرے فکر کی شہادت دیتی ہیں جو حیرت میں ڈالنے والے ہیں۔

۱۹۱۳ء میں آپ نے اخبار الفضل کا اجراء کیا جو ابتدا میں ہفتہ میں دوبار شائع ہوتا تھا۔اور کچھ عرصہ بعد روزانہ شائع ہونے لگا اور اس وقت سلسلہ احمدیہ کے اخبارات میں سب سے ممتاز حیثیت رکھتا ہے۔ جب تک اس اخبار کی ادارت آپ کے اپنے ہاتھ میں تھی اُس میں بعض مقررہ موضوعات مثلاً سیرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسلامی تعلیم وعقائد۔ تاریخ اسلام سلسلہ احمدیہ کی خصوصیات وغیرہ پر باقاعدہ مضمون شائع ہوتے تھے۔ اور اس تمام عرصہ میں ہر پہلو سے اس کا معیار صحافت نہایت ہی بلند تھا۔

اسی دوران میں آپ نے ایک انجمن بھی قائم کی جس کا نام انجمن انصار اللہ رکھا گیا۔اس کے قیام کی

باقی صفحہ (23) پر ملاحظہ فرمائیں

عالم اسلام کیلئے سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کے کارہائے نمایاں

محمد حمید کوثر۔ ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد تعلیم القرآن وقف عارضی

قرآن مجید اور احادیث کے مطالعہ سے اس حقیقت کا علم ہوتا ہے کہ سیدنا حضرت محمد مصطفی ﷺ سے پہلے جتنے بھی انبیاء و رسول و مرسلین آئے وہ ایک محدود قوم یا علاقہ یا زمانہ کیلئے آئے لیکن آنحضرت ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا جیسا کہ فرمایا وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (الانبیاء ۲۸)

نیز تمام بنی نوع انسان کے لئے بھیجا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو مخاطب کرکے فرمایا قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا (الاعراف ۱۶)

اللہ تعالیٰ نے موجودہ زمانہ میں سیدنا حضرت مسیح موعود بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام (۱۸۳۵۔۱۹۰۸ء) کو احیاء اسلام اور شریعت محمدیہ کے قیام کیلئے بھیجا اور آپ کی بعثت کے ذریعہ سورہ جمعہ میں مذکور پیشگوئی پوری ہوئی۔ اب لازمی بات ہے کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلفاء کرام کا فیض و رحمت بھی کسی خاص قوم یا مذہب یا ملک یا طبقہ یا علاقہ تک مخصوص و محدود نہ تھا بلکہ دنیا کی تمام اقوام و شعوب ان سے فیض یاب ہوئیں اور ہو رہی ہیں۔ آپ کے ذریعہ بہت سی قوموں کی اسیریاں و غلامیاں ختم ہوئیں اور اُن کی زندگیوں کا دور جدید شروع ہوا۔ انہوں نے بھی آپ کی طرف سے تقسیم ہونیوالی رحمتوں سے کسی نہ کسی رنگ میں وافر حصہ پایا۔

جیسا کہ لفظ مصلح موعود سے ظاہر ہے کہ ایسا اصلاح کرنے والا انسان جس کا وعدہ دیا گیا تھا۔ قدیم صحیفوں اور قرآن مجید و احادیث بزرگان اُمت کی پیشگوئیوں میں جہاں مسیح و مہدی کی بعثت کا ذکر ملتا ہے وہاں ساتھ ہی آپ کے بیٹے "مصلح موعود" کا ذکر بھی کسی نہ کسی شکل و مفہوم میں ملتا ہے۔ اور تاریخ احمدیت سے یہ بات واضح و ثابت ہے کہ سیدنا المصلح الموعود نے جس طرح بنی نوع انسان کی اصلاح فرمائی اور اُن کی اصلاح کے لئے جو بنیادیں قائم کیں اور جو اصول و قواعد مرتب فرمائے۔ اور جماعت احمدیہ کے ہر طبقہ کی جس طرح اصلاح و تربیت فرمائی وہ قیامت تک تمام بنی نوع انسان کی اصلاح کیلئے ضروری ہے۔

سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کی کس طرح اور کس رنگ میں خدمت فرمائی اس کی ابتداء ہم برصغیر کے ایک حساس خطہ کے باشندوں سے کرتے ہیں۔ تاریخ بتاتی ہے کہ 1846ء میں انگریزوں نے ڈوگرہ خاندان کے مہاراجہ گلاب سنگھ کے ہاتھ کشمیر کو پچھتر لاکھ کے عوض فروخت کردیا۔ اس کے بعد وہاں ایسے حالات پیدا ہوئے کہ جس کے نتیجہ میں مسلمان بدترین مظالم کا پہلا نشانہ بنے زندگی کی ادنیٰ اور معمولی خوشیوں اور مسرتوں سے بھی یکسر محروم کر دیئے گئے۔ سیدنا حضرت المصلح الموعودؓ جولائی 1919ء میں پہلی بار کشمیر تشریف لے گئے۔ اس سفر میں ایک واقعہ ایسا پیش آیا جس نے آپ کے دل میں اہل کشمیر کی دردناک اور قابل رحم حالت کا نقش ایسا گہرا جما دیا جسے آپ فراموش نہ کرسکے۔ آپ نے اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔

"1909ء میں میں کشمیر گیا تو ایک مقام سے چلتے وقت میں نے تحصیلدار سے کہا کہ ہمارے لئے کسی مزدور کا انتظام کردیا جائے۔ اس نے رستہ میں سے ایک شخص کو پکڑ کر ہمارے پاس بھیج دیا کہ اس کے سر پر اسباب رکھوا دیں۔ ہم نے اسے سامان دے دیا مگر ہم نے دیکھا کہ وہ راستہ میں بار بار ہائے ہائے کرتا رہا آخر ایک جگہ پہنچ کر اس نے تھک کر ٹرنک نیچے رکھ دیا۔ میں نے اس کی یہ حالت دیکھی تو مجھے بڑا تعجب ہوا اور میں نے اس سے کہا کہ کشمیری تو بہت بوجھ اٹھانے والے ہوتے ہیں۔ تم سے یہ معمولی ٹرنک بھی نہیں اٹھایا جاتا۔ وہ کہنے لگا میں مزدور نہیں ہوں میں تو زمیندار ہوں۔ اپنے گاؤں کا معزز شخص ہوں۔ اور دولہا ہوں جو برات میں جارہا تھا کہ مجھے راستہ میں تحصیلدار نے پکڑ لیا اور اسباب اٹھانے کیلئے آپ کے پاس بھیج دیا۔ میں نے اسی وقت اُسے چھوڑ دیا کہ تم جاؤ ہم کوئی اور انتظام کرلیں گے"۔ (تاریخ احمدیت جلد پنجم صفحہ ۹۳)

چنانچہ اس کے کچھ عرصہ بعد سیدنا المصلح الموعودؓ نے کشمیر کے مسلمانوں کو ان کے مسلوب انسانی حقوق دلوانے کی ان تھک کوششیں شروع کردیں آپ نے متفرق مسلمان لیڈروں کے نام تاریں بھجوائیں خطوط لکھوائے کہ ہمیں اس بارے میں کشمیریوں کی امداد کیلئے کچھ اقدام کرنا چاہئے۔ ان لیڈروں میں ہندوستان کے مشہور شاعر اور فلسفی ڈاکٹر سر محمد اقبال اور دہلی کے نامور سجادہ نشین خواجہ حسن نظامی صاحب اور دوسرے مسلمان لیڈر شامل تھے۔ چنانچہ تجویز ہوئی کہ شملہ میں ایک میٹنگ کرکے غور کیا جائے کہ کیا کرنا مناسب ہوگا۔ اس میٹنگ کیلئے 25 اگست 1931ء کی تاریخ مقرر ہوئی۔ جب حضرت المصلح الموعودؓ شملہ تشریف فرما ہوئے اور مجوزہ میٹنگ ہوئی تو آپ نے مسلمان لیڈروں کو بہت پژمردہ اور مایوس پایا اور اکثر لوگوں کی زبان سے یہی فقرہ سنا کہ حالات بہت خراب ہیں اور کچھ ہوتا نظر نہیں آتا۔ حضرت المصلح الموعودؓ کے زور دینے پر کہ بہرحال کچھ کرنا چاہئے ان اصحاب نے اپنے گلے سے بوجھ اتارنے کیلئے کہہ دیا کہ اچھا اگر آپ کو کچھ امید ہے تو ایک کمیٹی بنادی جائے اور آپ اس کے صدر بن جائیں اور پھر اس معاملہ میں جو کچھ ہوسکتا ہو وہ کیا جائے۔ آپ نے فرمایا کہ میرا صدر بننا مناسب نہیں کیوں کہ یہ سب مسلمانوں کا مسئلہ ہے میرے آگے ہونے سے خواہ مخواہ بعض حلقوں میں فرقہ وارانہ سوال پیدا ہوجائے گا اور کام کو نقصان پہنچے گا۔ اس لئے کوئی اور صاحب صدر بنیں۔ اور میں ان کے ساتھ کام کرنے کیلئے تیار ہوں۔ مگر چوں کہ مسلمان لیڈر بالکل مایوس ہورہے تھے ان میں سے ہر شخص نے صدر بننے سے انکار کیا اور آپ کو کمیٹی کا صدر بنادیا گیا۔ چونکہ حضرت مصلح موعودؓ سے خدا تعالیٰ نے اسیروں کی رستگاری کا کام لینا تھا اسلئے آپ کیطرف سے اس کام میں ہاتھ پڑتے ہی دن بدن حیرت انگیز تغیرات ہونے لگے اور خدا نے آپکو ہر قدم پر ایسی معجزانہ کامیابی عطا فرمائی کہ چند ماہ کے قلیل عرصہ میں ہی ریاست میں تبدیلی کے آثار نمایاں ہونے لگے۔

حضرت المصلح الموعودؓ کی طرف سے مسلمانوں کی خدمت کا دوسرا واقعہ جو خاکسار نے اس مضمون میں ذکر کرنے کے لئے منتخب کیا ہے اسکا تعلق صوبہ یوپی سے ہے۔

قارئین کرام یہ حقیقت اپنوں اور غیروں پر یکساں عیاں اور واضح ہے کہ اسلام ہر انسان کو اس بات کی آزادی دیتا ہے کہ وہ اپنی مرضی اور ارادہ سے جو مذہب یا دین یا مسلک چاہے اختیار کرے۔ لیکن کسی دوسرے انسان یا طبقہ یا گروہ یا حکومت کو یہ حق نہیں دیتا کہ وہ کسی انسان کا مذہب زور زبردستی سے تبدیل کروائے چنانچہ قرآن مجید کا اس سلسلہ میں واضح ارشاد ہے "لا اکراہ فی الدین" (البقرہ ۲۵۷) دین کے معاملہ میں کسی قسم کا جبر جائز نہیں۔ بیسویں صدی کے دوسرے اور تیسرے دھاکے میں ہندوستان کے بعض صوبوں میں اور خاص طور پر یوپی میں بعض غیر مسلموں کی طرف سے ایک تحریک چلائی گئی جو کہ شدھی کے نام سے معروف ہے اس تحریک کے ذریعہ اپنے دین سے ناواقف کمزور جاہل مسلمانوں کو اسلام سے ارتداد کی ترغیب و تحریص دلائی گئی۔ چنانچہ ہزاروں اس رو میں بہ گئے اور بہتے چلے جارہے تھے اور اگر یہ سلسلہ جاری رہتا۔ تو شاید ہندوستان کے بعض صوبہ جات سے مسلمانوں کا صفایا ہوگیا ہوتا۔ حضرت المصلح الموعودؓ نے ۷ مارچ 1923ء کو اعلان فرمایا کہ جماعت احمدیہ فتنہ ارتداد کے خلاف جہاد کا علم بلند کرنے کی غرض سے ہر قربانی کیلئے تیار ہو جائے اس کے بعد 9 مارچ 1923ء کو خطبہ جمعہ میں تحریک فرمائی کہ فتنہ ارتداد کے مٹانے کیلئے فی الحال ڈیڑھ سو احمدی سرفروشوں کی ضرورت ہے جو اپنے اور اپنے لواحقین کی معاش کا فکر کرکے میدان عمل میں آجائیں چنانچہ آپ نے فرمایا۔

"اس اسکیم کے ماتحت کام کرنے والوں کو ہر ایک اپنا کام آپ کرنا ہوگا کھانا آپ پکانا پڑے گا تو پکائیں گے اگر جنگل میں سونا پڑے تو سوئیں گے جو محنت اور مشقت کو برداشت کرنے کیلئے تیار ہیں وہ آئیں ان کو اپنی عزت اپنے خیالات قربان کرنے پڑیں گے ایسے لوگوں کی محنت باطل نہیں جائے گی۔ ننگے پیروں چلیں گے جنگلوں میں سوئیں گے خدا ان کی اس محنت کو جو اخلاص سے کی جائے گی ضائع نہیں کرے گا۔ اسی طرح جنگلوں میں ننگے پیروں پھرنے سے ان کے پاؤں میں جو سختی پیدا ہوجائے گی وہ حشر کے دن جب پل صراط سے گزرنا ہوگا ان کے کام آئے گی مرنے کے بعد ان کو جو مقام ملے گا وہ راحت و آرام کا مقام ہوگا۔ اور یہ وہ مقام ہوگا جہاں رہنے والے نہ بھوکے رہیں گے نہ پیاسے یہ چند دن کی بھوک اور چند دن کی پیاس اس انعام کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں۔

(الفضل ۱۵ مارچ ۱۹۲۳ء)

حضرت المصلح الموعودؓ نے ایک طرف جماعت کو میدان جہاد میں آنے کی ہدایت و نصیحت فرمائی تو دوسری طرف مسلمانان ہند کو متحدہ کام کرنے کی دعوت دیتے ہوئے فرمایا۔

"جب تک ایک لمبی اور باقاعدہ جنگ نہ کی جائے گی (سعی اور تبلیغ کی نہ کہ تلوار کی) اس وقت تک ان علاقوں میں کامیابی کی امید رکھنا فضول ہے اس کام پر روپیہ بھی کثرت سے خرچ ہوگا غیر مسلم اپنی پرانی کوششوں کے باوجود دس لاکھ روپیہ کا مطالبہ کررہے ہیں مسلمانوں کو نیا کام شروع کرنا ہے ان کیلئے بیس لاکھ روپیہ کی ضرورت ہے"۔

اس اعلان کے ساتھ ہی حضورؓ نے اپنی طرف سے پیشکش فرمائی کہ اگر دوسرے لوگ بقیہ رقم مہیا کرلیں تو ہم پچاس ہزار روپیہ یعنی کل رقم کا چالیسواں حصہ اس کام کے لئے جمع کریں گے۔ علاوہ ازیں میں وعدہ کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی توفیق کے ماتحت ہماری جماعت تیس آدمی تبلیغ کا کام کرنے کیلئے دے گی جن کے اخراجات وہ موعودہ رقم میں سے خود برداشت کریگی۔ اور میں یہ بھی وعدہ کرتا ہوں کہ اگر زیادہ آدمیوں کی ضرورت ہوئی تو ہماری جماعت انشاء اللہ سینکڑوں تک ایسے آدمی مہیا کردے گی جو تبلیغ کا عمر بھر کا تجربہ رکھتے ہوں گے۔

حضور نے یہ دعوت دیتے ہوئے دوسری مسلمان کہلانے والی تمام جماعتوں (اہل حدیث حنفی شیعہ) کے سربرآوردہ اصحاب کو توجہ دلائی کہ وہ اس موقعہ کی نزاکت کو سمجھیں اور اسی نسبت سے اپنے لوگوں کی طرف سے مطلوبہ رقم فوراً اعلان کرکے ایک مقام پر جمع ہوں تا کام کی تفصیل اور انتظام پر غور کیا جائے اب چھوٹی چھوٹی باتوں پر اپنا وقت ضائع کرنے کا وقت نہیں کام کا وقت ہے۔

حضرت المصلح الموعودؓ کی اس دعوت اور فراخ دلانہ پیشکش پر اخبار ہمدم نے لکھا "جماعت احمدیہ کے جوش و ایثار کو دیکھتے ہوئے ان کی طرف سے پچاس

ہزار بلکہ اُس سے زیادہ روپیہ اس غرض یعنی انسداد ارتداد کے لئے فراہم ہوسکنے کا قریب قریب یقین و اعتماد ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ دیگر مسلمانوں سے ساڑھے انیس لاکھ تو کجا ایک لاکھ روپیہ بھی حالات موجودہ میں چند ہفتہ کے اندر جمع ہوجانے کی قوی تو کیا معمولی امید بھی اُن طریقوں سے نہیں باندھ سکتے۔ (ہمدم ۱۸ مارچ ۱۹۲۳ء)

حضرت المصلح الموعودؓ کی انتھک اور غیر معمولی کوششوں اور مساعی جمیلہ کی برکت سے چند ماہ میں ہی ارتداد کی رو قطعی طور پر رک گئی نہ صرف ارتداد کا سلسلہ بند ہوگیا بلکہ جو لوگ پہلے مرتد ہوچکے تھے انہیں بھی آہستہ آہستہ اسلام میں لاکر حق کا جھنڈا بلند کیا گیا اکثر مقامات پر غیر مسلم واعظ و مذہبی راہنما مقابلہ ترک کرکے میدان خالی کر گئے اس طرح لاکھوں مسلمان ارتداد کے جہنم سے بچا لئے گئے۔ حضرت المصلح الموعودؓ کی طرف سے مسلمانوں کی اس سے زیادہ اور کیا خدمت ہوسکتی تھی۔ چنانچہ اس موقعہ پر مسلمانوں کی طرف سے جماعت احمدیہ کو مندرجہ ذیل الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا گیا۔

۱۔ اخبار زمیندار لاہور ۱۸ اپریل ۱۹۲۳ء نے لکھا:۔

''احمدی بھائیوں نے جس خلوص جس ایثار جس جوش اور جس ہمدردی سے اس کام میں حصہ لیا ہے وہ اس قابل ہے کہ ہر مسلمان اس پر فخر کرے''۔

۲۔ اخبار ہمدم لکھنؤ ۶ اپریل ۱۹۳۲ء نے لکھا:۔

قادیانی جماعت کی مساعی حسنہ اس معاملہ میں بے حد قابل تحسین ہیں اور دوسری اسلامی جماعتوں کو بھی انہی کے نقش قدم پر چلنا چاہئے''۔

۳۔ اخبار وکیل امرتسر ۳ مئی ۱۹۲۳ء نے اپنے اداریہ میں لکھا ہے ''احمدی جماعت کا طرز عمل اس بات میں نہایت قابل تعریف ہے۔ جو باوجود چھیڑ چھاڑ کے محض اس خیال سے کہ اسلام چشم زخم سے محفوظ رکھا جائے ان خانہ جنگیوں کے انسداد کی طرف خود مسلمانوں کے لیڈروں کو توجہ دلاتے ہیں اور ہر طرح کام کرنے کو تیار ہیں ہم علی وجہ البصیرت اعلان کرتے ہیں کہ قادیان کی احمدی جماعت بہترین کام کر رہی ہے۔

۴۔ دیوسماجی اخبار ''جیون تت'' لاہور نے لکھا:۔

''ملکانہ راجپوتوں کی شدھی کی تحریک کو روکنے اور اسلامی مت کا پرچار کرنے کیلئے احمدی صاحبان خاص جوش کا اظہار کر رہے ہیں۔ چند ہفتے ہوئے قادیانی فرقہ کے لیڈر مرزا محمود احمد صاحب نے ڈیڑھ سوایسے کام کرنے والوں کیلئے اپیل کی تھی جو تین ماہ کیلئے ملکانوں میں جاکر مفت کام کرنے کیلئے تیار ہوں جو اپنا اور اپنے اہل وعیال کا وہاں کے کرایہ وغیرہ کا کل خرچہ برداشت کرسکیں۔ اور انتظام میں جس لیڈر کے ماتحت جس کام پر انہیں لگایا جاوے اُسے وہ خوشی خوشی کرنے کیلئے تیار ہوں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس اپیل پر چند ہفتوں کے اندر چار سو سے زیادہ درخواستیں ان شرائط پر کام کرنے کیلئے موصول ہوچکی ہیں۔ اور تین پارٹیوں میں 190 احمدی صاحبان آگرہ کے علاقہ میں پہنچ چکے ہیں۔ اور بہت سرگرمی سے ملکانوں میں اپنا پرچار کررہے ہیں اس نئے علاقہ کے حالات معلوم کرنے کیلئے ان میں سے بعض نے جن میں گریجویٹ نوجوان بھی شامل تھے اپنے بسترے کندھوں پر رکھ کر اور تیز دھوپ میں پیدل سفر کرکے سارے علاقہ کا دورہ کیا ہے۔ (اخبار جیون تت لاہور ۲۴ اپریل ۱۹۲۳ء)

برصغیر کے واقعات میں سے ان دو واقعات کے ذکر کے بعد اب ایک واقعہ شرق اوسط کے واقعات سے تحریر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

اوائل 1924ء میں انگلستان کے مشہور ویمبلے نمائش کے سلسلہ میں سوشلسٹ لیڈر مسٹر ولیم لافٹس ہیر نے یہ تجویز پیش کی کہ اس عالمی نمائش کے ساتھ ساتھ ایک مذاہب کانفرنس بھی منعقد کی جائے جس میں برطانوی مملکت کے مختلف مذاہب کے نمائندوں کو دعوت دی جائے کہ وہ اس کانفرنس میں شریک ہوکر اپنے اپنے مذہب کے اصولوں پر روشنی ڈالیں۔ چنانچہ کانفرنس کے منتظمین کی طرف سے سیدنا المصلح الموعودؓ کی خدمت میں شمولیت کی درخواست کی گئی اور حضرت حافظ روشن علی صاحب کو بھی ساتھ لانے کی درخواست کی گئی تاکہ وہ تصوف کی نمائندگی کرسکیں۔

یہ دعوت نامہ قادیان پہنچا تو حضرت المصلح الموعودؓ نے ۱۶ مئی ۱۹۲۴ء کو بعد نماز عصر ایک مجلس شوریٰ بلائی اور بعد دُعا و استخارہ و مشورہ آپ نے سفر انگلستان کا فیصلہ فرمایا۔ حضور مورخہ 12 جولائی 1924ء کو قادیان سے روانہ ہوکر 15 جولائی 1924 کو بذریعہ بحری جہاز ممبئی سے روانہ ہوئے۔ 29 جولائی کو مصر کی بندرگاہ پورٹ سعید پہنچے دو دن قاہرہ میں قیام کے بعد بیت المقدس (فلسطین) تشریف لے گئے وہاں کے حالات کا جائزہ لیا اور عرب لیڈروں کو یہودی خطرہ سے متنبہ فرمایا اور واضح الفاظ میں بتایا کہ اگر مسلمانوں نے اسلام کی طرف صحیح معنوں میں رجوع نہ کیا تو ارض مقدسہ اِن کے ہاتھوں سے نکل جائے گی۔ چنانچہ حضرت المصلح الموعودؓ کے اپنے الفاظ ذیل میں درج ہیں۔

''وہاں کے بڑے بڑے مسلمانوں سے میں ملا ہوں میں نے دیکھا وہ مطمئن ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یہودیوں کے نکالنے میں کامیاب ہوجائیں گے مگر میرے نزدیک ان کی رائے غلط ہے۔ یہودی قوم اپنے آبائی ملک پر قبضہ کرنے پر تلی ہے۔ قرآن شریف کی پیشگوئیاں اور حضرت مسیح موعودؑ کے بعض الہامات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہودی ضرور اس ملک میں آباد ہونے میں کامیاب ہوجائیں گے۔

پس میرے نزدیک مسلمان روسا کا یہ اطمینان بالآخران کی تباہی کا موجب ہوگا''

(تاریخ احمدیت جلد پنجم صفحہ ۴۱۰)

اے کاش کہ عرب مسلمان ایک برگزیدہ کے اس انتباہ کو سمجھ جاتے اور خدا تعالیٰ سے صلح کرتے اور دین اسلام کی طرف لوٹ آتے اور جو تجاویز و خدمات حضرت المصلح الموعودؓ نے اس خطرناک مسئلہ کے حل کیلئے پیش کی تھیں اگر اس پر عمل کیا جاتا تو وہ نتیجہ نہ برآمد ہوتا۔ جو 1948ء میں یہودی اسٹیٹ کی شکل میں معرض وجود میں آیا۔

اس کے بعد بھی حضرت المصلح الموعودؓ نے ایک معرکۃ الآراء مضمون الکفر ملۃ واحدہ کے نام سے تحریر فرمایا۔ تمام مسلمانانِ عالم کو اپنے آپسی اختلافات ختم کرکے ایک پلیٹ فارم پر جمع ہوکر اس خطرہ کا مقابلہ کرنے کی تلقین کی۔ (سوریہ شام) کے ریڈیو نے اس مضمون کا خلاصہ نشر کیا۔ متعدد عرب اخبارات نے اس پر شاندار الفاظ میں تبصرے لکھے۔ چنانچہ اخبار ''الشوریٰ'' نے اپنے ۱۸ / جون ۱۹۴۸ء کے پرچہ میں ایک عربی نوٹ لکھا جس کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

''ہمیں ایک ٹریکٹ ملا جو بغداد میں چھپا ہے جس میں حضرت مرزا محمود احمد امام جماعت احمدیہ قادیان کے ایک پرجوش خطبہ کا ذکر کیا گیا ہے۔ جو انہوں نے نام نہاد اسرائیلی حکومت کی تشکیل کے اعلان کے بعد لاہور میں پڑھا۔ اس خطبہ کا عنوان ہے الکفر ملۃ واحدۃ جن اصحاب نے یہ مفید ٹریکٹ شائع کیا ہے ہم اُن کی اسلامی غیرت اور اسلامی مساعی پر شکریہ ادا کرتے ہیں''۔ (تاریخ احمدیت جلد ۱۲ صفحہ ۳۹۳)

حضرت مصلح موعودؓ کے مشوروں اور ہدایات کے مطابق حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ نے یہ مسئلہ اقوام متحدہ کے اجلاس میں پیش کیا۔ اس پر بہت سے عرب ممالک کے سربراہوں نے حضرت چوہدری صاحب کی تعریف کی اور شکریہ ادا کیا۔ ان کو خاص اعزاز سے نوازا (مضمون کا اختصار اس ساری تفصیل کو یہاں بیان کرنے کی اجازت نہیں دیتا)

اب بھی اگر مسلمانان عالم حضرت امام مہدی علیہ السلام پر ایمان لائیں اور اُن کی جماعت میں شامل ہوں ان کے خلیفہ وقت کی اطاعت کریں تو اللہ تعالیٰ حالات بدلنے پر قادر ہے چنانچہ ۲۰ مارچ ۱۹۵۸ء کی تفسیر کبیر کی جلد پنجم شائع ہوئی۔ اسمیں سورۃ الانبیاء کی تفسیر میں حضرت المصلح الموعودؓ نے مسلمانوں کو بشارت اور تسلی دیتے ہوئے فرمایا۔

''ان الارض یرثھا عبادی الصالحون کا حکم موجود ہے مستقل طور پر فلسطین عبادی الصالحون کے ہاتھ میں رہے گی۔ سو خدا تعالیٰ کی عباد الصالحون محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کے لوگ لازماً اس ملک میں جائیں گے۔ نہ امریکہ کے ایٹم بم کچھ کرسکتے ہیں اور نہ ایچ بم کچھ کرسکتے ہیں۔ نہ روس کی مدد کچھ کرسکتی ہے یہ خدا کی تقدیر ہے یہ تو ہوکر رہنی ہے چاہے دُنیا کتنا زور لگالے''

اس کے علاوہ حضرت مصلح موعودؓ نے مسلمانوں کی بہار اور کلکتہ میں فسادات کے موقعہ پر ہر طرح سے مدد فرمائی۔ ڈاکٹر ومعالج بھجوائے۔ چندہ جمع کرکے ان کی خوراک ورہائش کا انتظام فرمایا۔

جہاں کہیں قدرتی آفات نازل ہوتیں عام بنی نوع انسان اور مسلمانوں کی خاص طور پر بھرپور خدمت فرمائی۔ (اس مختصر مضمون میں تفصیل بیان کرنے کی گنجائش نہیں ۔

آخر میں مولانا محمد علی جوہر کی رائے پر اس مضمون کو ختم کرتا ہوں انہوں نے اپنے اخبار ہمدرد دہلی مورخہ 26 ستمبر 1927ء میں تحریر فرمایا۔

''ناشکرگزاری ہوگی کہ جناب مرزا البشیر الدین محمود احمد صاحب اور ان کی منظم جماعت کا ذکر ان سطور میں نہ کریں۔ جنہوں نے اپنی تمام تر توجہات بلا اختلاف عقیدہ تمام مسلمانوں کی بہبودی کیلئے وقف کردی ہیں۔ یہ حضرات اس وقت تک اگر ایک جانب مسلمانوں کی سیاست میں دلچسپی لے رہے ہیں تو دوسری طرف مسلمانوں کی تنظیم وتجارت میں بھی انتہائی جدوجہد سے منہمک ہیں۔ اور وہ وقت دُور نہیں جبکہ اسلام کے اس منظم فرقہ کا طرز عمل سواد اعظم اسلام کیلئے بالعموم اور اُن اشخاص کیلئے بالخصوص جو بسم اللہ کے گنبدوں میں بیٹھ کر خدمت اسلام کے بلند بانگ و درباطن ہیچ دعاوی کے خوگر ہیں مشعل راہ ثابت ہوگا''۔

اک وقت آئے گا کہ کہیں گے تمام لوگ
ملت کے اس فدائی پر رحمت خدا کرے

شریف جیولرز
ربوہ
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
پروپرائیٹر حنیف احمد کامران۔ حاجی شریف احمد ربوہ
0092-4524-214750 فون ریلوے روڈ
0092-4524-212515 فون اقصیٰ روڈ ربوہ پاکستان

نونیت جیولرز
NAVNEET JEWELLERS
الیس اللہ بکاف عبدہ
Manufacturers of :
All Kinds of Gold and Silver Ornaments
احمدیہ بھائیوں کیلئے خاص تحفہ یہاں
چاندی وسونے کی انگوٹھیاں بھی دستیاب ہیں
Main Bazar Qadian (Pb.) Ph. (s) 220489 (R) 220233

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے دور میں جماعت احمدیہ کی انتظامی وسعت

محمد یوسف انور استاد جامعہ احمدیہ قادیان

سیدنا حضرت المصلح الموعودؓ کا عظیم وجود اور دلربا شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں آپ کو خدا نے ان تمام صفات کاملہ سے متصف کیا تھا جن کا ذکر پیش گوئی مصلح موعودؓ میں ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانی جماعت احمدیہ کو خدا نے اس وجود کے بارہ میں ولادت سے قبل بار بار یہ عظیم الشان خوشخبری دی تھی کہ تجھے ایک عظیم فرزند دیا جائیگا جو کہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری اور باطنی سے پر کیا جائے گا۔

ولادت مصلح موعودؓ

یہ بابرکت وجود خدائی وعدہ اور پیش گوئی کے مطابق ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کے گھر پیدا ہوا بے انتہا برکتیں ہوں اس پاک وجود پر جس کی سیرت پاک کے ایک پہلو پر آج خاکسار کچھ تحریر کرے گا۔ یوں تو حضرت مصلح موعودؓ کی سیرت کا ہر پہلو بہت وسعت رکھتا ہے اور ہر پہلو پر ایک کتاب لکھی جاسکتی ہے۔ لیکن اس موقعہ پر **خاکسار مندرجہ بالا عنوان کے پیش نظر اس پر کچھ روشنی** ڈالے گا۔

نظامِ جماعت احمدیہ کی تشکیل و ترویج

۔اس سلسلے میں جماعت احمدیہ کے چوتھے خلیفہ حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

بحیثیت امام جماعت احمدیہ ابتدائے خلافت ہی سے آپؓ کی توجہ جماعتی نظام کو اس طرح مستحکم کرنے کی طرف لگی ہوئی تھی کہ خلافت راشدہ اسلامیہ کو جن خطرات کا سامنا کرنا پڑا۔ اگر دوبارہ اس قسم کے خطرات خلافتِ احمدیہ کو درپیش ہوں تو جماعت ان کا کامیابی کے ساتھ مقابلہ کرسکے۔ علاوہ ازیں قوموں کی ترقی اور تنزل کے اسباب پر نظر کرتے ہوئے آپ ایسے تمام ذرائع اختیار کرنا چاہتے تھے جو الا ماشاء اللہ جماعت کے لئے رخنوں سے پاک اور ہمیشہ قائم رہنے والی سچی اور فعال زندگی کے ضامن ہوسکیں اس پہلو سے آپ کی زندگی کا مطالعہ دلچسپی کا گہرا مواد اپنے اندر رکھتا ہے۔ نظامِ جماعت کی تشکیل کے سلسلہ میں آپ نے جو جو ذرائع اختیار فرمائے اور جو جو تدابیر سوچیں وہ ایک ایسے شخص سے ہی ممکن تھیں جو مورخ بھی ہو اور مفکر بھی۔ صاحب علم بھی اور صاحب عمل بھی فطرت انسانی سے بھی آشنا ہو اور مختلف انسانی طبقات کے مزاج پر بھی گہری نظر رکھتا ہو اور ان سب کے علاوہ ایک صاحب تجربہ روحانی وجود ہو۔ یہ تمام کمالات آپ کی ذات میں جمع تھے اور اُن کے امتزاج نے اس نظام کو جنم دیا جو آج نظام جماعت احمدیہ کی شکل میں نہایت مستحکم صورت میں دنیا کے سامنے ایک مثالی نظام کے طور پر پیش کیا جاسکتا ہے۔

حضور فرماتے ہیں وہ قدرت ثانیہ جس کی اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بشارت دی گئی تھی کہ آپ کے جانے کے بعد آئے گی وہ نظامِ خلافت احمدیہ کی صورت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے بعد ظاہر ہوئی اور یہی خلافت احمدیہ ہے جو نظامِ جماعت احمدیہ کا مرکزی نقطہ ہے جو ایک دل کی طرح جماعت احمدیہ کے سینے میں دھڑک رہا ہے۔ خلیفۃ المسیح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرح ہی جماعت احمدیہ کے مطاع اور روحانی پیشوا ہیں۔ ایک پہلو سے جماعت احمدیہ میں خلیفۃ المسیح کو وہی حیثیت حاصل ہے جو انسانی جسم میں دل کو ہوتی ہے اور ایک دوسرے پہلو سے اس کی مثال دماغ کی سی ہے باقی تمام نظام سلسلہ اپنی دو مرکزی قوتوں سے متحرک رہتا اور اپنی طبعی تشکیل کے مقاصد سرانجام دیتا ہے اور انہی کی رہنمائی میں مختلف روحانی اغراض کے حصول کے لئے سرگرم عمل ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے **اسی رہنما اصول** کی روشنی میں تمام نظام جماعت کی تشکیل کی اور یہ سلسلہ ہمیشہ آپ کی رہنمائی میں ارتقائی منازل طے کرتا رہا۔ آپ کا طریق یہ تھا کہ جب بھی ذہن میں کوئی انتظامی تدبیر آتی تو اسکے مماثل پر نظر دوڑاتے اور دنیا میں رائج ایسے نظاموں کا بھی مطالعہ فرماتے جو کسی نہ کسی پہلو سے آپ کی زیر نظر تجویز پر روشنی ڈال سکتے ہوں۔ آپ کی تقاریر میں بکثرت ایسے حوالے ملتے ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ آپ نے نظام سلسلہ کی تشکیل کے وقت نہ صرف تاریخ عالم کا گہرا مطالعہ فرمایا بلکہ دنیا میں رائج الوقت سیاسی نظاموں پر بھی نظر ڈالی لیکن اہم جماعتی امور میں کوئی فیصلہ کرنے سے پہلے آپ محض علمی تحقیق پر انحصار نہ فرماتے بلکہ سنت نبوی پر عمل کرتے ہوئے ہمیشہ آخری فیصلہ سے پہلے صائب الرائے احباب جماعت سے مشورہ کیا کرتے اس کے بعد دعاؤں اور استخاروں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے رہنمائی حاصل کرتے اور جس امر پر اللہ تعالیٰ آپ کو شرح صدر عطا فرما دیتا اسے اختیار کر لیتے۔

(سوانح فضل عمر جلد دوم صفحہ 127-126)

منصب خلافت پر متمکن ہوتے ہی جب آپؓ نے سلسلہ کے انتظامی امور کا جائزہ لیا تو ظاہر ہوا کہ یہ امور بہت کچھ بے قاعدگی اور بدانتظامی کا شکار ہو رہے تھے اور ساتھ ہی یہ کہ صدر انجمن احمدیہ کے خزانہ میں نہ صرف کوئی روپیہ نہیں بلکہ صدر انجمن خود مقروض ہے۔ چنانچہ علاوہ جماعت کی روحانی اور اخلاقی اصلاح اور تربیت کا فرض ادا کرنے کے آپ کو سلسلہ کے انتظامی امور کی اصلاح کی طرف بھی توجہ کرنی پڑی اور سلسلہ کی مالی حالت کو مضبوط کرنے کی تدابیر سوچنی اور اختیار کرنی پڑیں اور ساتھ ہی مولوی محمد علی صاحب اور اُن کے رفقا کی طرف سے مخالفت کا جو پروپیگنڈہ زور شور سے جاری تھا۔ اُس کے اثرات سے جماعت کو محفوظ رکھنے اور اُس کے تدارک کی بھی فکر کرنی پڑی۔ غرض آپ کے سامنے جو کام تھا وہ نہایت ہی اہم اور فوری توجہ کے قابل تھا اور جو مسائل حل طلب تھے وہ نہایت درجہ پیچیدہ اور نازک تھے لیکن آپکا عزم اور استقلال اور آپ کی فراست اور حسن تدبیر ہر پیچیدگی کو سلجھانے اور ہر مشکل کو آسان کرنے میں نمایاں کامیابی حاصل کرتے گئے آپ کی خلافت کے عہد میں جماعت کو کئی مشکلات کا سامنا ہوا ہے اور کئی ابتلاؤں میں سے گذرنا پڑا ہے لیکن باہمت اور اولوالعزم امام کی غیر متزلزل استقامت اور دوربین دانش نے ہر مرحلہ پر تمام خطرات کے مقابل جماعت کی پوری حفاظت کا انتظام کیا۔

آپ کے دور خلافت میں مسلمانوں اور غیر مسلم اقوام اور حکومت کے بعض عناصر کی طرف سے جماعت کو ابتلاء میں ڈالنے اور دُکھ اور مظالم کا نشانہ بنانے کی کوشش کی گئی لیکن یہ تمام کوششیں بجائے جماعت کی ترقی کے راستہ میں روک ثابت ہونے کے جماعت کی مضبوطی اور ترقی کا موجب بنتی گئیں۔ غرضیکہ جس نازک پودے کی حفاظت اور آبیاری کا فرض حضرت مصلح موعود کے ذمہ عائد کیا گیا تھا وہ آپ کی دن رات کی ان تھک کوششوں اور دعاؤں کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج ایک تناور درخت بن چکا ہے جس کی جڑیں مضبوطی سے زمین میں گڑھی ہوئی ہیں اور جس کی شاخیں اس قدر وسیع ہیں کہ اُن کے سایہ میں قومیں بسیرا کر رہی ہیں۔

آپؓ کے دور میں انتظامی وسعت

یاد رہے کہ جماعت احمدیہ کا مرکزی انتظامی ادارہ جو صدر انجمن احمدیہ کے نام سے موسوم ہے ابتداء میں اس کی یہ صورت نہ تھی بلکہ مختلف مراحل سے گزرنے کے بعد آپؓ کے دور میں اس نے رفتہ رفتہ موجودہ شکل اختیار کی حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے جب خلافت کی اہم ذمہ داریاں سنبھالیں تو ان تمام خرابیوں پر آپ کی نظر تھی جو اس قسم کی انجمنوں کے قیام کی غرض وغایت کو نہ سمجھنے کے نتیجہ میں پیدا ہوسکتی ہیں علاوہ ازیں جماعت کے بڑھتے ہوئے کاموں کے پیش نظر بعض ایسی نئی انتظامی ضرورتیں بھی سامنے آرہی تھیں جن کو یہ انجمن پورا نہ کرسکتی تھی عہد خلافت اولیٰ تک یہ دستور تھا کہ ہر قسم کے انتظامی معاملات پر براہ راست مجلس معتمدین میں ہی پیش ہوتے تھے جب کہ صیغہ جات کے افسران جو انتظامی امور کو چلانے کے ذمہ دار تھے اس انجمن کے رُکن نہیں تھے۔ پس انتظامی مسائل کا عملی تجربہ رکھنے والے کارکنان الگ تھے اور انتظامی امور کا فیصلہ کرنے والی انجمن الگ جسے براہ راست کوئی انتظامی تجربہ نہ تھا۔ یہ صورت حال فی ذاتہ زیادہ دیر تک جاری نہیں رہ سکتی تھی۔ چنانچہ آپؓ نے مختلف احباب جماعت سے مشورہ کے بعد جو پہلا انتظامی اصلاحی قدم اُٹھایا تھا وہ یہ تھا کہ الگ الگ مجلس انتظامیہ قائم کی جو صیغہ جات کے سربراہوں پر مشتمل تھی اور براہ راست خلیفہ وقت کی رہنمائی میں کام کرتی تھی۔ انتظامی امور سے متعلق مشورے اس مجلس انتظامیہ میں پیش ہوتے جو آخری فیصلہ کے لئے خلیفۃ المسیح کی خدمت میں پیش کئے جاتے۔ اس مجلس کا نام مجلس نظارت رکھا گیا لیکن اس مجلس کے قیام کے باوجود مجلس معتمدین اسی طرح قائم رہی البتہ ان دونوں مجلسوں کے دائرہ عمل اور طریق کار کو علیحدہ علیحدہ متعین کر دیا گیا اس نئی انتظامیہ کے قیام کا اعلان کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے فرمایا احباب جماعت کی اطلاع کیلئے شائع کیا جاتا ہے کہ ضروریات سلسلہ کو پورا کرنے کیلئے قادیان اور بیرونی جماعت کے احباب سے مشورہ کرنے کے بعد میں نے یہ انتظام کیا ہے کہ سلسلہ کے مختلف کاموں کے سرانجام دینے کے لئے چند ایسے افسران مقرر کئے جائیں جن کا فرض ہو کہ وہ حسب موقعہ اپنے متعلقہ کاموں کو پورا کرتے رہیں۔

دونوں انجمنوں کا ادغام

کچھ عرصہ تک نئی قائم کردہ انتظامیہ جو نظارت کہلاتی تھی اور مجلس معتمدین صدر انجمن احمدیہ پہلو بہ پہلو اپنے اپنے دائرہ عمل میں مختلف فرائض سرانجام دیتی رہیں۔ لیکن ایک لمبے تجربہ کے بعد جب اس میں قباحتیں محسوس ہوئیں تو ۱۹۲۵ء میں آپؓ نے ان دونوں تنظیموں کو ایک دوسرے میں مدغم کردیا، اب جملہ نظارتوں کے ذمہ دار افسر جو ناظر کہلاتے تھے صدر انجمن احمدیہ کے وجود بن گئے اور انتظام کی نئی شکل یہ ابھری کہ خلیفہ وقت کے ماتحت صدر انجمن احمدیہ بحیثیت مجلس عاملہ تمام اہم اصولی فیصلوں کی ذمہ دار تھی اور تمام مسائل پر غور وفکر کے بعد اپنی سفارشات آخری منظوری کیلئے خلیفۃ المسیح کی خدمت میں پیش کرتی تھی۔ صدر انجمن احمدیہ کے ایسے ممبران جو مختلف انتظامی شعبوں کے سربراہ ہوتے تھے وہ ناظر کہلاتے تھے ناظر اصولی طور پر صدر انجمن احمدیہ کے ایسے فیصلوں کی روشنی میں کام کرتے تھے جن کو خلیفۃ المسیح کی منظوری حاصل ہو لیکن انتظامی امور میں وہ براہ راست خلیفۃ المسیح ہی کے ماتحت تھے اور خلیفۃ المسیح کے سامنے جواب دہ تھے اور ان کا انتخاب بھی کلیۃً خلیفۃ المسیح کے منشاء کے مطابق ہوتا تھا۔ صدر انجمن احمدیہ اور نظارتوں کے ادغام کے نتیجہ میں نئی انجمن کی صورت حسب ذیل تھی اس میں مندرجہ ذیل چھ ناظر اور دو بیرونی ممبران مقرر ہوئے ناظر اعلیٰ و بہشتی مقبرہ۔

حضرت چوہدری نصر اللہ خان صاحبؓ ناظر دعوۃ و تبلیغ حضرت چوہدری فتح محمد صاحب سیالؓ۔ ناظر بیت المال۔ حضرت مولوی عبد المغنی خان صاحبؓ۔ ناظر امور عامہ حضرت مولوی ذوالفقار علی خان صاحب گوہرؓ ناظر امور خارجہ حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ۔ ناظر ضیافت حضرت میر محمد اسحاق صاحبؓ بیرونی ممبران ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحبؓ۔ پھر رفتہ رفتہ ان نظارتوں کے علاوہ حسب ضرورت صدر انجمن احمدیہ کے انتظام میں بعض دوسری نئی نظارتوں کا اضافہ اور شعبوں میں ردوبدل ہوتا رہا مثلاً نظارت تعلیم کے ساتھ تربیت کو شامل کر کے اس نظارت کا نام تعلیم و تربیت رکھ دیا گیا۔ وہ تمام نظارتیں جو بعد میں مختلف سالوں میں قائم ہوئیں حسب ذیل ہیں۔

نظارت تجارت و صنعت، نظارت تعلیم و تربیت۔ نظارت تالیف و تصنیف، نظارت زراعت۔ نظارت خدمت درویشان اور نظارت دیوان اس کے بعد ان نظارتوں میں بھی بعض تبدیلیاں لائی گئیں غرضیکہ آپ نے ۵۲ سالہ دور خلافت میں نہایت عمدگی اور قابلیت کے ساتھ اس نظام کی نگرانی اور رہنمائی فرمائی اور پیش آمدہ نقائص کو دور کرتے ہوئے اسے مسلسل روبہ اصلاح رکھا اس کی داستان بہت طویل ہے۔

نظامِ امارت

صدر انجمن احمدیہ کے نظام کی تکمیل کے ساتھ ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے جماعت احمدیہ کی متفرق شاخوں کی از سر نو تنظیم کی طرف بھی توجہ دی اور ہر جگہ باقاعدہ امارت کا نظام رائج کرنے کے علاوہ صدر انجمن احمدیہ کے شعبہ جات کا ایک مقامی نمائندہ بھی مقرر کرنے کا انتظام فرمایا۔

آپؓ نے امارت کے فرائض کو کھول کر بیان کیا نیز امیر کی پوزیشن اور امیر کی اطاعت کے سلسلہ میں واضح رنگ میں ہدایات دیں۔

مجلس مشاورت کا باقاعدہ قیام

قرآن کریم کے حکم امرھم شوریٰ بینھم (سورہ شوریٰ) آیت ۳۹ کے پیش نظر حضور نے ۱۹۲۲ء میں مجلس مشاورت قائم فرمائی یہ مجلس مشاورت جماعت کی تاریخ میں ایک خاص اہمیت رکھتی ہے بالخصوص حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا افتتاحی خطاب جس میں آپ نے مجلس شوریٰ کے اغراض و مقاصد پر روشنی ڈالتے ہوئے اسلامی طریق مشاورت آداب شوریٰ رائے دہندہ کے فرائض۔ ایجنڈے پر غور کا طریق اور شوریٰ کے فیصلے اور ان کی حیثیت کو بیان فرمایا ہے آپ کی یہ افتتاحی تقریر جماعت احمدیہ کے نظام شوریٰ کے لئے بلاشبہ ایک چارٹر کی حیثیت رکھتی ہے۔ فکر و تدبر اور علم و عرفان کا ایک بہتا ہوا دریا ہے اور حضور کی ان استعدادوں کا منہ بولتا ثبوت ہے جو ایک عظیم مصلح میں بدرجہ اتم پائی جانی چاہئیں۔

لوکل انجمن

مقامی انجمنیں صدر انجمن احمدیہ کی شاخیں ہیں اور صدر انجمن احمدیہ کے ساتھ الحاق رکھتی ہیں جس مقام پر جماعت کے افراد ہوں وہاں انجمن قائم کی جاتی ہے اور عہدہ دار مقرر کئے جاتے ہیں ہر امیر کی کوشش ہوتی ہے کہ جہاں تک مقامی حالات اور جماعت کی تعداد وغیرہ اجازت دیں مقامی نظام کو اُس نقشہ پر قائم کیا جائے جو مرکز میں جاری ہے اور جماعت کے نظام کو انہی اصولوں پر چلایا جائے جو مرکز میں مدنظر رکھے جاتے ہیں۔

آپ کے دور میں یہ انتظامی وسعت بھی کی گئی اور چھوٹی جماعتوں میں پریذیڈنٹ یعنی صدر بڑی جماعتوں میں امیر مقرر کئے جاتے ہیں اللہ کے فضل سے لوکل نظام کو قائم کرنے سے جماعت نے بہت ترقی کی اور یہ سلسلہ نہایت احسن رنگ میں جاری و ساری ہے۔

محکمہ قضاء

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے دور خلافت میں انتظامی وسعت ایک یہ بھی ہوئی کہ آپ نے ۱۹۲۵ء میں محکمہ قضاء کا اجراء فرمایا اس نظام سے جو اخلاقی اور تمدنی فوائد حاصل ہوتے ہیں وہ تو ظاہر ہی ہیں لیکن اس کا ایک بہت بڑا مالی فائدہ یہ ہے کہ فریقین عام مقدمہ بازی کے بھاری اخراجات کے بوجھ سے بچ جاتے ہیں۔ جو اس ملک کی عدالتی کارروائیوں کا ایک افسوسناک لازمہ ہو گیا ہے قضاء کا محکمہ کوئی کورٹ فیس وغیرہ وصول نہیں کرتا اور ضابطہ اور شہادت کے قواعد بالکل سادہ اور اُن پیچیدگیوں سے پاک ہیں جو عام عدالتوں میں بعض دفعہ انصاف کے رستہ میں روک بن جاتے ہیں۔ ان قواعد کی غرض حقیقت معلوم کرنا ہے نہ کہ قانون دانوں کے اصطلاحی نظریوں کی پابندی کرنا۔ یہ تمام نظام بالکل طوعی ہے اور اس کا کامیابی کے ساتھ چلتے چلے جانا ثبوت ہے اس امر کا کہ جماعت کے ہر فرد کی نگاہ میں جماعت کی رکنیت اس قدر اخلاقی اور روحانی فوائد و برکات اپنے اندر رکھتی ہے کہ وہ ان کی رکنیت کی خاطر ہر قسم کی قربانی کرنے کو تیار ہے۔

ذیلی تنظیموں کا قیام اور انتظامی وسعت

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے دور خلافت میں جماعت کی انتظامی وسعت اس رنگ میں بھی ہوئی کہ آپؓ نے جماعت کو مختلف تنظیموں میں منسلک کر کے ان کی تعلیمی و تربیتی اقدار کو محفوظ و مستحکم کرنے کا شاندار نظام جاری فرمایا۔

اس طرح سے جماعت کے مختلف طبقوں میں علیحدہ علیحدہ انجمنیں قائم ہیں۔

لجنہ اماء اللہ کا قیام

عورتیں قوم کا آدھا حصہ ہوتی ہیں بلکہ بعض لحاظ سے ان کا کام مردوں سے بھی زیادہ ذمہ داری کا رنگ رکھتا ہے۔ کیونکہ قوم کا آئندہ بوجھ اٹھانے والے نونہال انہی کی گودوں میں پرورش پاتے ہیں اس لئے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑکیوں کی تربیت پر خاص زور دیا ہے تاکہ وہ اس کام کے قابل بنائی جاسکیں جو بڑے ہو کر انہیں پیش آنے والا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے بھی اس نکتہ کو ابتداء سے ہی مدنظر رکھا اور احمدی مستورات کی تنظیم اور تربیت کی طرف خاص توجہ فرمائی چنانچہ ۱۹۲۲ء میں آپ نے قادیان میں لجنہ اماء اللہ کی بنیاد رکھی۔ جب قادیان کی لجنہ کچھ عرصہ کام کر کے اپنے پاؤں پر کھڑی ہو گئی تو آپ نے بیرونی جماعتوں میں بھی تحریک فرمائی کہ وہ اپنی اپنی جگہ مقامی لجنہ قائم کریں چنانچہ اب اللہ کے فضل سے ہر جگہ لجنہ کی تنظیم قائم ہے اور بڑی بیداری سے کام کر رہی ہے۔

۱۹۲۵ میں آپؓ نے ناصرات الاحمدیہ کے نام سے احمدی بچیوں کی ایک علیحدہ ذیلی تنظیم تشکیل دی یہ تنظیم صدر لجنہ کی ہدایت کے ماتحت سیکرٹری ناصرات الاحمدیہ کی زیر نگرانی کام کرتی ہے۔

خدام الاحمدیہ

۱۹۳۸ء میں آپؓ نے خدام الاحمدیہ کی بنیاد رکھی اس کی بڑی غرض و غایت جماعت کے نوجوانوں کی تنظیم و تربیت تھی تا کہ ان نونہالوں کو اس کام کے قابل بنایا جاسکے جو کل کو ان کے کندھوں پر پڑنے والا ہے اس مجلس کے کاموں میں مندرجہ ذیل باتیں نمایاں ہیں۔ ۱۔ خدمت خلق۔ ۲۔ لوگوں کے دلوں میں اس احساس کا پیدا کرنا اور انہیں اس کی عملی تربیت دینا کہ کوئی کام بھی انسان کی شان سے بعید نہیں اور یہ کہ اپنے ہاتھ سے کام کرنا انسان کیلئے موجب عزت ہے نہ کہ باعث ذلت و شرم۔

۳۔ جماعت کے ناخواندہ لوگوں کی پرائیویٹ تعلیم کا انتظام کرنا۔

۴۔ جماعت کے اندر خلیفۂ وقت اور نظام سلسلہ کے متعلق جذبات اخلاص و محبت و وفاداری کو ترقی دینا وغیرہ وغیرہ۔

خدا کے فضل سے یہ سارے کام بڑی خوش اسلوبی سے سرانجام پا رہے ہیں۔

اطفال الاحمدیہ کا قیام

حضرت مصلح موعودؓ نے ۱۹۳۸ء میں احمدی بچوں کی تربیت کیلئے ایک علیحدہ تنظیم قائم فرمائی جس کا نام آپ کی منظوری سے اطفال الاحمدیہ رکھا گیا۔

مجلس اطفال الاحمدیہ کی نگرانی مجلس خدام الاحمدیہ کرتی ہے اور اس وقت دنیا کے تمام ان ممالک میں جہاں جماعت کی بنیاد پڑ چکی ہے قائم ہے۔

مجلس انصار اللہ کا قیام

اگرچہ پہلی دفعہ فروری ۱۹۱۱ء میں آپؓ نے اپنی ایک خواب کی بنا پر ایک انجمن بنانے کا فیصلہ کیا تا کہ اس کے ذریعہ احمدیوں کے دلوں میں ایمان کو پختہ کیا جائے اور فریضہ تبلیغ کو باحسن وجوہ ادا کیا جائے۔ آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی اجازت سے ایک انجمن انصار اللہ کی بنیاد ڈالی۔ ۲۶ جولائی ۱۹۴۰ء کے خطبہ جمعہ میں آپؓ نے ۴۰ سال سے زائد عمر والے احمدی مردوں کی تنظیم مجلس انصار اللہ کے نام سے قائم فرمائی ۱۹۵۴ء کے سالانہ اجتماع انصار اللہ میں ایک نیا عہد نامہ اس مجلس کیلئے تجویز کیا جو انصار اللہ کے ہر جلسہ میں دہرایا جاتا ہے۔

جماعتی تنظیم اور اصلاح کے بغیر ہم ساری دنیا کو متوجہ نہیں کر سکتے۔

فرماتے ہیں بہر حال یہ تدریج ضروری ہے اور بغیر جماعتی تنظیم اور اصلاح کو مکمل کرنے کے ہم ساری دنیا کی طرف توجہ نہیں کر سکتے۔ جب ہم اپنی اصلاح کو مکمل کر لیں جب ہم اپنے داخلی نظام کو مکمل کر لیں جب ہم تمام جماعت کے افراد کو ایک نظام میں منسلک کر لیں گے تو اس کے بعد ہم بیرونی دنیا کی اصلاح کی طرف کامل طور پر توجہ کر سکیں گے۔ (مشعل راہ صفحہ ۳۷۳)

تنظیم کی اہمیت اور افادیت

اس سلسلہ میں حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں۔

"ساری دنیا میں اس تحریک کو قائم کرنے ساری دنیا کو بیدار کرنے اور ساری دنیا کو اس نظام کے اندر لانے کیلئے ضروری ہے کہ ہماری جماعت کے نوجوان اپنے آپ کو اس قدر منظم کر لیں کہ وہ یقینی اور حتمی طور پر کہہ سکیں کہ ہم نے اپنی اندرونی تنظیم کا کام اس کے تمام پہلوؤں کے لحاظ سے پوری خوش اسلوبی کے ساتھ ختم کر لیا۔ اسی طرح بچے اپنے آپ کو خدام الاحمدیہ کی مدد سے اس قدر منظم کر لیں کہ تنظیم کا کوئی پہلو ناقص نہ رہے اور ان کا اندرونی نظام ہر جہت سے مکمل ہو جائے یہی حال انصار کا ہو کہ وہ اپنے آپ کو اس قدر منظم کر لیں کہ اس طرح ایک نظام میں اپنے آپ کو منسلک کر لیں کہ وہ مسرت کے ساتھ یہ اعلان کر سکیں کہ ہم نے اپنی اندرونی تنظیم پورے طور پر مکمل کر لی ہے۔ اب ہم میں اس تنظیم کے لحاظ سے کسی قسم کی خامی اور نقص باقی نہیں رہا۔ جب خدام اطفال انصار تینوں اپنے آپ کو اس رنگ میں منظم کر لیں گے اور اپنی اندرونی خامیوں کو کلیۃً دور کر دیں گے تب وہ اس قابل ہو سکیں گے کہ دوسروں کی اصلاح کریں اور تب دنیا مجبور ہوگی کہ ان کی باتوں کو سنے اور ان پر غور کرے۔ (خطبہ جمعہ ۱۹۴۴)

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت مصلح موعودؓ کے ارشادات پر عمل کرنے کی توفیق دے آمین۔

اک وقت آئے گا کہ کہیں گے تمام لوگ
ملت کے اس فدائی پر رحمت خدا کرے

اخبار بدر

خود بھی پڑھیں اور دوسروں کو بھی پڑھنے کے لئے دیں یہ بھی تبلیغ کا ایک ذریعہ ہے

بقیہ صفحہ (24)

رقم اکٹھی کر سکتے ہیں میرے خطبہ کے بعد ایک ہی رات میں جبکہ اگلے دن ہفتے کو میری واپسی تھی امیر صاحب کی بتائی ہوئی رقم سے ڈیوڑھا وعدہ ہو گیا۔ فرمایا دنیا بھر کے احمدیوں نے بڑے فراخدلانہ وعدے کئے ہیں اور ادائیگیاں کی ہیں۔ اور اب میرا خیال ہے کہ چھوٹے کی بجائے بڑا پلاٹ خریدنے کی کوشش کی جائے۔ اللہ تعالیٰ مدد فرمائے۔

حضور پر نور نے فرمایا کہ سپین کے ضمن میں ایک اور بات بھی کہنی چاہتا ہوں کہ یورپ کے بہت سے احمدی سیر کرنے سپین جاتے ہیں یا مختلف جگہوں پر جاتے ہیں اگر ادھر ادھر جانے کی بجائے سپین کی طرح رخ کریں تو بہتر ہوگا۔ فرمایا میں احمدیوں کو اس طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ اپنے ملک کے امراء کے ذریعہ سے وکالت تبشیر میں اپنا نام بھجوائیں جو کہ سپین میں وقف عارضی کرنا چاہتے ہیں۔ فرمایا حضور رحمہ اللہ نے سپین کے ٹورسٹوں سے جو کہ ایشیا اور پاکستان اور دیگر ممالک جاتے ہیں رابطہ کے لئے ایک منصوبہ بنایا تھا کہ اگر ان کو اپنے گھروں میں مہمان ٹھہرایا جائے تو اس سے بھی ایک تعارف حاصل ہوگا۔

حضور پر نور نے فرمایا کہ سپین کے دورے سے ایک فائدہ یہ بھی حاصل ہوا کہ پرتگال سے آئے ہوئے لوگوں سے بھی میٹنگ ہوگئی۔ فرمایا ابھی تک پرتگال میں بھی مسجد نہیں ہے اور مسجد نہ ہونے کی وجہ نومبائعین کو سنبھالنا مشکل ہو رہا ہے۔ کیونکہ وہاں اکثر افریقن اور عرب ممالک کے مسلمان احمدیت میں داخل ہو رہے ہیں۔ وہ مسجد نہ ہونے کی وجہ سے مایوس ہو جاتے ہیں۔ فرمایا میں نے انہیں کہا ہے کہ جلد از جلد مسجد بنائیں۔ فرمایا دعا کریں اللہ تعالیٰ ان تمام منصوبوں میں برکت ڈالے۔ فرمایا اب ہمیں یورپ کے ہر ملک اور ہر شہر میں مسجد بنانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ انشاء اللہ تعالیٰ یہ کام تو ہونے ہیں دعا یہ کرنی چاہئے کہ خدا تعالیٰ تو ہمیں توفیق دے اور ہم ان ترقیات کو پورا ہوتے ہوئے دیکھیں جن کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے فرمایا ہے۔ اس ضمن میں حضور پر نور نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات عالیہ بیان فرمائے۔

آخر پر حضور پُرنور نے سونامی زلزلہ سے متاثر بنی نوع انسان کے تئیں جماعت احمدیہ مسلمہ کی خدمات کا ذکر فرمایا۔ فرمایا یہ جو آفت زدہ لوگوں کی خدمت ہے یہ سنت نبویؐ ہے اور اس کا ہمیں حکم ہے۔ اس ضمن میں آپ نے احادیث نبویہؐ وارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام بیان فرمائے۔ حضور پر نور نے فرمایا کہ محض للہ بنی نوع انسان کی ہمدردی میں جماعت مختلف ممالک میں آفت زدہ لوگوں کی مدد کر رہی ہے۔ تقریباً ڈھائی لاکھ افراد اب تک جاں بحق ہو چکے ہیں۔ ہیومینیٹی فرسٹ جو خدمت خلق کا ادارہ ہے اور جماعتی ادارہ ہے اس کو مختلف ملکوں میں امداد کی ذمہ داری سونپی گئی تھی۔ اس کے تحت بھارت اور جرمنی نے ملکر بھارت میں خدمت خلق کی کاروائی کی اور علاج و معالجے کی سہولتیں وہاں بہم پہنچائی جارہی ہیں۔ ساڑھے چار ہزار کے قریب مریضوں کا علاج ہو چکا ہے۔ ساڑھے تین ہزار لوگوں کو خوراک مہیا کی گئی اور ہیومینٹی فرسٹ کے ذریعہ سے ایک ملین ڈالر خرچ کرنے کا منصوبہ ہے۔ دنیا کی جماعتوں نے اپنے اپنے ملکوں کے سفارتخانوں میں اپنے وسائل کے اعتبار سے مدد کے چیک دئے ہیں۔ فرمایا گو ہماری خدمات نقصان کے بالمقابل بہت تھوڑی ہیں لیکن مستقل مزاجی سے کر رہے ہیں اور کرتے رہیں گے۔

فرمایا یہاں سے سری لنکا بھی ڈاکٹروں کا ایک وفد بھجوایا گیا تھا انڈونیشیا میں امریکہ اور یو کے خدمت کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔ یہاں ایک جگہ جس کا نام "باندا چے" ہے یہ سب سے زیادہ متاثرہ علاقہ ہے اتنی اونچی لہریں یہاں آئی ہیں کہ تین تین منزلہ عمارت کی چھتوں پر کشتیاں اور جہاز کھڑے ہوگئے۔ میل ہا میل تک سمندری لہروں نے انسانی آبادی کا نام و نشان مٹا دیا ہے۔ صرف جماعت احمدیہ ہے جس نے یہاں متاثرین کے لئے خوراک کی صورت مہیا کی ہے اور کوئی بھی تنظیم یہاں خدمت کے لئے نہیں پہنچی۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس آبادی میں دوسرے تمام ادارے ہیومینیٹی فرسٹ کے تحت کام کر رہے ہیں۔ امریکہ کی جماعت نے 50 واٹر پمپ لگانے کا وعدہ کیا کیونکہ پینے کے پانی کی قلت ہے۔ انڈونیشیا امریکہ اور یو کے سے 24 ڈاکٹروں اور چھ ہومیوپیتھی ڈاکٹر اور چھ دیگر افراد پر مشتمل عملہ اور 74 خدام یہاں کام کر رہے ہیں۔ روزانہ ڈیڑھ سو مریضوں کا علاج کیا جارہا ہے۔ ہندوستان اور پاکستان سے ڈھائی ڈھائی سو فوجی جو امداد کے لئے پہنچے تھے ہیومنٹی فرسٹ کے کاموں سے بہت متاثر ہوئے اور ان کے ساتھ ملکر کام کر رہے ہیں۔ انڈونیشیا کی حکومت بھی ہیومینٹی فرسٹ کے کام سے بہت متاثر ہوئی۔ پاکستانیوں نے یہ بھی درخواست کی کہ فروری میں جب ہم چلے جائیں گے تو آپ ہی ہمارے ملٹری ہسپتال کو سنبھالیں۔ حضور نے فرمایا کہ یہ بات اگر ملاں کو پہنچ گئی تو بڑا سخت اعتراض ہوگا۔ یتامی کی پرورش کے تعلق میں فرمایا کے 200 یتیم بچوں کو جماعت سنبھالے گی۔ انڈونیشیا کے سفارتخانے کے ہیومینٹی فرسٹ سے درخواست کی کہ ہمیں بہت امداد مل رہی ہے۔ لیکن ہماری خواہش ہے کہ آپ جس طرح افریقہ میں غریبوں کی امداد کرتے ہیں اسی طرح ہماری بھی کریں۔

حضور پر نور نے فرمایا 40 فٹ لمبائی کے 13 کنٹینرز کی امداد جا چکی ہے۔ تقریباً 2 لاکھ 45 ہزار کلووزن کی امداد تھی جس میں 78000 کھانے پینے کی چیزیں تھیں اور ایک سو تیس ہزار کپڑے اور دوسری چیزیں تھیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری کوشش کو قبول فرمائے بغیر کسی خوف اور بغیر کسی نام کی خواہش کے یہ تمام خدمت کرنے والے خدمت میں مصروف ہیں اللہ تعالیٰ انہیں جزا دے جنہوں نے کسی نہ کسی رنگ میں اس میں حصہ لیا۔ اللہ تعالیٰ دنیا کی بھی آنکھیں کھولے کہ وہ خدائے واحد کی پہچان کرنے والے ہوں اور امام زمان کو پہچاننے والے ہوں۔ ☆☆

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے بیان فرمودہ

چند دلچسپ سبق آموز واقعات

(سید انوار الدین احمد ایم اے بی ڈی، سونگھڑہ، اڑیسہ)

حضرت المصلح الموعودؓ فرماتے ہیں میں جب تعلیم کے لئے مصر گیا تو ارادہ تھا کہ حج بھی کرتا آؤں گا مگر یہ پختہ ارادہ نہ تھا کہ اُسی سال حج کروں گا یہ بھی خیال آیا تھا کہ واپسی پر حج کر لوں گا جب میں بمبئی پہنچا تو وہاں نانا جان صاحب مرحوم بھی آملے وہ براہ راست حج کو جا رہے تھے اس پر میرا بھی ارادہ پختہ ہو گیا کہ اسی سال ان کے ساتھ حج کر لوں جب پورٹ سعید پہنچے تو میں نے رؤیا میں دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تشریف لائے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اگر حج کی نیت ہے تو کل ہی جہاز میں سوار ہو جاؤ کیونکہ یہ آخری جہاز ہے گو حج میں ابھی دس پندرہ روز کا وقفہ تھا مگر فاصلہ بھی وہاں سے قریب ہے۔ اس لئے خیال کیا جاتا تھا کہ ابھی اور کئی جہاز حاجیوں کے مصر سے جدہ جائیں گے۔ میرے ساتھ عبدالحی صاحب عرب بھی تھے وہ اس بات پر زور دیتے تھے کہ اگلے جہاز پر چلے جائیں گے مگر مجھے چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ اگر نیت ہے تو اسی جہاز سے جاؤ ورنہ جہازوں میں روک پیدا ہو جائے گی اس لئے میں نے چلنے کا پختہ ارادہ کر لیا۔ وہاں جو ایک دو اصحاب واقف ہوئے تھے وہ بھی کہنے لگے کہ ابھی تو کئی جہاز جائیں گے قاہرہ اور سکندریہ وغیرہ دیکھتے جائیں ان کو دیکھے بغیر چلے جانا مناسب نہیں مگر میں نے کہا کہ مجھے چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ کل نہ جانے سے حج رہ جانے کا خطرہ ہے اس لئے میں تو ضرور جاؤں گا چنانچہ اس جہاز ران کمپنی سے گورنمنٹ کا کوئی جھگڑا تھا اس جھگڑے نے ایسی صورت اختیار کر لی کہ وہ جہاز آخری ثابت ہوا اور کمپنی والے اس سال حاجیوں کے لئے کوئی اور جہاز نہ لے گئے۔

(تفسیر کبیر جلد ششم مطبوعہ لندن صفحہ ۳۴)

ایک جگہ آپ فرماتے ہیں

"میں نے حج کے دنوں میں ہندوستانی حاجیوں کو جو دیکھا ہے کہ وہ ان اوراد کی بجائے جن کو پڑھنا ضروری ہے عشقیہ اشعار پڑھتے چلے جارہے تھے۔ پھر طواف کرتے وقت خود مجھ سے ایک واقعہ ہوا۔ طواف کرتے ہوئے حجر اسود کو بوسہ دینا آسان نہیں ہوتا کیونکہ بہت ہجوم ہوتا ہے میں بڑی دقت سے حجر اسود تک پہنچا اتنے میں پیچھے سے آواز آئی "حریم حریم" جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ عورتیں آتی ہیں راستہ کردو۔ یہ عام قاعدہ ہے کہ عورتیں چونکہ کمزور ہوتی ہیں اس لئے ان کے لئے جگہ خالی کرنا ہر شخص کا اخلاقی فرض ہوتا ہے۔ میں پیچھے ہٹ گیا اس پر ہٹتے کٹے چھ چھ فٹ کے نوجوان حجر اسود کو بوسہ دے کر ہنستے ہنستے گزر گئے ان کے ہنسنے کا یہ مطلب تھا کہ دیکھا ہم نے کیسی چالاکی اور آسانی سے حجر اسود کے بوسہ دینے کے لئے جگہ نکلوالی۔ یہ ایک مبارک کام انہوں نے جھوٹ کے ذریعہ کیا"

(بحوالہ خطبات محمود جلد ششم صفحہ ۲۸۸)

"اصل واقعہ یہ ہے کہ ۱۹۱۲ء میں میں سید عبدالحی صاحب عرب کیساتھ مصر سے ہوتے ہوئے حج کو گیا قادیان سے میرے نانا صاحب میر ناصر نواب صاحب بھی براہ راست حج کو گئے جدہ میں ہم مل گئے اور مکہ مکرمہ میں اکٹھے گئے پہلے ہی دن طواف کے وقت مغرب کی نماز کا وقت آگیا میں ہٹنے لگا مگر راستے رک گئے تھے نماز شروع ہوگئی تھی نانا صاحب جناب میر ناصر نواب نے فرمایا حضرت خلیفۃ المسیح کا حکم ہے کہ مکہ میں ان کے پیچھے نماز پڑھ لینی چاہئے اس پر میں نے نماز شروع کر دی پھر اسی جگہ ہمیں عشاء کا وقت آگیا وہ نماز بھی ادا کی گھر جا کر میں نے عبدالحی صاحب عرب سے کہا کہ وہ نماز تو حضرت خلیفۃ المسیح کے حکم کی تھی اب آؤ خدا تعالیٰ کی نماز پڑھ لیں۔ جو غیر احمدیوں کے پیچھے نہیں ہوتی اور ہم نے وہ دونوں نمازیں دہرا لیں ایک نماز شاید دوسرے دن ادا کی گھر میں نے دیکھا کہ باوجود نماز دہرانے کے میرا دل بند ہوتا جاتا ہے اور میں نے محسوس کیا کہ اگر اس طریق کو جاری رکھوں گا تو بیمار ہو جاؤں گا۔

(آئینہ صداقت صفحہ ۹۱ مطبوعہ قادیان ۱۹۲۱ء)

حضرت خلیفہ اوّل فرمایا کرتے کہ جب میں نے حج کیا تو میں نے ایک حدیث پڑھی ہوئی تھی کہ جب پہلے پہل خانہ کعبہ نظر آئے تو اُسوقت جو دعا کی جائے وہ قبول ہو جاتی ہے فرمانے لگے اس وقت میرے دل میں کئی دعاؤں کی خواہش ہوئی لیکن میرے دل میں فوراً خیال پیدا ہوا کہ اگر میں نے یہ دعائیں مانگیں اور قبول ہوگئیں اور پھر کوئی اور ضرورت پیش آئی تو پھر کیا ہوگا۔ پھر تو نہ حج ہوگا اور نہ یہ خانہ کعبہ نظر آئے گا کہنے لگے تب میں نے سوچ کر یہ نکالا کہ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کروں کہ یا اللہ میں جو دعا کیا کروں وہ قبول ہوا کرے تا کہ آئندہ بھی یہ سلسلہ جاری رہے۔ میں نے حضرت خلیفہ اوّلؓ سے یہ بات سنی ہوئی تھی جب میں نے حج کیا تو مجھے بھی وہ بات یاد آگئی جونہی خانہ کعبہ نظر آیا ہمارے نانا جان نے ہاتھ اٹھائے کہنے لگے دعا کرلو وہ کچھ اور دعائیں مانگنے لگ گئے مگر میں نے تو یہی دعا کی

باقی صفحہ (21) پر ملاحظہ فرمائیں

سوانح حضرت مصلح موعودؓ

شیخ محمود احمد استاد جامعہ احمدیہ قادیان

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے منشاء سے 24 جنوری 1886ء کو ہوشیار پور تشریف لے گئے وہاں پر شیخ مہر علی صاحب کے مکان پر چلہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی شب و روز کی دُعاؤں کو قبولیت کا شرف بخش کر ایک ایسے عظیم الشان بیٹے کی خبر دی جس کی ساری طاقتیں دین اسلام کے غلبہ کیلئے وقف تھیں چنانچہ حضرت مصلح موعودؓ کی سوانح کا خاکہ آپ کی ولادت سے تین سال قبل اللہ جل شانہ نے بیان فرمادیا تھا۔

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی ولادت 12 جنوری 1889 بروز ہفتہ ہوئی۔ حضرت مصلح موعودؓ کی سوانح حیات کئی پہلوؤں سے ایک عام دُنیاوی رہنما یا جرنیل یا اہل قلم کی سوانح سے مختلف اور ممتاز حیثیت رکھتی ہے اس وقت آپ کی زندگی کی چند جھلکیاں پیش خدمت ہیں۔

آپ بچپن سے ہی بہت ذہین تھے ایک دفعہ آپ بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل وہاں سے گزرے آپؓ نے بڑے پیار سے پوچھا میاں آپ کھیل رہے ہیں؟

حضرت مصلح موعودؓ نے فوراً جواب دیا کہ بڑے ہوں گے تو ہم بھی کام کریں گے اس وقت آپ کی عمر چار سال تھی۔ ۱۸۹۵ء میں زمانہ کے دستور کے مطابق صاحبزادہ صاحب کی تعلیم کا آغاز گھر پر ہی حروف کی سوجھ بوجھ پیدا کرنے اور قرآن کریم ناظرہ پڑھنے کے ذریعہ ہوا حضرت مسیح موعودؑ نے اس غرض کیلئے حافظ احمد اللہؓ کو مقرر فرمایا۔ ۷ جون ۱۸۹۷ء کو آپ کی آمین ہوئی۔ اس موقعہ پر حضرت صاحبؑ نے نہایت ہی شاندار تقریب منعقد فرمائی۔ اور آپؑ نے ایک دُعائیہ آمین بھی لکھی۔

کچھ عرصہ آپ ڈسٹرکٹ بورڈ کے پرائمری اسکول قادیان میں پڑھتے رہے۔ 1898ء میں تعلیم الاسلام اسکول بنا تو آپؓ اس میں داخل ہو گئے۔ جس میں آپ نے میٹرک تک تعلیم حاصل کی مگر میٹرک پاس نہ کر سکے۔

حضرت مصلح موعودؓ کی تربیت نہایت ہی پاکیزہ ماحول میں ہوئی آپ کے بزرگ والدین نے آپ کی جس رنگ میں تربیت فرمائی وہ واقعی قابل رشک ہے ایک دفعہ تعلیم الاسلام سکول کے طلباء کو مضمون دیا گیا ”علم اور دولت کا مقابلہ کرو“ صاحبزادہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ نے اس مضمون کے متعلق بہت سوچا لیکن فیصلہ نہ کر سکے کہ علم اور دولت میں کون اچھا ہے کھانے پر جب حضرت مسیح موعودؑ بھی بیٹھے ہوئے تھے آپ نے اپنے چھوٹے بھائی حضرت صاحبزادہ میاں بشیر احمد صاحبؓ سے باتوں باتوں میں پوچھا بشیر تم بتاؤ علم اچھا ہے یا دولت؟ حضرت میاں بشیر احمد صاحب تو خاموش رہے البتہ حضور علیہ السلام نے یہ بات سن کر فرمایا بیٹا محمود توبہ کرو توبہ کرو نہ علم اچھا ہے نہ دولت بلکہ خدا کا فضل اچھا ہے (سیرت مسیح موعودؑ صفحہ 343) حضرت مصلح موعود خود فرماتے ہیں۔

ایک دفعہ ایک کتا ہمارے دروازے پر آیا۔ میں وہاں کھڑا تھا۔ اندر کمرے میں صرف حضرت صاحبؑ تھے میں نے اس کتے کو اشارہ کیا اور کہا ٹیپو! ٹیپو!! ٹیپو!!! حضرت صاحبؑ بڑے غصے سے باہر نکلے اور فرمایا تمہیں شرم نہیں آتی کہ انگریز نے تو دشمنی کی وجہ سے اپنے کتوں کا نام ایک صادق مسلمان کے نام پر ٹیپو رکھ دیا ہے اور تم ان کی نقل کر کے کتے کو ٹیپو کہتے ہو۔ خبردار! آئندہ ایسی حرکت نہ کرنا میری عمر شاید آٹھ نو سال کی تھی۔ وہ پہلا دن تھا جب سے میرے دل کے اندر سلطان ٹیپو کی محبت قائم ہوگئی۔

آپ کی دنیوی تعلیم اگرچہ میٹرک فیل تھی لیکن آپ کے ذریعہ سے دنیا نے وہ علوم کا خزانہ پایا جو رہتی دنیا تک تعجب کی نگاہ سے دیکھا جائے گا۔ آپ ابھی بچے ہی تھے کہ آپ کی ہی ادارت میں مارچ ۱۹۰۶ء میں ایک دینی علمی رسالہ ”تشحیذ الاذہان“ جاری کیا گیا ۱۹۰۶ء میں ہی آپ مجلس معتمدین کے ممبر بنائے گئے۔ اور اسی سال جلسہ سالانہ میں آپؓ نے تقریر کی۔

آپ بچپن میں کھیلوں سے بھی دلچسپی رکھتے تھے لیکن کسی ایک کھیل کے شوقین نہ تھے۔ موسم اور طبیعت کے مطابق کبھی فٹ بال کھیل لیا تو کبھی کبڈی کے میدان میں اتر گئے۔ جب بچوں میں میروڈبہ یا گلی ڈنڈا کی رو چلتی تو آپؓ میروڈبہ یا گلی ڈنڈا کی ٹیموں میں شامل ہو جاتے۔ جب برسات میں قادیان کے اردگرد پھیلے ہوئے جوہڑ لبالب بھر جاتے یا پانی اس کے کناروں سے اچھل کر میدان میں پھیل جاتا تو تیراکی اور کشتی رانی کا شوق ہر شوق پر غالب آجاتا۔ شکار کے موسم میں آپ بچوں کے ساتھ غلیل لیکر شکار کیلئے نکل کھڑے ہوتے۔ بعد ازاں جب ہوائی بندوق میسر آئی تو ہوائی بندوق لیکر دوستوں کو ساتھ لئے ہوئے قادیان کے اردگرد کے دیہات میں شکار کیلئے نکل جاتے۔ (تلخیص از سوانح فضل عمر جلد اوّل مصنفہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحبؒ)

۱۹۰۵ء میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو پہلے الہام سے نوازا

اکتوبر ۱۹۰۲ء میں آپؓ کا نکاح حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدینؓ کی بیٹی حضرت سیدہ محمودہ بیگم صاحبہ (اُم ناصر) سے رڑکی میں ہوا۔ آپ کا نکاح حضرت مولانا نور الدین صاحب نے پڑھایا۔ اور تقریب رخصتانہ دوسرے سال اکتوبر ۱۹۰۳ء میں آگرہ میں منعقد ہوئی حضرت اُم ناصر صاحبہؓ کے سات لڑکے اور دو لڑکیاں ہیں۔ آپ کے والد صاحب کے وصال کے وقت آپ کی عمر ۱۹ سال تھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کے عہد خلافت میں آپ نے ۱۹۰۹ء میں حضور کی اجازت سے ملتان کا تربیتی و تبلیغی سفر اختیار کیا۔ اسی طرح ۱۹۰۹ء میں آپ اُم المومنینؓ کے ساتھ دہلی تشریف لے گئے۔ ۱۹۱۱ء میں آپ صحت کی بحالی کیلئے ڈلہوزی تشریف لے گئے۔ اس کے علاوہ آپ ۱۹۱۲ء میں تبلیغ اسلام، تلاش علم کے جذبہ سے بنارس کانپور، لکھنؤ۔ قصور۔ امرتسر۔ سہارنپور دیوبند وغیرہ بھی تشریف لے گئے۔ ۱۹۱۲ء میں ہی حج بیت اللہ کی سعادت حاصل ہوئی۔ ۱۹۱۰ سے قرآن شریف کا درس دینا شروع فرمایا۔ حضرت خلیفہ اوّلؓ کی منظوری سے ۱۹۱۰ء میں مدرسہ احمدیہ کی نگرانی کی ذمہ داری آپ کے سپرد کی گئی۔ آپ نے اس ذمہ داری کو بخوبی نبھایا اور اس درس گاہ کو بہت جلد ایک قابل رشک معیار تک پہنچا دیا۔ آپ کی زیر ادارت جون ۱۹۱۳ء میں اخبار الفضل قادیان سے شائع ہوا۔ ۱۴ مارچ ۱۹۱۴ء کو آپ کا انتخاب بطور خلیفۃ المسیح الثانی ہوا۔ ۳۱ مئی ۱۹۱۴ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کی بیٹی حضرت امۃ الحی صاحبہ سے آپ کا نکاح ہوا۔ ان سے تین بچے ہوئے۔ جون ۱۹۱۶ء میں آپ نے ایک معرکۃ الآراء کتاب تحفۃ الملوک تصنیف فرمائی۔ آپؓ نے اپنے دور خلافت کے پہلے جلسہ سالانہ ۱۹۱۴ء میں برکات خلافت کے موضوع پر خطاب فرمایا۔ آپ نے ۱۹۱۹ء میں انجمن میں نظارتیں قائم فرمائیں ۲۱ فروری ۱۹۲۱ء کو حضرت مصلح موعودؓ نے حضرت ڈاکٹر سید عبد الستار شاہ صاحب کی بیٹی حضرت سیدہ مریم بیگم صاحبہ سے شادی کی ان کے بطن مبارک سے چار بچے پیدا ہوئے۔ **ہمارے چوتھے خلیفہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب** حضرت سیدہ مریم بیگم صاحبہ کے بیٹے ہیں ۱۹۲۲ء میں آپ نے مجلس شوریٰ اور لجنہ اماء اللہ کا قیام فرمایا۔ ۱۹۲۳ء میں آپ نے شدھی تحریک کے خلاف کام شروع کیا اور کئی مبلغ ان جگہوں میں بھیجے جہاں شدھی تحریک زوروں پر تھی حضرت امۃ الحی صاحبہ کی وفات کے بعد ۱۳ اپریل ۱۹۲۵ء کو حضرت مولوی عبد الماجد صاحب بھاگلپوری کی صاحبزادی حضرت سیدہ سارہ بیگم صاحبہ سے آپ کا نکاح ہوا۔ جس سے دو بیٹے اور ایک بیٹی پیدا ہوئی اسی طرح یکم فروری ۱۹۲۶ء کو آپ کا نکاح سیٹھ ابوبکر یوسف صاحب آف جدہ کی بیٹی حضرت عزیزہ بیگم صاحبہ سے ہوا۔ ان سے دو بیٹے پیدا ہوئے ۱۹ اکتوبر ۱۹۲۴ء کو مسجد فضل لندن کی بنیاد آپ نے رکھی۔ ۱۹۲۸ء میں آپ نے جامعہ احمدیہ قائم فرمایا ۱۹۳۴ء کو حضرت مصلح موعودؓ کی شادی حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب کی بیٹی حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ سے ہوئی جن سے ایک بیٹی ہوئی۔

آپ نے اپنے سب بیٹوں کو وقف کر دیا تھا۔ ایک بار آپ نے فرمایا میرے تیرہ لڑکے ہیں اور تیرہ کے تیرہ دین کیلئے وقف ہیں۔

۱۹۳۰ء میں خدام الاحمدیہ کی تنظیم قائم فرمائی اسی طرح ۱۹۴۰ میں انصار اللہ اور اطفال الاحمدیہ کا قیام فرمایا ۱۹۴۴ء میں آپ نے مصلح موعود ہونے کا اعلان فرمایا۔ ۱۹۵۷ء میں وقف جدید کا نظام جاری فرمایا۔ گویا کہ آپ نے اپنے ۵۲ سالہ دور خلافت میں ۱۰۰ سے زائد تحریکات جاری فرمائیں۔ ۴۶ ممالک میں احمدیہ تبلیغی مراکز کا قیام اور ۳۱۱ مساجد تعمیر کروائیں۔ ۱۶۴ مربیان سلسلہ بیرون ممالک میں بھجوائے۔ ۱۶ زبانوں میں قرآن کریم کا ترجمہ کروایا۔ ۲۴ ممالک میں تبلیغی ادارے ۲۸ دینی مدارس اور ۱۷ ہسپتال کا قیام ہوا۔ ۴۰ کے قریب اخبارات و رسائل جاری ہوئے آپ کی تصنیفات کی تعداد ۲۲۵ ہے۔ تفسیر کبیر ۱۰ ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے جماعت پر آپ کا عظیم احسان ۱۹۴۸ء میں مرکز احمدیت ربوہ کا قیام ہے۔ ۲۴ جولائی ۱۹۴۴ کو حضرت سیدہ بشریٰ بیگم صاحبہ جو حضرت سید عزیز اللہ شاہ صاحب ابن حضرت سید عبد الستار شاہ صاحب کی بیٹی ہیں سے آپ کا نکاح ہوا)۔

آپ کے حسن اخلاق کے کیا اپنے کیا بے گانے سب گرویدہ تھے چنانچہ ایک غیر از جماعت صحافی مکرم محمد اسلم صاحب امرتسر سے قادیان آئے چند دن قیام کر کے واپس جا کر اپنے تاثرات اس طرح بیان فرماتے ہیں۔

”صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد صاحب سے بھی مل کر ہمیں از حد مسرت ہوئی۔ صاحبزادہ صاحب نہایت ہی خلیق اور سادگی پسند انسان ہیں۔ علاوہ خوش خلقی کے کہیں بڑی حد تک معاملہ فہم و مدبر بھی ہیں...... صاحبزادہ صاحب کا زہد و تقویٰ اور ان کی وسعت خیالانہ سادگی ہمیشہ یاد رہے گی (تاریخ احمدیت جلد ۴ صفحہ ۴۶۹)

۱۹۵۴ء میں ایک دشمن نے آپ پر چاقو سے قاتلانہ حملہ کیا آپ کی گردن پر بہت گہرا زخم آیا لیکن خدا تعالیٰ نے آپ کو بچالیا اس کے بعد آپ بہت بیمار رہنے لگے تھے۔ کمزور ہوتے جا رہے تھے۔

ڈاکٹروں کے مشورہ پر آپؓ علاج کیلئے ۱۹۵۶ء میں یورپ گئے علاج سے آپ کو کچھ حد تک فائدہ تو ہوا مگر پوری طرح تندرست نہ ہو سکے۔ بالآخر ۷/۸ نومبر ۱۹۶۵ء کی درمیانی شب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھائے گئے۔ اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں مدفون ہوئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا
اک وقت آئیگا کہ کہیں گے تمام لوگ
ملت کے اس فدائی پہ رحمت خدا کرے

(تلخیص از کتب سوانح فضل عمرؓ مصنفہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحبؒ و سیرت حضرت مصلح موعود مصنفہ حضرت صاحبزادی امۃ القدوس بیگم صاحبہ)

❀❀❀❀❀

مصلح موعود رضی اللہ عنہ سے متعلق چند معلومات

بطرز سوال و جواب

مرتبہ ابوالحسن عابد متعلم جامعہ احمدیہ قادیان

سوال: حضرت اقدس مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے باضابطہ طور پر مصلح موعود ہونے کا دعویٰ کس سن میں کیا؟

جواب: حضرت مصلح موعودؓ نے خدا تعالیٰ سے الہام پاکر ۲۸ جنوری ۱۹۴۴ء کو خطبہ جمعہ میں مسجد اقصیٰ قادیان میں مصلح موعود ہونے کا دعویٰ اظہار فرمایا۔

سوال: حضرت مصلح موعودؓ کی تاریخ پیدائش اور تاریخ وفات کیا ہے؟

جواب: حضرت مصلح موعودؓ ۱۲ر جنوری ۱۸۸۹ء کو پیدا ہوئے اور ۸ نومبر ۱۹۶۵ء میں آپ کی وفات ہوئی

سوال: حضرت اقدسؓ کس تاریخ کو مسند خلافت پر متمکن ہوئے اور خلافت ثانیہ کی پہلی بیعت کس مقام پر ہوئی؟

جواب: حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ کی وفات کے بعد بتاریخ ۱۴ر مارچ ۱۹۱۴ء کو مسجد نور میں خلافت ثانیہ کا انتخاب ہوا اور اسی جگہ حضورؓ نے موجود الوقت احباب جماعت کی بیعت لی۔ سب سے پہلے مولوی عبید اللہ صاحب مبلغ ماریشس اور دوسرے نمبر پر حضرت مولانا سید سرور شاہ صاحب نے بیعت کی۔

سوال: حضرت مصلح موعودؓ نے کس تاریخ کو قادیان سے ہجرت کی؟

جواب: حضرت مصلح موعودؓ نے پیش آمدہ حالات کے ماتحت مورخہ ۳۱ر اگست ۱۹۴۷ء کو قادیان سے ہجرت کی۔

سوال: ربوہ کی تعمیر کا آغاز کس سنہ میں ہوا؟

جواب: ربوہ کی تعمیر کا آغاز ۲۰ ستمبر ۱۹۴۸ء میں ہوا۔

سوال: حضرت مصلح موعودؓ کے زمانہ میں وہ کون سا جلسہ سالانہ تھا جس میں شریک ہونے والے احباب جماعت کی تعداد صرف سوا تین سو تھی؟

جواب: حضرت مصلح موعودؓ کے زمانہ میں ۱۹۴۷ء میں جو سالانہ جلسہ قادیان میں منعقد ہوا اس میں حالات کی مجبوری کے سبب صرف سوا تین سو درویشان ہی شریک ہوئے۔

سوال: حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے کسی مشہور استاد کا نام بتائیں؟

جواب: حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے حضرت مولانا حکیم نور الدین صاحب خلیفۃ اوّلؓ سے تعلیم حاصل کی۔

سوال: حضرت مصلح موعودؓ کی ان ازواج کے نام بتائیں جو قادیان کے بہشتی مقبرہ میں مدفون ہیں؟

جواب: حضرت سیدہ امۃ الحی صاحبہؓ (۲) حضرت سیدہ سارہ بیگم صاحبہ (ام مرزا رفیع احمد صاحب) ۳۔ حضرت سیدہ مریم بیگم صاحبہ (امّ طاہر)

سوال: حضرت مصلح موعودؓ کس سنہ میں حج بیت اللہ شریف سے مشرف ہوئے؟

جواب: سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے ۱۹۱۲ء میں خلافت اولیٰ کے زمانہ میں بیت اللہ شریف کا حج فرمایا۔

سوال: حضرت مصلح موعودؓ نے انگلستان کتنی بار اور کب تشریف لے گئے اور کس غرض سے؟

جواب: دو بار۔ پہلی مرتبہ ۱۹۲۴ء میں ویمبلے کانفرنس میں لیکچر دینے کیلئے۔ راستے میں مصر شام اور فلسطین میں بھی تھوڑا تھوڑا قیام فرمایا۔ دوسری بار ۱۹۵۶ء میں اپنے علاج کے سلسلہ میں تشریف لے گئے، اس سفر کے دوران حضورؓ نے یورپ کے احمدیہ مشنز کا بھی دورہ فرمایا۔

سوال: حضرت مصلح موعودؓ نے یورپ کے کن کن ملکوں کا دورہ فرمایا۔

جواب: انگلستان۔ فرانس۔ سوئٹزرلینڈ۔ جرمنی۔ ہالینڈ

سوال:۔ حضرت مصلح موعودؓ نے بیرون ممالک کس مسجد کا سنگ بنیاد اپنے مبارک ہاتھوں سے رکھا؟

جواب: ۱۹۲۴ء میں جب حضورؓ ویمبلے کانفرنس میں شرکت کیلئے انگلستان تشریف لے گئے تو اسی موقعہ پر حضور نے مورخہ 19 اکتوبر 1924ء کو مسجد فضل لندن کا سنگ بنیاد اپنے دست مبارک سے رکھا۔

سوال: وہ کون سا الہام ہے جو ایک ہی رات میں حضرت مسیح موعودؑ کو بھی ہوا اور حضرت مصلح موعودؓ کو بھی

جواب: ۲۸ر اپریل ۱۹۰۵ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہام ہوا کہ انی مع الافواج اتیک بغتة۔ اسی شب کو حضرت مصلح موعودؓ نے خواب میں دیکھا کہ حضرت مسیح موعودؑ کو انی مع الافواج اتیك بغتة الہام ہوا ہے۔ صبح اُٹھ کر فکر کیا تو معلوم ہوا کہ بے شک یہ الہام ہوا ہے۔ (تذکرہ صفحہ ۵۳۹)

سوال: خلیفہ ثانی ہونے کے علاوہ کوئی اور بات بتائیں جس سے حضرت مصلح موعودؓ کی حضرت عمرؓ سے مشابہت نکلتی ہو؟

جواب: حضرت عمرؓ کی طرح آپؓ پر بھی قاتلانہ حملہ ہوا۔ یہ حملہ بتاریخ ۱۰ مارچ ۱۹۵۴ء بعد نماز عصر مسجد مبارک ربوہ میں ہوا۔

۲۔ جس طرح حضرت عمرؓ نے سن ہجری قمری کیلنڈر جاری کیا اسی طرح حضرت مصلح موعودؓ نے سنہ ہجری شمسی کیلنڈر جاری فرمایا۔

سوال: حضرت مرزا سلطان احمد صاحب کون تھے؟ انہوں نے کب بیعت کی اور ان کی بیعت کے ساتھ کونسی پیشگوئی پوری ہوئی؟

حضرت مرزا سلطان احمد صاحب جو حضرت مسیح موعودؑ کی پہلی زوجہ کے بطن سے صاحبزادے تھے ۲۵ نومبر ۱۹۳۰ء کو حضورؓ کی بیعت کرکے داخل سلسلہ ہوئے۔ اس طرح حضورؓ تین کو چار کرنے والے بنے۔ یعنی پہلے آپ تین زندہ بھائی احمدیت میں داخل تھے حضورؓ نے آپ کی بیعت قبول کرکے اس تعداد کو چار بنادیا۔

سوال:۔ ۱۹۴۴ء میں کون کون سے اہم واقعات ہوئے؟

جواب:۔ (۱) مورخہ 6/7 جنوری 1944 کو لاہور میں آپؓ پر پیشگوئی مصلح موعود کے مصداق ہونے کا انکشاف ہوا۔ اور ۲۸ جنوری ۱۹۴۴ء کو خطبہ میں حضور نے دعویٰ فرمایا (۲) مورخہ 5 مارچ 1944ء کو حضرت ام طاہر صاحبہ کی وفات ہوئی اور اسی سانحہ کے بعد حضورؓ نے مزار حضرت مسیح موعودؑ پر جاکر چالیس روز لگاتار دعا کرنے کا التزام فرمایا۔

۳۔ ۲۰ فروری ۱۹۴۴ کو ہوشیار پور میں جلسہ مصلح موعود اور حضورؓ کی شرکت

۴۔ ۱۲ مارچ کو لاہور میں جلسہ مصلح موعود

۵۔ ۲۳ مارچ کو لدھیانہ میں جلسہ مصلح موعود

۶۔ ۱۶ اپریل کو دہلی میں جلسہ مصلح موعود

۷۔ اسی دوران مورخہ ۱۷ مارچ ۱۹۴۴ء کو حضرت میر محمد اسحاق صاحبؓ کی وفات ہوئی۔

سوال:۔ حضرت مصلح موعودؓ کا کوئی الہام حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے متعلق بتائیں۔

جواب: مصلح موعودؓ نے فرمایا "خدا تعالیٰ نے مجھے خبر دی ہے کہ میں تجھے ایک ایسا لڑکا دوں گا جو دین کا ناصر ہوگا۔ اور اسلام کی خدمت پر کمر بستہ ہوگا۔ (الفضل ۸ر اپریل ۱۹۱۵ء)

سوال: حضرت مصلح موعودؓ کے ذریعہ کون کونسی انجمن کا قیام عمل میں آیا ان کے دائرہ عمل کے متعلق روشنی ڈالیں۔

جواب: انجمن تحریک جدید کا قیام 1934 میں جو بیرونی ممالک میں تبلیغ اسلام واحمدیت کا کام سرانجام دیتی ہے۔

انجمن وقف جدید کا قیام 1957ء میں جو اندرون ملک میں مسلمانوں کی تربیت کرتی ہے۔

سوال: منارۃ المسیح کی چار منزلہ خوبصورت عمارت کی تکمیل کس کے ذریعہ اور کب عمل میں آئی؟

جواب: سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کے ذریعہ 1916ء میں۔

سوال: حضورؓ نے جماعت میں باقاعدہ مبلغ کس سنہ میں مقرر فرمائے اور سب سے پہلے کون کون مبلغ مقرر کئے گئے؟

جواب: حضرت مصلح موعودؓ نے جماعت میں ۱۹۲۲ء میں باقاعدہ مبلغین مقرر فرمائے سب سے پہلے دو مبلغ مولانا غلام رسول صاحب راجیکیؓ اور مولانا محمد ابراہیم صاحب بقاپوری مقرر ہوئے۔

سوال: سلسلہ کے مشہور آرگن "الفضل" کا اجراء کب ہوا؟

جواب: اخبار الفضل کا اجراء ۱۹۱۳ء کے وسط میں خلافت اولیٰ کے زمانہ میں حضرت مصلح موعودؓ کے ذریعہ عمل میں آیا۔

سوال: انگلستان میں مبلغ کے طور پر سب سے پہلے کون بزرگ تشریف لے گئے اور کب؟ نیز کس نے خرچ برداشت کیا؟

جواب: مجلس انصار اللہ کی طرف سے چودھری فتح محمد صاحب سیال کو 28 جون 1913ء کو بھجوایا گیا۔ یہ مجلس اس زمانہ میں تبلیغی اغراض کے ماتحت حضرت مصلح موعودؓ ہی نے قائم فرمائی تھی۔

سوال:۔ امریکہ اور افریقہ میں کس کس سن میں تبلیغ کا آغاز ہوا۔

جواب:۔ حضرت مصلح موعودؓ کی قیادت میں امریکہ میں ۱۹۱۹ء میں حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ بحیثیت مبلغ تشریف لے گئے اور ۱۹۱۳ء تک یہ فریضہ سرانجام دیتے رہے۔ مغربی افریقہ کے ملک نائجریا اور گولڈ کوسٹ (موجودہ غانا) بحیثیت مبلغ مولانا عبد الرحیم صاحب نیرؔ ۱۹۲۱ء میں تشریف لے گئے اور اس تاریک براعظم میں اسلام اور احمدیت کے انوار کی اشاعت کا کام شروع کیا۔

سوال:۔ مسند خلافت پر متمکن ہونے سے قبل حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ کے زمانہ میں حضرت مصلح موعودؓ کے کیا کیا مشاغل تھے؟

جواب: مجلس تشحیذ الاذہان اور رسالہ تشحیذ الاذہان جاری کیا۔ (۲) صدر انجمن احمدیہ کے ممبر بنائے گئے۔ (۳) الفضل کی ایڈیٹری کا کام (۴) خلافت اولیٰ کے زمانہ صدر انجمن احمدیہ کے پریذیڈنٹ بھی تھے۔ (۵) صدر انجمن احمدیہ کے انتظام میں کئی صیغوں کے آنریری انچارج رہے۔ مثلاً لنگر خانہ اور مدرسہ احمدیہ نمایاں ہیں (۶) مختلف مقامات میں تبلیغ کیلئے تشریف لے جاتے رہے۔

سوال: حضرت مصلح موعودؓ کے زمانہ میں کون کونسی غیر معمولی جنگیں ہوئیں اور کب؟

جواب: جنگ عظیم اوّل جو ۱۸-۱۹ء میں ختم ہوئی۔ جنگ عظیم دوم 3519 سے شروع ہوکر 1945 تک رہی۔ ہندو پاک کی جنگ جو ستمبر 1965 میں ہوئی اور تقریباً 20 دن جاری رہی۔

سوال:۔ جماعت احمدیہ میں قضاء کا باقاعدہ نظام کس سنہ میں جاری ہوا۔ اسی طرح مجلس مشاورت کا قیام کس سنہ میں عمل میں آیا؟

جواب:۔ حضرت مصلح موعودؓ کے حکم سے جماعت احمدیہ میں صیغہ قضاء کا قیام ۱۹۱۹ء میں اور ارشاد خداوندی و امرھم شوریٰ بینھم کی تعمیل میں حضورؓ نے جماعت احمدیہ میں مجلس مشاورت کا قیام ۱۹۲۲ء میں فرمایا۔

سوال:۔ سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے جماعت کے مرکزی نظم ونسق میں کس قسم کی اصلاح فرمائی؟

جواب: ناظر اعلیٰ اور نظارتوں کا قیام فرمایا۔ پہلے یہ انتظام صدر انجمن احمدیہ سے علیحدہ تھا۔ مگر ۲۵ء میں دونوں کو مدغم کردیا اور ناظروں کی ذمہ وارانہ پوزیشن

جدید نظام کے مطابق قائم ہوگئی۔

سوال:۔ ارتداد ملکانہ یا ملکانوں کی شدھی کا واقعہ کب پیش آیا۔ کس سنہ میں اس کا زور رہا اور حضرت مصلح موعودؓ نے اس کیلئے کیا کچھ علمی جدوجہد فرمائی۔

جواب:۔ ۱۹۲۲ اور ۱۹۲۴ء میں یہ فتنہ یوپی کے اضلاع آگرہ مین پوری۔ علی گڑھ، اور ملحقہ ریاست ہائے بھرت پور۔ الور وغیرہ میں زوروں پر تھا۔ وہاں کے اصل باشندے جو مسلمان تھے ان کو ہندو اپنے مذہب میں داخل کررہے تھے۔ چنانچہ ۲۳ ۱۹۲۲ء میں حضورؓ نے اس علاقہ میں کثرت سے آنریری مبلغ بھیج کر اسلام کی ایک مہم جاری فرمائی۔ حضور کی اپیل پر جماعت میں سے سینکڑوں آنریری مبلغ میدان عمل میں آئے۔ حضرت چوہدری فتح محمد صاحب سیال ایم اے اس مہم کے انچارج تھے، چنانچہ چند ماہ کی مسلسل تبلیغی جدوجہد کے نتیجہ میں شدھی کی لہر کو قطعی طور پر روک دیا گیا۔

سوال:۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھا ہے کہ یسافر المسیح الموعود او خلیفۃ من خلفاء الی ارض دمشق حضرت مصلح موعودؓ کے ذریعہ یہ بات کس طرح اور کب پوری ہوئی۔

جواب:۔ ۱۹۲۴ء کو سفر انگلستان کے دوران حضورؓ نے مصر۔ شام اور فلسطین میں بھی تھوڑا تھوڑا قیام فرمایا جو دمشق کے شرقی حصہ میں ہے۔ اور آپ کے ہوٹل کے عین سامنے ایک خوبصورت سفید منارہ بھی تھا۔ اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ پیشگوئی ظاہری طور پر پوری ہوگئی جس میں بتایا گیا تھا کہ مسیح موعود دمشق کی شرقی جانب ایک سفید منار کے پاس اترے گا اور حضرت مسیح موعودؑ نے اس کی جو تشریح فرمائی تھی وہ اس سفر کے ساتھ ظاہری طور پر حضرت مصلح موعود کے ذریعہ پوری ہوگئی۔

سوال:۔ حضرت مصلح موعودؓ کے زمانہ میں کابل کے اندر کس احمدی کو شہید کیا گیا اور کب؟

جواب: ۱۹۲۴ء میں جب حضورؓ لندن میں تشریف فرما تھے کہ امیر امان اللہ خان کے حکم سے کابل میں مولوی نعمت اللہ صاحب کو نہایت بے رحمی اور بے دردی سے سنگسار کردیا گیا۔

سوال: کیا آپ جانتے ہیں کہ روس کے مشہور شہر تاشقند کو تاریخ احمدیت میں بالخصوص زمانہ مصلح موعودؓ کے ساتھ بھی خاص تعلق ہے؟

جواب: ۱۹۲۴ء میں جب حضورؓ ولایت کے سفر کے لئے تشریف لے گئے تو اسی دن ایک وفد نے مولوی ظہور حسین صاحب کو ملک میں داخل ہونے پر گرفتار کرلیا اور آپ کو ایک لمبا عرصہ روسی جیل خانوں میں نہایت درجہ کی اذیتیں پہنچائی گئیں۔ ان اذیت ناک جیل خانوں میں تاشقند کا جیل خانہ بھی تھا جہاں مولوی صاحب نے باوجود تکلیف دہی کے جیل کی تاریک کوٹھڑیوں میں بھی تبلیغ کا سلسلہ جاری رکھا۔ اور بعض قیدیوں کو احمدی بنالیا۔

سوال: فلسطین میں سلسلہ کے پہلے کون مبلغ کس سن میں گئے جواب:۔ حضرت مصلح موعودؓ کے حکم سے فلسطین میں ۱۹۲۶ء میں مولانا جلال الدین صاحب شمس پہنچے باقاعدہ مشن کا قیام عمل میں آیا۔

سوال:۔ انڈونیشیا (جزائر جاوا سماٹرا) میں کس سنہ میں مشن کھولا گیا اور پہلے مبلغ کون تھے۔

جواب:۔ ۱۹۲۵ء میں مولانا رحمت علی صاحب جزیرہ سماٹرہ میں تشریف لے گئے جہاں ایک بھاری جماعت قائم ہوئی اور بڑی تعداد میں احباب کو قبول احمدیت کی توفیق ملی۔ اب ان سب ملحقہ جزائر کو ملا کر اسے انڈونیشیا کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

سوال: لجنہ اماء اللہ کے ماتحت جاری ہونے والے اخبار کا نام لکھیں اور بتائیں کہ یہ کس سنہ میں جاری ہوا؟

جواب: لجنہ اماء اللہ کا ماہوار رسالہ ''مصباح'' مصلح موعود کے زمانہ میں ۱۹۲۶ء میں جاری ہوا۔

سوال:۔ جلسہ ہائے سیرت النبیؐ اور جلسہ ہائے پیشوایان مذاہب کب سے شروع ہوئے؟

جواب: جلسہ سیرت النبیؐ کا آغاز ۱۹۲۸ء میں حضورؓ نے فرمایا اور جلسہ ہائے پیشوایانِ مذاہب ۱۹۳۹ میں۔

سوال:۔ قادیان میں ریل۔ تار۔ بجلی ٹیلیفون کب سے جاری ہوا؟

جواب:۔ جملہ سہولیات حضرت مصلح موعودؓ کے زمانہ میں قادیان کو حاصل ہوئیں۔ چنانچہ تار کا نظام ۲۶ء میں اور ریل ۲۸ء میں بجلی ۳۵ میں اور ۳۷ء میں ٹیلیفون کا نظام جاری ہوا۔

انعامی مقابلہ اطفال الاحمدیہ بھارت

جملہ قائدین و ناظمین اطفال کی آگاہی کیلئے اعلان ہے کہ دسویں سالانہ مقابلہ مضمون نویسی مجلس اطفال الاحمدیہ بھارت بابت سال 05-2004 کیلئے محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ بھارت نے درج ذیل عنوان کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ 'سیرت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ'

آپ سے درخواست ہے کہ آپ زیادہ سے زیادہ اطفال کو اس مقابلہ میں حصہ لینے کی تحریک کریں اور ذاتی دلچسپی لیتے ہوئے اطفال کو اس میں شامل کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔ آمین۔

شرائط:۔ مضمون کسی بھی علاقائی زبان میں تحریر کیا جاسکتا ہے۔ مضمون کم از کم تین ہزار الفاظ پر مشتمل ہونا چاہئے۔ مضمون کاغذ کے دونوں طرف حاشیہ چھوڑ کر لکھیں اور کاغذ کی پشت پر نہ لکھیں۔ مضمون میں جو بھی عبارت بصورت واقعہ تحریر کی جائے وہ مستند ہونی چاہئے۔ یعنی قرآن، حدیث، تاریخ، کتب بزرگان کے حوالہ جات مکمل اور صاف تحریر کئے جائیں اور کتب کا سن اشاعت بھی تحریر کیا جائے۔ مضمون کی ابتداء میں نام طفل، ولدیت، عمر، مجلس اور مکمل پتہ درج ہونا چاہئے۔ مضمون پر قائد مجلس کی تصدیق نہایت ضروری ہے۔ مضمون میں کسی بھی مقام میں سرخ روشنائی کا استعمال نہ کریں۔ مضمون بھیجنے کی آخری تاریخ 15 اگست 2005ء ہے۔ مضمون میں اول، دوئم۔ سوئم آنے والے اطفال کو سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ بھارت کے موقعہ پر نقد انعام اور سندات کامیابی سے نوازا جائے گا۔ نیز مقابلہ میں حصہ لینے والے تمام اطفال کو شمولیت کی سند دی جائے گی۔ انعامی مضمون کے متعلق آخری فیصلہ مجلس کا ہوگا۔ قائد مجلس مقالہ کا جائزہ لیں اور 20 نمبران کے اختیار میں ہیں۔

(سیکرٹری تعلیم و تربیت مجلس اطفال الاحمدیہ بھارت)

……تقریب شادی……

مورخہ 5 دسمبر 2004 کو عزیز اظہر احمد خادم ابن مکرم مولوی ظہیر احمد صاحب خادم مینجر بدر و ناظر دعوت الی اللہ بھارت کی تقریب شادی عمل میں آئی بعد نماز عصر مسجد مبارک میں حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی قادیان نے اجتماعی دُعا کرائی بعدہ بارات احمدیہ گراؤنڈ میں گئی جہاں مکرم قریشی انعام الحق صاحب کی بیٹی عزیزہ نادیہ پرویزہ کی رخصتی پر دعا ہوئی۔ 7 دسمبر کو دعوت ولیمہ ہوئی جس میں کثیر تعداد میں مدعوین نے شرکت کی۔ اللہ تعالیٰ یہ رشتہ ہر دو خاندان کیلئے ہر جہت سے بابرکت و مثمر بثمرات حسنہ بنائے۔ ادارہ بدر اس موقع پر مکرم مولوی ظہیر احمد صاحب خادم مینجر بدر اور آپ کے افراد خانہ کو مبارک باد پیش کرتا ہے۔ (ادارہ)

درخواست دُعا

خاکسار کی جملہ پریشانیوں کے ازالہ اپنی اور اہل وعیال کی صحت وتندرستی اور نیک مرادات کے پورے ہونے کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ (عبدالسلام مبلغ سلسلہ)

بقیہ صفحہ (22)

لیں مگر اسی اثنا میں ہمارے علماء نے اعلان شائع کیا کہ احمدی فرقہ کے لوگ سب کافر ہیں ان کا کفر ملکانہ کے راجپوتوں کے کفر سے بھی زیادہ شدید ہے اس زمانہ میں علماء کا کام مسلمان بنانا نہیں ہے بلکہ مسلمانوں کو کافر بنانا ہے مجھے یقین ہے کہ دنیا میں ایک بھی مسلمان ایسا نہ ہوگا جس کے متعلق سب علماء دین بالاتفاق کہہ سکیں کہ یہ واقعی ٹھیک مسلمان ہے ہمارے علماء سے جسے چاہو کافر بنوالو۔ وہابی کافر بدعتی کافر رافضی کافر خارجی کافر لیکن اگر ان سے چاہو کہ چند کافروں کو مسلمان کردو تو یہ کام ان سے نہیں ہوسکتا''

(رسالہ تہذیب النسواں لاہور ۲ مئی ۱۹۲۵ء)

(بحوالہ سووینئر کراچی 1989ء).

اخبار بدر کی مالی و قلمی اعانت کر کے عنداللہ ماجور ہوں نیز کاروباری اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں (مینیجر بدر)

بقیہ صفحہ (10)

کہ یا اللہ اس خانہ کعبہ کو دیکھنے کا مجھے روز روز کہاں موقعہ ملے گا آج عمر بھر میں قسمت کے ساتھ موقعہ ملا ہے پس میری تو یہی دعا ہے کہ تیرا اپنے رسول سے وعدہ ہے کہ اس کو پہلی دفعہ حج کے موقعہ پر دیکھ کر جو شخص دعا کرے گا وہ قبول ہوگی میری دعا تجھ سے یہی ہے کہ ساری عمر میری دعائیں قبول ہوتی رہیں چنانچہ اُس کے فضل اور احسان سے میں برابر یہ نظارہ دیکھ رہا ہوں کہ میری ہر دعا اس طرح قبول ہوتی ہے کہ شاید کسی اعلیٰ درجہ کے شکاری کا نشانہ بھی اس طرح نہیں لگتا''۔

(تفسیر کبیر جلد ۲ صفحہ ۴۵۰)

بقیہ صفحہ (18)

کیونکہ انہوں نے مجھ سے کچھ بات کرنی ہے میں وہاں گیا تو ان کی گاڑی تیار تھی اس میں وہ بھی بیٹھ گئے اور میں بھی اور ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب اسسٹنٹ سرجن بھی ہمارے ساتھ تھے گاڑی آپ کی کوٹھی کی طرف روانہ ہوئی اور جس وقت اس سڑک پر چڑھی جو مدرسہ تعلیم الاسلام کی گراؤنڈ میں تیار کی گئی ہے تو آپ کا ایک ملازم دوڑتا ہوا آیا کہ حضور فوت ہوگئے اس وقت میں بے اختیار ہو کر آگے بڑھا اور گاڑی والے کو کہا کہ گاڑی دوڑاؤ اور جلدی پہنچاؤ اسی وقت نواب صاحب کو وہ رؤیا یاد آئی اور آپ نے کہا کہ وہ رؤیا پوری ہوگئی یہ رؤیا ہستی باری تعالیٰ کا ایک ایسا زبردست ثبوت ہے کہ سوائے کسی ایسے انسان کے جو شقاوت کی وجہ سے صداقت ماننے سے بالکل انکار کردے ایک حق پسند کیلئے نہایت رشد اور ہدایت کا موجب ہے اور اس سے پتہ چلتا ہے کہ انسان خدا تعالیٰ کے فیصلہ سے بچنے کی لاکھ کوشش کرے تقدیر پوری ہو کر ہی رہتی ہے میں نے جس خوف سے لاہور کا سفر ملتوی کرنے کا ارادہ کیا تھا وہ امر قادیان ہی میں پورا ہوا''۔

بحوالہ برکات خلافت ۱۹۱۴ء طبع اوّل صفحہ ۴۴ تا ۴۵)

آخر پر اس بیان کے ساتھ اپنے اس مختصر مضمون کو ختم کرتا ہوں کہ ہمارے اس عظیم قائد عظیم جرنیل جو کہ بے شمار کامرانیوں اور ظفر مندیوں سے ہم کنار رہا بلکہ لازوال الٰہی برکات سے کرہ ارض کو معمور کرتا رہا اس پر ابدالآباد تک ملائکۃ اللہ برکتیں اور رحمتیں نازل کرتے رہیں۔ آمین۔ یارب العالمین۔

ملکانہ کی شدھی تحریک اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ

بیسویں صدی کے اوائل میں ملکانہ کے مسلمان راجپوتوں کو ہندو پنڈتوں نے شدھ کر کے اسلام سے منحرف کرنا شروع کر دیا ان کے عزائم کس درجہ خوفناک تھے اس کا اندازہ ''راجکمار امیٹھی'' ہندو لیڈر کی اس تقریر سے ہوسکتا ہے جسے اخبار ''تیج'' ۲۰ مارچ ۱۹۲۶ء نے ان الفاظ میں شائع کیا کہ:۔

''بلا شدھی کے ہندو مسلم ایکتا (اتحاد) نہیں ہوسکتی جس وقت سب مسلمان شدھ ہوکر ہندو ہو جائیں گے تو سب ہندو ہی ہندو نظر آئیں گے۔ پھر دنیا میں کوئی طاقت اس کو آزادی سے نہیں روک سکتی ہے اگر شدھی کیلئے ہم کو بڑی سے بڑی مصیبت اٹھانی پڑے تو بھی اس آندولن (تحریک) کو آگے بڑھانا چاہئے۔

اخبار تیج دہلی ۱۳ جنوری ۱۹۲۷ء میں دہلی کے ایک ہندو شاعر نے لکھا:۔

کام شدھی کا کبھی بند نہ ہونے پائے
بھاگ سے وقت یہ قوموں کو ملا کرتے ہیں
ہندوو تم میں ہے اگر جذبۂ ایمان باقی
رہ نہ جائے کوئی دنیا میں مسلمان باقی

اس موقع پر حضرت امام جماعت احمدیہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے جماعت کیلئے یہ اعلان فرمایا:

''ہمیں اس وقت ڈیڑھ سو آدمیوں کی ضرورت ہے جو اس علاقہ (یعنی ملکانہ) میں کام کریں ...... اس ڈیڑھ سو میں سے ہر ایک کو فی الحال تین ماہ کیلئے زندگی وقف کرنی ہوگی۔ ہم ان کو ایک پیسہ بھی خرچ کیلئے نہ دیں گے۔ اپنا اور اپنے اہل و عیال کا خرچ ان کو خود برداشت کرنا ہوگا جو لوگ ملازمتوں پر ہیں وہ اپنی رخصتوں کا خود انتظام کریں اور جو ملازم نہیں اپنے کاروبار کرتے ہیں وہاں سے فراغت حاصل کریں ...... اس سکیم کے ماتحت کام کرنے والوں کو ہر ایک اپنا کام آپ کرنا ہوگا۔ اگر کھانا آپ پکانا پڑے تو پکائیں گے۔ اگر جنگل میں سونا پڑے گا تو سوئیں گے جو اس محنت اور مشقت کو برداشت کرنے کیلئے تیار ہوں وہ آئیں ان کو اپنی عزت اپنے خیالات قربان کرنے پڑیں گے ایسے لوگوں کی محنت باطل نہیں جائے گی ننگے پیروں چلیں گے جنگلوں میں سوئیں گے خدا ان کی اس محنت کو جو اخلاص سے کی جائے گی ضائع نہیں کرے گا اس طرح جنگلوں میں ننگے پیروں پھرنے سے ان کے پاؤں میں جو سختی پیدا ہو جائے گی وہ حشر کے دن جب پل صراط سے گزرنا ہوگا ان کے کام آئے گی مرنے کے بعد ان کو جو مقام ملے گا وہ راحت و آرام کا مقام ہوگا''

(الفضل ۱۵ مارچ ۱۹۲۳ء)

جماعت احمدیہ کے افراد نے اپنے امام کی اس پکار پر جس اخلاص اور جذبہ ایمانی کیساتھ ملت کی خدمت کی ہے اس کا اعتراف نہ صرف اپنوں نے بلکہ غیروں نے بھی کیا ہے۔ چند آرا، ملاحظہ فرمائیے۔

''زمیندار اخبار اپنی ۲۴ جون ۱۹۳۲ء کی اشاعت میں رقمطراز ہے۔

''جو حالات فتنہ ارتداد کے متعلق بذریعہ اخبارات علم میں آچکے ہیں ان سے صاف واضح ہے کہ مسلمانانِ جماعت احمدیہ اسلام کی انمول خدمت کر رہے ہیں جو ایثار اور کمر بستگی نیک نیتی اور توکل علی اللہ ان کی جانب سے ظہور میں آیا ہے وہ اگر ہندوستان کے موجودہ زمانہ میں بے مثال نہیں تو بے اندازہ عزت اور قدردانی کے قابل ضرور ہے جہاں ہمارے مشہور پیر اور سجادہ نشین حضرات بے حس و حرکت پڑے ہیں اس اولو العزم جماعت نے عظیم الشان خدمت کر کے دکھادی۔

(زمیندار لاہور ۲۴ جون ۱۹۲۳ء بیان شیخ نیاز علی ایڈوکیٹ ہائی کورٹ لاہور)

پھر ۲۹ جون ۱۹۲۳ء کی اشاعت میں لکھا:۔

''قادیانی احمدی اعلیٰ ایثار کا اظہار کر رہے ہیں ان کا قریباً ایک سو مبلغ امیر وفد کی سرکردگی میں مختلف دیہات میں مورچہ زن ہے۔ ان لوگوں نے نمایاں کام کیا ہے جملہ مبلغین بغیر تنخواہ یا سفر خرچ کے کام کر رہے ہیں ہم گو احمدی نہیں لیکن احمدیوں کے اعلیٰ کام کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتے جس ایثار کا اعلیٰ ثبوت جماعت احمدیہ نے دیا ہے اس کا نمونہ سوائے متقدمین کے مشکل سے ملتا ہے ان کا ہر ایک مبلغ غریب ہو یا امیر بغیر مصارف سفر و طعام حاصل کئے میدان عمل میں گامزن ہے۔ شدید گرمی اور لوؤں میں وہ اپنے امیر کی اطاعت میں کام کر رہے ہیں''۔

(زمیندار لاہور ۲۹ جون ۱۹۲۳ء بیان شیخ غلام حسین صاحب ہیڈ ماسٹر ہائی اسکول جہلم) اخبار مشرق گورکھپور نے لکھا:۔

''جماعت احمدیہ نے خصوصیت کے ساتھ آریہ خیالات پر بہت بڑی ضرب لگائی ہے اور جماعت احمدیہ جس ایثار اور درد سے تبلیغ و اشاعت اسلام کرتی ہے وہ اس زمانے میں دوسری جماعتوں میں نظر نہیں آتی''۔ (اخبار مشرق ۱۵ مارچ ۱۹۲۳ء)

اسی اخبار نے چند دن بعد پھر لکھا:

''جماعت احمدیہ کے امام و پیشوا کی لگاتار تقریروں اور تحریروں کا اثر ان کے تابعین پر بہت گہرا پڑا اور اس جہاد میں اس وقت سب سے آگے یہی فرقہ نظر آتا ہے اور باوجود اس بات کے کہ احمدی فرقہ کے نزدیک اس گروہ نومسلم کی تائید ضروری نہ تھی کیونکہ اس فرقہ سے اس کا کوئی تعلق نہ تھا مگر اسلام کا نام لگا ہوا تھا لئے اس کی شرم سے امامِ جماعت احمدیہ کو جوش آگیا ہے اور آپ کی بعض تقریریں دیکھ کر دل پر بہت ہیبت طاری ہوتی ہے کہ ابھی خدا کے نام پر جان دینے والے موجود ہیں اور اگر ہمارے علماء کو اس بات کا اندیشہ ہو کہ جماعت احمدیہ اپنے عقائد کی تعلیم دے گی تو وہ اپنی متفقہ جماعت میں ...... ایسا خلوص پیدا کر کے آگے بڑھیں کہ ستو کھائیں اور چنے چبائیں اور اسلام کو بچائیں جماعت احمدیہ کے ارکان میں یہ خلوص ہم بیشتر دیکھتے ہیں دیانت ایفاء عہد اپنے امام کی اطاعت میں یہ جماعت منفرد ہے جناب مرزا صاحب اور ان کی جماعت کی عالی حوصلگی اور ایثار کی تعریف کے ساتھ ہم مسلمانوں کو ایسے ایثار کی غیرت دلاتے ہیں دیانت اور امانت جو مسلمانوں کی امتیازی صفتیں تھیں آج وہ ان میں نمایاں ہیں جماعت احمدیہ کی فیاضی اور ایثار کے ساتھ ان کی دیانت اور آمد و خرچ کے ابواب کی درستگی اور باقاعدگی سب سے زیادہ قابل ستائش ہے اور یہی وجہ ہے کہ باوجود آمدن کی کمی کے یہ لوگ بڑے بڑے کام کر رہے ہیں''۔

(مشرق گورکھپور ۲۹ مارچ ۱۹۲۳ء)

اخبار زمیندار لاہور نے اپنی ۱۸ اپریل ۱۹۲۳ء کی اشاعت میں جماعت احمدیہ کو یوں خراج تحسین پیش کیا۔

''احمدی بھائیوں نے جس خلوص جس ایثار جس جوش اور جس ہمدردی سے اس کام میں حصہ لیا وہ اس قابل ہے کہ ہر مسلمان اس پر فخر کرے''۔

اخبار ''ہمدم'' لکھنؤ نے اپنی ۶ اپریل ۱۹۲۳ء کی اشاعت میں لکھا:۔

''قادیانی جماعت کی مساعی حسنہ اس معاملے میں بے حد قابل تحسین ہیں اور دوسری اسلامی جماعتوں کو بھی انہی کے نقش قدم پر چلنا چاہئے''۔

اسی طرح اخبار وکیل امرتسر نے لکھا:۔

''احمدی جماعت کا طرز عمل اس بات میں نہایت قابل تعریف ہے جو باوجود چھیڑ چھاڑ کے محض اس خیال سے کہ اسلام چشم زخم سے محفوظ رکھا جائے ان خانہ جنگیوں کے انسداد کی طرف خود مسلمانوں کے لیڈروں کو توجہ دلاتے ہیں اور ہر طرح کام کرنے کو تیار ہیں ...... ہم علیٰ وجہ البصیرت اعلان کرتے ہیں کہ قادیان کی احمدی جماعت بہترین کام کر رہی ہے''

(اخبار وکیل' امرتسر ۳۰ مئی ۱۹۲۳ء)

یہ تو مسلمان اخبارات کی شہادت تھی۔ ہندو اخبارات کے اعترافات میں سے صرف دو اعتراف بھی ملاحظہ فرمائیے۔

اخبار جیون تت لاہور لکھتا ہے:۔

ملکانہ راجپوتوں کی شدھی کی تحریک کو روکنے اور ملکانوں میں اسلامی مت کا پرچار کرنے کیلئے احمدی صاحبان خاص جوش کا اظہار کر رہے ہیں۔ چند ہفتے ہوئے قادیانی فرقہ کے لیڈر مرزا محمود احمد صاحب نے ڈیڑھ سو ایسے کام کرنے والوں کیلئے اپیل کی تھی جو تین ماہ کے لئے ملکانوں میں جاکر مفت کام کرنے کیلئے تیار ہوں جو اپنا اور اپنے اہل و عیال کا وہاں کے کرایہ وغیرہ کا کل خرچہ برداشت کر سکیں اور انتظام میں جس لیڈر کے ماتحت جس کام پر انہیں لگایا جائے اسے وہ خوشی خوشی کرنے کیلئے تیار ہوں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس اپیل پر چند ہفتوں کے اندر اندر چار سو سے زائد درخواستیں ان شرائط پر کام کرنے کیلئے موصول ہو چکی ہیں اور تین پارٹیوں میں نوّے ۹۰ احمدی صاحبان آگرہ کے علاقہ میں پہنچ چکے ہیں اور بہت سرگرمی سے ملکانوں میں اپنا پرچار کر رہے ہیں۔ اس نئے علاقہ کے حالات معلوم کرنے کیلئے ان میں سے بعض نے جن میں گریجویٹ نوجوان بھی شامل تھے اپنے بستر کندھوں پر رکھ کر اور تیز دھوپ میں پیدل سفر کر کے سارے علاقے کا دورہ کیا۔ اپنے مت کیلئے ان کا جوش اور ایثار قابلِ تعریف ہے''۔

(اخبار جیون تت لاہور ۲۴ اپریل ۱۹۲۳ء)

''ہندو دھرم اور اصلاحی تحریکیں'' کے مصنف نے اعتراف کیا۔

''آریہ سماج نے شدھی یعنی ناپاک کو پاک کرنے کا طریقہ جاری کیا۔ ایسا کرنے سے آریہ سماج کا مسلمانوں کے تبلیغی گروہ یعنی قادیانی فرقہ سے تصادم ہو گیا آریہ سماج کہتی تھی کہ وید الہامی ہے اور سب سے پہلا آسمانی صحیفہ اور مکمل گیان ہے ...... قادیانی کہتے تھے کہ قرآن شریف خدا کا کلام ہے اور حضرت محمد خاتم النبیین ہیں۔ اس کدوکاوش کا نتیجہ یہ ہوا کہ کوئی مسلمان اب مذہب کی خاطر آریہ سماج میں داخل نہیں ہوتا''۔

(ہندو دھرم اور اصلاحی تحریکیں صفحہ ۴۳-۴۴)

افسوس کہ اس نازک وقت میں بھی علماء نے کفر بازی کے شغل کو ترک نہ کیا۔ مولوی ممتاز علی صاحب ایڈیٹر اخبار تہذیب النسواں لاہور نے بڑے درد کے ساتھ لکھا کہ:۔

''میں نے سنا ہے کہ میدان ارتداد میں ہر فرقہ اسلام نے تبلیغ کیلئے اپنے اپنے نمائندے بھیجے ہیں میں نے مناسب جانا کہ میں جس گروہ کے مبلغین کو زیادہ کامیاب دیکھوں ان میں سے ایک اپنے لئے منتخب کرلوں۔ تحقیقات سے معلوم ہوا کہ تبلیغ کے کام میں سب سے زیادہ کامیابی احمدی مبلغوں کو ہوئی ہے اس لئے میں نے چاہا کہ اگر تہذیبی بہنوں کو اعتراض نہ ہو تو وہ ان میں سے کسی ایک مبلغ کا خرچ اپنے ذمہ لے

باقی صفحہ (21) پر ملاحظہ فرمائیں

بقیہ: دورہ فرانس از صفحہ نمبر 9

پھر اس وقت مسیح الزمان کی جماعت کے پروانے قادیان کی بستی میں ایسا ہی ماحول پیدا کرنے کے لئے دنیا کے مختلف ممالک سے بھی اور ہندوستان کے دور دراز علاقوں سے بھی اکٹھے ہوئے ہیں، ایسے علاقوں سے، جہاں سردی نہیں ہوتی جب کہ قادیان میں ان دنوں میں بے انتہا سردی ہوتی ہے اور یہاں کی طرح ہیٹنگ کا انتظام بھی نہیں۔ اتنے ہی ٹمپریچر میں کھلے میدان میں بیٹھے ہوں گے جب کہ آپ نے یہاں مارکی کے اندر بھی ہیٹنگ کا انتظام کیا ہوا ہے۔ اور ان کے اپنے علاقوں میں سردی نہ ہونے کی وجہ سے وہ گرم کپڑے بھی نہیں رکھتے اور نہ ہی رکھ سکتے ہیں کیونکہ غربت اس کی اجازت نہیں دیتی لیکن ایمانوں کی گرمی نے اس ظاہری سردی کو پس پشت ڈال دیا ہے۔ اب بتاؤ کوئی ہے جو ان ایمان والوں کا مقابلہ کر سکے۔ یہ ہیں جو مسیح موعودؑ کے ماننے والے ہیں۔ ان کو اللہ اور اس کے رسول کا صحیح فہم اور ادراک حاصل ہے۔ اور اسی وجہ سے حضرت محمد ﷺ کی غلامی کا جُوا اپنی گردن پر ڈالے ہوئے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ ہندوستان کے مختلف علاقوں میں سے جب قافلے جلسہ پر جانے لگے تو مخالفین نے جلسہ پر جانے سے ان کو روکنے کی کوشش کی۔ ہمارے مبلغ اور معلم کو اغواء بھی کر لیا۔ جو سفر کر رہے تھے ان کے ٹکٹ ایک جگہ پر تھے وہ ٹکٹ بھی چھین لئے جس کی وجہ سے وہ سفر نہیں کر سکے۔ حضور نے فرمایا کہ یہ دنیا دار لوگ ایمان کو بھی دنیا کے ترازو میں تولتے ہیں۔ ان اوچھے ہتھکنڈوں سے ڈرانے کی کوشش کرتے ہیں تو یاد رکھو تمہاری یہ گیدڑ بھبکیاں، یہ ڈراوے ایمان کی حرارت والوں کا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتے۔ تم ایک ٹرین کیا ہزار ٹرینوں پر حملے کرو۔ ان کو روکو لیکن یاد رکھو کہ یہ گاڑی جواب چل چکی ہے۔ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے سچے غلاموں کی گاڑی ہے جس کے مسافروں کا مقصد صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا ہے۔ یہ اب تم لوگوں سے ٹھہرنے والی نہیں ہے۔ اب جو بھی اس کے رستہ میں آئے گا اس کو یہ روندتی چلی جائے گی۔ یہ الٰہی تقدیر ہے یہ اٹل تقدیر ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا حضرت مسیح موعودؑ سے وعدہ ہے اس نے غالب آنا ہے۔ پس اے ایمان کی حرارت والو، نیک مقصد کے لئے سفر کرنے والو ان مخالفتوں کی وجہ سے پہلے سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے آگے جھکو۔ دعاؤں پر زور دو، اپنی عبادتوں کو مزید سجاؤ اور ان دنوں میں قادیان کی فضا کو ذکر الٰہی سے معطر کر دو، بھر دو، ہر طرف ذکر الٰہی کی خوشبوئیں پھیلا دو۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو جو اس جلسہ میں شامل ہوئے ہیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کا بھی وارث بنائے۔ آمین

حضور انور نے گیارہ بجے اپنے افتتاحی خطاب کے بعد دعا کروائی جس کے بعد جلسہ کا افتتاحی اجلاس اپنے اختتام کو پہنچا۔

سوا گیارہ بجے حضور انور مشن ہاؤس کے بیرونی علاقہ میں پیدل سیر کے لئے تشریف لے گئے۔ پون گھنٹہ کی سیر کے بعد واپس مشن ہاؤس تشریف لائے۔ ساڑھے بارہ بجے حضور انور اپنے دفتر تشریف لائے اور ڈاک ملاحظہ فرمائی۔

اس کے بعد حضور انور لنگر خانہ تشریف لے گئے اور سالن کا جائزہ لیا اور موقع پر ہدایات دیں۔ ایک بجے حضور انور نے جلسہ گاہ میں تشریف لا کر نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائیں۔ سوا پانچ بجے جلسہ گاہ میں نماز مغرب و عشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ شام چھ بجے حضور انور دفتر تشریف لائے اور ڈاک ملاحظہ فرمائی اور فیملی ملاقاتیں فرمائیں۔ ملاقاتوں کا یہ سلسلہ رات نو بجے تک جاری رہا۔ آج فرانس کی آٹھ جماعتوں کی 35 فیملیز کے 140 افراد نے حضور انور سے شرف ملاقات حاصل کیا۔ ان ملاقات کرنے والوں میں سائپرس، ماریشس، بینن اور بلجیم سے آنے والے احباب بھی شامل تھے۔ ملاقاتوں کے بعد حضور انور اپنی رہائش گاہ تشریف لے گئے۔

27 دسمبر 2004ء بروز سوموار:

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز فجر مشن ہاؤس 'بیت السلام' سے ملحقہ جلسہ گاہ میں پڑھائی۔ صبح حضور انور مختلف دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔

پونے بارہ بجے حضور انور مشن ہاؤس سے باہر Saint Prix کے علاقہ میں پیدل سیر کے لئے تشریف لے گئے اور مختلف رستوں سے ہوتے ہوئے پونے ایک بجے واپسی ہوئی۔ حضور انور اپنے دفتر تشریف لائے اور ڈاک ملاحظہ فرمائی۔

ایک بجکر دس منٹ پر حضور انور نے 'جلسہ گاہ' میں نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائیں۔ نماز کی ادائیگی کے بعد بیعت کی تقریب ہوئی جس میں تیونس، یوگوسلاویہ، جزیرہ مارطنیق، مڈغاسکر اور فلپائن کے پانچ نومبائعین نے حضور انور کے دست مبارک پر بیعت کا شرف حاصل کیا۔ ان بیعت کرنے والوں میں دو نو احمدی خواتین بھی تھیں جنہوں نے لجنہ کی جلسہ گاہ میں بیعت میں شمولیت کی۔

ان پانچ نو احمدی احباب کے علاوہ جلسہ میں شامل مختلف قوموں کے نوصد سے زائد احباب نے بھی حضور انور کے دست مبارک پر بیعت کا شرف حاصل کیا۔ الحمدللہ۔

سوا پانچ بجے حضور انور نے مغرب عشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ چھ بجے حضور انور اپنے دفتر تشریف لائے۔ جہاں دفتری ملاقاتوں کے بعد فیملی ملاقاتیں شروع ہوئیں جو رات آٹھ بجے تک جاری رہیں۔ فرانس کی 9 جماعتوں کی 26 فیملیز کے 124 افراد نے حضور انور سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ ملاقاتوں کے اختتام پر حضور انور اپنی رہائش گاہ تشریف لے گئے۔

بقیہ صفحہ (13)

غرض یہ تھی کہ جماعت کے اندر سلسلہ کے مقاصد کے حصول اور تکمیل کیلئے زیادہ سے زیادہ جوش پیدا کیا جائے۔

بعض اوقات آپ جماعت کے جلسوں میں شرکت کی غرض سے قادیان سے باہر بھی تشریف لے جاتے تھے۔ اور ایک دفعہ آپ نے بعض اسلامی درس گاہوں کے دیکھنے کی غرض سے بھی بعض مقامات کا سفر اختیار کیا۔ اسی زمانہ میں آپ نے بیت اللہ کے حج کا فرض بھی ادا کیا۔ اور اس سفر کے دوران میں مصر بھی تشریف لے گئے لیکن آپ کے اوقات کا اکثر حصہ قادیان ہی میں بسر ہوتا تھا۔

آپ نے اس بحث میں جو خلافت اولیٰ کے زمانہ میں بعض لوگوں کی طرف سے چھیڑ دی گئی تھی کہ خلیفہ اور صدر انجمن احمدیہ کے آپس میں کیا تعلقات ہونے چاہئیں از خود کوئی حصہ نہیں لیا۔ کیونکہ آپ کے نزدیک خلیفہ کی اطاعت اور فرمانبرداری جزو ایمان تھی اور یہ سوال اُٹھ ہی نہیں سکتا تھا کہ انجمن حاکم ہے یا خلیفہ آپ کے نزدیک خلیفہ کی اطاعت جماعت پر فرض تھی اور جماعت کا کوئی حصہ خواہ افراد ہوں یا انجمن اس حکم سے باہر نہیں تھا۔ آپ نے اپنی ذات میں اس اطاعت کا نہایت اعلیٰ نمونہ قائم کیا اور آپ کو حضرت خلیفہ اوّلؓ کی ہر رنگ میں کامل خوشنودی حاصل تھی۔

مارچ 1914ء میں حضرت خلیفہ اول کی صحت جو کچھ عرصہ سے کمزور چلی آتی تھی اور بھی بگڑ گئی اور شدید ضعف کی علامات ظاہر ہونی شروع ہو گئیں۔ اس حالت میں آپ نے حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کو اپنی جگہ امام الصلوٰۃ مقرر فرمایا اور ایک وصیت بھی تحریر فرمائی جس میں بعض اُن صفات کا ذکر فرمایا جو آپ کے نزدیک اُس شخص میں پائی جانی ضروری تھیں جسے آپ کے جانشین کے طور پر منتخب کیا جائے۔

مکرمہ اللہ رکھی صاحبہ اہلیہ مکرم فضل الرحمٰن صاحب مرحوم درویش قادیان وفات پا گئیں

افسوس مکرمہ اللہ رکھی صاحبہ اہلیہ مکرم فضل الرحمٰن صاحب مرحوم درویش قادیان بعمر قریباً 89 سال مورخہ 31/1/05 کو مختصر علالت کے بعد وفات پا گئیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ نہایت سادہ طبیعت، ملنسار، صوم وصلوٰۃ کی پابند قرآن مجید پڑھنے اور دوسروں کو پڑھانے والی اور خلیفۂ وقت اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بہت محبت رکھنے والی خاتون تھیں۔ حضرت صاحبزادی بی بی امۃ القیوم صاحبہ اہلیہ حضرت مرزا مظفر احمد صاحب مرحوم موصوفہ کی رضاعی بہن ہیں۔ آپ نے دور درویشی کا لمبا عرصہ نہایت صبر و شکر سے گذارا اور اپنے بچوں کی نہایت اچھے رنگ میں تربیت کی آپ کے چار بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں بڑے بیٹے مکرم مولوی سلطان احمد ظفر صاحب جامعۃ المبشرین کے ہیڈ ماسٹر ہیں اور دوسرے بیٹے مکرم مولوی برہان احمد ظفر صاحب ناظر نشر و اشاعت اور صدر نگران بدر بورڈ ہیں اور باقی دو بیٹے بھی سلسلہ احمدیہ کے دفاتر میں خدمت کر رہے ہیں۔ اگلے روز مرحومہ کی نماز جنازہ حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان نے پڑھائی مرحومہ موصیہ تھیں بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔ اسی طرح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بھی مورخہ 4.2.05 کو لندن میں بعد نماز مغرب مرحومہ کی نماز جنازہ غائب ادا فرمائی۔ جس کا ایم ٹی اے سے بھی اعلان ہوا۔

اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے اور اعلیٰ علیین میں مقام قرب عطا فرمائے اور جملہ پسماندگان و لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ اس موقعہ پر ادارہ بدر مکرم مولوی برہان احمد صاحب ظفر صدر نگران بورڈ بدر اور مرحومہ کے جملہ بچگان و لواحقین سے اظہار تعزیت کرتا ہے۔

(ادارہ)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

بَجِّلُوا الْمَشَائِخَ

بزرگوں کی تعظیم کرو

طالب دعا: کے از اراکین جماعت احمدیہ ممبئی

آٹو ٹریڈرز
AutoTraders
16 بینٹنگ لین کلکتہ 70001
دکان 2248.5222, 2248.1652
2243.0794
رہائش: 2237-0471, 2237-8468

تبلیغ دین و نشر ہدایت کے کام پر مائل رہے تمہاری طبیعت خدا کرے
JANIC EXIMP
Manufacturers & Exporters of all kinds of fashion Leather Products & General Order Suppliers & Importers.
Office: 16 D, Topsia, 2nd Lane, Mullapara, Near Star Club, Calcuta -700039
Ph. 3440150 Tel Fax: 3440150 Pager No: 9610-606266

آرام دہ اور عمدہ سفر کیلئے
MASIHA CARS
>>>> Experience a new world of comfort while traveling
MASIHA CARS presents latest model cars
SCORPIO, INDIGO MARINA & OMNI VAN
For booking please contact: Arshad Ali Siddiqui
Moh. Ahmadiyya Qadian (M): 09815573547 (R) 01872-223069

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPER FOR INDIA AT NO RN 61/57

The Weekly BADR Qadian

Qadian 143516, Distt. Gurdaspur Punjab ((INDIA)

Vol - 54 Tuesday, 8/15 Feb 2005 Issue No : 6-7

Editor
MUNEER AHMAD KHADIM
Tel Fax : (0091) 01872-220757
Tel Fax : (0091) 01872-221702
Tel : (0091) 01872-220814

Subscription
Annual Rs/-200
Foreign
By Air : 20 Pound or 40 U.S$
: 40 euro
By Sea : 10 Pound or 20 U.S$

سیدنا حضرت اقدس امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زبان مبارک سے

دورہ فرانس اور سپین اور سونامی لہروں سے متاثر افراد کی خدمات کا ایمان افروز تذکرہ

❀ سپین میں ایک اور خوبصورت مسجد کی تعمیر کی تحریک ❀ پُرتگال میں بھی مسجد کی تعمیر کا منصوبہ

حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ فرمودہ 28 جنوری 2005ء سے خلاصہ

حضور پرنور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ للہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 28 جنوری 2005 کے آخر پر اپنے دورہ فرانس اور سپین کا ایمان افروز تذکرہ فرمایا۔ حضور پرنور نے جو یمان افروز حالات و واقعات بیان فرمائے اسکا خلاصہ ذیل میں احباب کے ازدیاد ایمان کی خاطر درج کیا جاتا ہے حضور پرنور نے فرمایا فرانس اور سپین کے جلسوں میں شمولیت کی توفیق ملی۔ وہاں بھی اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے۔ بے شمار نظارے دیکھے۔

فرانس کے جلسہ میں فرانس کی جماعت کو بھی امید نہیں تھی۔ جس طرح وہاں کے سربراہوں، صدر اور زیر اعظم نے اور دوسرے وزیروں نے پیغام بھجوائے۔ اسمیں کسی انسانی کوشش کا دخل نہیں تھا۔ خاص طور پر ان حالات میں جو مسلمانوں کے خلاف یک فضا قائم ہوئی ہے۔ ہر جگہ مغربی ممالک میں، اور ھر وہاں چند دن قبل ہی وزارت داخلہ نے امیر صاحب فرانس کو بلا کر سوال و جواب کیے حضور نے رمایا کئی آدمیوں کا پینل تھا جس نے سوال و جواب کئے۔ وہ اسلام کے بارہ میں تابڑتوڑ سوالات کر رہے تھے۔ اور سخت لہجہ میں بات کرر ہے تھے۔ حضور پرنور نے فرمایا کہ امیر صاحب نے خیال کیا کہ یہ شاید ہمارے جلسہ میں بھی روک ڈالیں گے۔ فرمایا جس علاقہ میں (فرانس میں) ہمارا مشن ہاؤس جہاں کہ جلسہ ہوا وہ بھی ایسے لوگوں کا علاقہ ہے جن کو مذہب سے کم ہی تعلق ہے اور مسلمانوں کے خلاف تو خاص طور پر فضا قائم ہوئی ہوئی ہے ان جگہوں پر۔ فرمایا اور اس جگہ بھی انتظامیہ کو یہ خطرہ تھا کہ جلسہ میں کہیں روک النے کی کوشش نہ ہو۔ علاقہ کے لوگ کوئی اعتراض نہ ٹھانا شروع کر دیں۔ فرمایا اس علاقہ کے میئر بھی بڑا لمبا عرصہ ہمارے خلاف رہے ہیں۔ اور چند سال پہلے یئر نے خود آ کر مسجد اور مشن ہاؤس کو بھی سیل کر دیا تھا ور نہ صرف مسجد کو سیل کر دیا تھا بلکہ جوتوں سمیت مسجد کے اندر چلا گیا تھا۔ اور پھر جو لوگ ہمارے وہاں پر تھے نہیں برا بھلا کہا، جماعت کو بھی برا بھلا کہا۔ حضور پُرنور نے فرمایا کہ اس میئر کی طرف سے بھی فکر تھی۔ فرمایا جماعت نے اس میئر کو بھی جلسہ میں آنے کی دعوت دی تھی اور شاید وزارت داخلہ نے بھی ان کو کہا تھا کہ جلسہ میں نمائندگی کریں۔ میئر نے جلسہ میں شرکت کرنے کی حامی تو بھر لی لیکن صرف چند منٹ کے لئے۔ لیکن جب آئے تو چند منٹ کی بجائے آخری سیشن کے پورے وقت میں جس میں میری تقریر تھی بیٹھے رہے۔ حضور نے فرمایا کجا وہ وقت تھا کہ میئر مسجد میں جوتوں سمیت آئے تھے اور کجا اب یہ وقت ہے کہ سٹیج پر آنے سے پہلے اپنے جوتے اتار رہے تھے۔ اور پھر اپنا پیغام بھی دیا۔ میری تقریر جس کا فرنچ میں ترجمہ ہو رہا تھا وہ بھی سنا اور جاتے ہوئے امیر صاحب کو کہہ گئے کہ اس تقریر کو لکھوا کر مجھے دو میں وزارت داخلہ میں دوں گا۔ کہا کہ اسلام کا یہ پہلو تو پہلی دفعہ دیکھنے اور سننے میں آیا ہے بلکہ یہاں تک کہا کہ اب میں تمھارے ہر کام میں تمہاری مدد کے لئے تمھارے ساتھ چلوں گا۔ حضور پُرنور نے فرمایا یہ تبدیلیاں یہ دلوں کو پھیرنا اللہ تعالیٰ ہی کیطرف سے ہوتا ہے۔ فرمایا میئر اس بات سے بھی بڑے متاثر تھے کہ ایم ٹی اے کے ذریعہ سے قادیان والے یہاں کے نظارے دیکھ رہے ہیں اور ہم لوگ وہاں بیٹھے قادیان کے نظارے دیکھ رہے تھے فرمایا یہ بھی جماعت کی تاریخ میں پہلا موقع تھا کہ ہزاروں میل کے باوجود دونوں ایک دوسرے کے جلسے سے فیض اٹھا رہے تھے۔ فرمایا یہ ہے وحدانیت، جس کو قائم کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا تھا کہ ہر جگہ سے ایک خدا کا نام بلند ہو۔ فرمایا ان دوروں سے اللہ تعالیٰ نے جہاں دینی فوائد عطا فرمائے وہاں جماعت کی تربیت کے سامان بھی ہوئے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ ایسے بھی سامان عطا فرما دیتا ہے کہ غیروں پر بھی اسلام کی خوبیوں کا اثر قائم ہو جاتا ہے۔ یہ سب اثر اور رعب اللہ تعالیٰ کی نصرت سے قائم ہوتا ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے وعدہ فرمایا تھا نُصِرْتُ بالرُّعْبِ کا الہام بھی ہے آپ کا۔

فرانس میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے مراکو، الجزائر اور بعض دوسرے چھوٹے ملکوں کے لوگ بھی احمدی ہو رہے ہیں اس معاملے میں بھی فرانس کی جماعت ماشاء اللہ فعال ہے، اچھا کام کر رہی ہے اللہ تعالیٰ ان سب نومبائعین کو سنبھالنے کی بھی توفیق عطا فرمائے۔ فرمایا ایک لمبے عرصہ کے بعد انہیں مبلغ بھی مل گئے ہیں امید ہے کہ اب پہلے سے بہتر نتائج پیدا ہونگے۔ فرمایا پچھلے سال بھی جب میں گیا تھا دستی بیعتیں ہوئی تھیں اس سال بھی ہوئیں۔ سوئزرلینڈ کے احباب نے بھی بیعت کی۔

فرمایا مراکو الجزائر کی جو عورتیں ہیں ان میں بھی اللہ کے فضل سے احمدیت قبول کرنے کی توجہ پیدا ہو رہی ہے اور پڑھی لکھی لڑکیوں میں مذہبی رجحان ہے اور بڑے اخلاص و وفا کے ساتھ عہد بیعت کو نبھا رہی ہیں بلکہ سختیاں برداشت کرنے کے باوجود اپنے گھر اور خاندان والوں کو تبلیغ کر رہی ہیں۔ اور بڑے درد کے ساتھ دعا کے لئے کہتی ہیں کہ ہمارے گھر والے بھی احمدیت قبول کر کے اپنی عاقبت سوارنے والے بن جائیں۔ کئی عورتوں اور لڑکیوں نے جو پڑھی لکھی ہیں، یونیورسٹیوں میں پڑھ رہی ہیں ہچکیوں سے روتے ہوئے مجھے کہا کہ دعا کریں کہ ہماری مائیں ہمارے باپ ہمارے بھائی احمدی ہو جائیں۔

اسکے بعد حضور پُرنور نے سپین کے ایمان افروز واقعات بیان فرمائے۔ حضور پُرنور نے فرمایا کہ سپین بھی گو یورپ کا حصہ ہے لیکن مجھے تو یورپ سے بالکل مختلف لگا جو لوگ بھی سپین جا چکے ہیں اکثر کی یہی رائے ہے کہ وہاں جا کر یہ احساس بھی ہوتا ہے کہ یہ ملک جہاں چھ سات سو سال پہلے تک مسلمانوں کی حکومت تھی جہاں خدائے واحد کا نام بلند کرنے کیلئے ایک شہر میں کئی سو مساجد تھیں جہاں سے پانچ وقت اشھد ان لا الــه الا اللــه و اشھد ان محمد رسول الله کی آوازیں گونجتی تھیں اور اب یہ مساجد یا تو گرادی گئی ہیں اور جو زیادہ بڑی تھیں اچھی تھیں انہیں چرچ میں تبدیل کر دیا گیا ہے تو بہر حال یہاں جا کر بھی ایک عجیب کیفیت ہوتی ہے جلسہ سے پہلے ایک دن ہم قرطبہ کی مسجد دیکھنے گئے یہاں مسجد کے عین درمیان میں عیسائیوں نے ایک چرچ بنا دیا ہے۔ باقی مسجد کا حصہ محفوظ ہے محراب وغیرہ، بہر حال انہوں نے دکھایا یہاں جو چرچ ہے بشپ کے نمائندے نے ہمارا استقبال کیا اور نیچے بیسمنٹ میں کانفرنس روم تھا کافی بڑا اس میں لے گیا میں نے کہا ہم نے تو مسجد دیکھنی ہے وہاں جانے کی کیا ضرورت ہے بہر حال وہاں لے جا کر ہمیں کانفرنس روم میں بٹھایا جس طرح کانفرنس ہوتی ہے اور وہاں خوش آمدید کہا اور جماعت کا اس پادری کو جتنا تعارف تھا اچھے الفاظ میں ذکر کیا پھر اس کے بعد میں نے بھی چند الفاظ میں ان کا شکریہ ادا کیا اور بتایا کہ آپس میں مل جل کر رہنے اور امن قائم کرنے کے لئے ہمیں اپنے پیدا کرنے والے خدا کی پہچان کرنی ہوگی ایک خدا کی طرف آنا ہوگا اس نے سب باتیں سنیں بلکہ وہ تو یہاں تک تیار تھا کہ اگر وقت ہوتو شہر کے سارے پادریوں کو اکٹھا کر لے اور انہیں بھی آپ ایڈریس کریں۔ حضور پُرنور نے فرمایا اس کے بعد ہم ایک اور جگہ گئے وہاں بھی ہمارا استقبال ہوا فرمایا اللہ بہتر جانتا ہے کہ پادریوں کا جماعت کو احترام دینے کی کیا وجہ ہے کیوں توجہ پیدا ہوئی ہے۔ فرمایا چند دن پہلے جو یہاں بیت الفتوح میں کانفرنس ہوئی تھی یہاں بہت سارے مختلف مذاہب کے لوگ آئے ہوئے تھے بعض پادری بھی تھے فرمایا یہاں ایک پادری بھی آیا ہوا تھا اس نے کہا ہم تمہارے ہاں صرف اس لئے آجاتے ہیں کہ تم جو کہتے ہو اسے کر کے دکھانے کی تمہارے پاس سو سال سے بھی زائد کی تاریخ ہے تمہاری تعلیم اور عمل ایک ہے فرمایا جہاں تک جماعت کی حفاظت کا سوال ہے وہ تو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے وعدہ کیا ہے وہ تو ہوتی رہے گی۔

فرمایا آج احمدیوں کا کام ہے کہ اس عظمت رفتہ کو حاصل کریں لیکن پیار و محبت اور دعاؤں سے۔ خطبہ جاری رکھتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ اس مسجد میں ابھی تک کلمہ لکھا ہوا ہے لیکن پاکستان میں ملاّ کلمہ کو ہی مٹاتے ہیں۔ میں پاکستانی مولویوں سے کہتا ہوں کہ کچھ تو ہوش کرو۔ خدا کا خوف کرو اور ان حرکتوں سے باز آؤ کہیں یہ کلمہ تمہاری حرکتوں کی وجہ سے تمہیں ہی نہ مٹا دے اگر اب بھی تم نے اپنے آپ کو نہ بدلا تو یقیناً مٹ جاؤ گے۔ پس اللہ سے رحم مانگو۔ اور اپنی اصلاح کرلو۔ فرمایا جلسہ سپین اللہ کے فضل سے بڑا کامیاب رہا۔ پہلی دفعہ سربراہ حکومت کے پیغام وغیرہ ملے حکومت کے نمائندے آئے وزارت انصاف کے ڈائریکٹر آئے تھے بڑے اچھے تاثرات تھے انکے۔ ایک عیسائی سپینش مجھے ملے جو کہ کتابیں لکھتے ہیں انہوں نے ایک کتاب لکھی ہے جس میں انہوں نے احمدیت کا بھی ذکر بڑے اچھے الفاظ میں کیا ہے۔ کہنے لگے میں بھی آدھا احمدی ہوں تو میں نے کہا پھر پورے کیوں نہیں ہو جاتے۔ کہنے لگے ابھی وقت نہیں ہے۔ بعض اور عیسائی خاندان بھی آئے ہوئے تھے جو مجھ سے ملے۔ مقامی سپینش بھی بہت سارے جلسہ میں شامل ہوئے اور کافی متاثر تھے۔ حضور پرنور نے فرمایا کہ ان سب باتوں کو دیکھتے ہوئے میرے دل میں تحریک ہوئی کہ سپین میں مسجدوں کی تعمیر ہونی چاہئے۔ فرمایا امیر صاحب نے تعمیر مسجد کے لئے ڈرتے ڈرتے جو رقم بتائی تھی کہ ہم زیادہ سے زیادہ اتنی

باقی صفحہ (18) پر ملاحظہ فرمائیں